New Era Magazine

رشتوں کے کچھ رنگ ایسے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

از حفصہ ملک

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رشتوں کے کچھ رنگ ایسے

از قلم حفصہ ملک

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

رشتوں کے کچھ رنگ ایسے

از قلم حفصہ ملک

آج وہ اتنے سالوں بعد پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھ رہی تھی۔۔بہت سی پرانی یادوں نے اس کا استقبال کیا۔۔جب کچھ سالوں پہلے وہ یہاں سے گئی تھی تب اس کا یہاں سے جانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔۔مگر سالوں بعد دوبارہ اس سرزمین پر قدم رکھا تو اس کے دل سے آواز آئی کہ یہاں سے کہیں دور بھاگ جائے۔اس کے لئے گزرے ہوئے پانچ سال کا سفر کبھی بھی آسان نہ رہا۔۔

اس نے ارد گرد لوگوں کو دیکھا اور قریب میں ہی ایک بینچ پر جا کر بیٹھ گئی۔بیگ سے پانی کی بوتل نکالی اور پانی پینے لگی اور ساتھ ساتھ پھر ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔کچھ دیر بعد اپنے آپ کو کمپوز کیا اور ایئرپورٹ سے باہر نکلنے کے لیے کھڑی ہو گئی۔چلنے کے ساتھ

ساتھ دل میں یہ دعا کرتی رہی کہ

"جس طرح اللہ تو نے مجھے پانچ سال تک صبر دیا اب بھی ویسے ہی صبر کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹنے نہ دینا۔"

ظفر مرزا اور تانیہ بیگم کی چار اولادیں تھیں۔ اللہ نے ان کو چار بیٹوں سے ہی نوازا تھا۔ ظفر صاحب کو بیٹی کی بہت خواہش تھی مگر ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اللہ کی نہ جانے کونسی مصلحت تھی۔۔۔ کہ نہ ظفر صاحب کی بیٹی تھی نہ ہی انکی کوئی بہن۔ ان کے پہلے دو جڑواں بیٹے تھے حنان اور منان اس کے بعد ذہیم اور سب سے آخر میں سب سے چھوٹا بیٹا حیدر تھا۔ حیدر سب سے چھوٹا تھا اسی لیے سب کا بہت لاڈلا تھا۔

ظفر صاحب کا خود بہت بڑا بزنس تھا اسی لیے وہ چاہتے تھے کہ ان کے سارے بیٹے بھی ان کی طرح ہی بزنس کی دنیا میں نام کمائیں۔ حنان اور منان نے اپنے باپ کی طرح ہی

بزنس پڑھا اور اپنے باپ کے ساتھ آفس جانا شروع کر دیا۔ زہیم کا کبھی بھی دل بزنس کی طرف نہیں تھا اسی لیے انہوں نے بیچلرز کرنے کے بعد ہی سول سروسز کا امتحان دیا اور کسٹم سروس جوائن کر لی اور سب سے چھوٹے بیٹے حیدر کو شروع سے ہی شوق تھا فورسز میں جانے کا تو اس نے ایف ایس سی کرنے کے بعد ائیر فورس میں ٹیسٹ دیا اور بطور پائلٹ جوائن کر لیا۔

ظفر صاحب نے اپنی پسند کی جگہ پر ہی حنان اور منان کی شادی کی حنان کی بیوی نیلم جبکہ منان کی بیوی سونیا دونوں بہنیں تھیں آپس میں اور بہت ہی ملنسار تھی۔ انہوں نے پورا گھر بہت اچھی طرح سنبھالا اور آتے ساتھ ہی اپنی ساس کو آرام دیا۔۔۔ حنان اور منان کی شادی کے بعد ظفر صاحب نے زہیم کی شادی رانیہ سے کروائی وہ بھی بہت اچھی بہو ثابت ہوئی اس گھر کے لئے۔

ظفر صاحب نے اپنے بچوں کی شادی کرنے سے پہلے ہی سب کے لئے الگ الگ کوٹھیوں بنوائیں جبکہ ان سب کا ایک مین گیٹ تھا اور اندر سب کی الگ الگ کوٹھیاں تھیں اس گھر کا رواج تھا کہ ہفتہ اتوار کو سب مل کر کھانا کھاتے تھے اور حیدر کے گھر میں کھاتے تھے کیونکہ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔

حنان صاحب کے تین بیٹے تھے فیصل ابہشام اور سعد۔ جبکہ منان صاحب کے دو بیٹے تھے حسیب اور شافعی اور زہیم صاحب کے دو بیٹے تھے ولی اور حارب اب ان کے گھر دوبارہ سے خوشخبری آنے والی تھی۔اس دفعہ سب یہی دعا کر رہے تھے کہ اللہ تعالی ان کو اپنی رحمت سے نوازیں کیونکہ اس خاندان میں تین نسلوں سے بیٹی پیدا نہیں ہوئی تھی۔اب دیکھنا تھا کہ اللہ تعالی ان کی دعا قبول کرے گا یا پھر انکو رحمت سے نوازے گا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہارون صاحب بلوچستان کے قبیلے کے سردار تھے۔اللہ نے ان کو تین بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔بلوچستان جیسے علاقے میں تعلیم کی اتنی سہولت موجود نہیں تھی تو انہوں نے اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے شہر جانا ہی مناسب سمجھا۔شہر میں رہنے کہ باوجود۔۔ آپ نے اپنی سرداری کے فرائض بخوبی انجام دیے۔

ان کا سب سے بڑا بیٹا زریاب پھر سکندر چھوٹا دریاب اور سب سے چھوٹی بیٹی حلیمہ

تھی۔۔۔

آپ نے اپنے بچوں کی تعلیم پر بہت زور دیا اور سب بچوں کو بہت اعلی تعلیم حاصل کروائیں بیٹی کی شادی انہوں نے خاندان میں ہی اپنے بھائی کے بیٹے سے کروائیں حلیمہ کی کوئی بھی اولاد نہ تھی۔

بیٹی کے فرض کے بعد اپ نے سب سے بڑے بیٹے زریاب کی شادی سندس سے کروائی اللہ نے ان کو ایک بیٹے شاہ زیب اور تین بیٹیوں سامیا علیینا اور فاطمہ سے نوازا اس کے بعد سکندر کی شادی انہوں نے منزہ سے کروائی اللہ نے ان کو ایک بیٹا اور بیٹی سے نوازا بیٹے کا نام شاہ ویز جب بیٹی کا نام عائشہ اور سب سے چھوٹے بیٹے دریاب کی شادی انہوں نے صائقہ سے کروائی اللہ نے ان کو ایک بیٹا شہریار اور دو بیٹیوں نور اور زہرہ سے نوازا۔

ظفر صاحب اور ہارون صاحب بچپن کے دوست تھے اور ان کی یہ دوستی وقت کے ساتھ اور ہی مضبوط ہوتی گئی کوئی بھی دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا۔۔کہ یہ دونوں آپس میں دوست نہیں بلکہ بھائی ہیں۔ان دونوں خاندانوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق تھا۔ ہارون صاحب کے تینوں بیٹوں نے شہر میں آکر اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اپنا

ایک بزنس اسٹیبلش کیااور اب تینوں وہی مل کر چلاتے تھے۔

اگر یہ بزنس نہ بھی اسٹیبلشمنٹ کرتے پھر ان کے پاس اتنی جائیداد تھی کہ بیٹھ کر کھا سکتے تھے۔ مگر تینوں بھائیوں نے اپنے بل بوتے پر کچھ کرنے کی سوچی اور ویسے بھی خودداری تو سرداروں کے خون میں ہی پائی جاتی ہے۔

یہ منظر ایک ہسپتال کا ہیں جہاں پر ذہیم صاحب پریشانی میں ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے کیونکہ ان کی بیوی اس وقت آپریشن تھیٹر میں تھی۔ گھر کی باقی خاتون بینچ پر بیٹھ کر دعا کر رہی تھی کہ سب خیر خیریت سے ہو۔ ظفر صاحب کی بیوی جن کو سب بی جان کہتے تھے وہ گھر میں بچوں کے پاس تھی۔۔۔

آخر کار گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر نکلی ذہیم صاحب ان کے پاس بھاگے تو ڈاکٹر نے ان کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سی گڑیا جو گلابی کمبل میں لپٹی ہوئی تھی ان کو دی اور کہا

"آپ کو بہت بہت مبارک ہو اللہ نے آپ کو اپنی رحمت سے نوازا۔۔۔"

یہ سننے کے بعد ذہیم صاحب کے آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بچی کے کمبل میں جذب ہو گیا۔۔انہوں نے فوراً سے بچی کی پیشانی پر پیار دیا اور ڈاکٹر سے پوچھا کے

"ان کی بیوی کیسی ہیں؟"

ڈاکٹر نے مسکرا کر جواب دیا"کہ وہ بھی ٹھیک ہے ہم کچھ ٹائم بعد انکو روم میں شفٹ کر دیں گے تب ان کو جا کر مل لیجئے گا۔"

جیسے ہی یہ خبر گھر پہنچی تو سب بہت خوش ہوئے۔۔۔کہ اللہ نے آخر کار ان کو تین نسلوں بعد بیٹی سے نوازا اور بہت سی مٹھائی اور تحفے غریبوں میں بانٹے گے۔۔۔نہ جانے کتنے بکروں کا صدقہ دیا گیا ظفر صاحب بہت خوش تھے کہ اللہ تعالی نے ان کی خواہش پوری کی۔

پھر دو دن بعد یہ ننھی سی گڑیا گھر میں آگئی۔۔۔اس کو سب ہی ملے لیکن حیدر نہیں مل سکا کیوں کہ اس وقت وہ ایئر بیس میں تھا اور اس کو چھٹیاں نہ مل سکی۔۔۔سب گھر والوں کو حیدر کا انتظار تھا۔۔کہ جب وہ آئے تو تب اس ننھی سی گڑیا کا نام رکھ سکے۔

ہارون صاحب بھی اپنے گھر والوں کے ساتھ اس ننھی سی گڑیا کو ملنے آئے اور اس وقت انہوں نے ظفر صاحب سے وعدہ لیا کہ یہ گڑیا شاہ ویز کی امانت ہے اور ظفر صاحب نے ان کو یہ یقین دہانی کروائی کہ یہ شاہ ویز ہی کی امانت ہے۔

اس وقت چھوٹی سی گڑیا نہیں جانتی تھی کہ اس کی زندگی کا کتنا بڑا فیصلہ ہو چکا ہے۔

پھر آخر کار ایک ہفتے بعد حیدر کو چھٹیاں مل گئی اور ننھی سی گڑیا کو ملنے آیا۔ جب نام رکھنے کی باری آئی تو زہیم صاحب نے کہا

"میری بیٹی کا نام حیدر رکھے گا۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور پھر حیدر نے کافی سوچنے کے بعد کہا

"اس گڑیا کا آج سے نام ماہ رخ ہے۔۔۔۔"

سب بہت خوش تھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہر چیز میں رنگ بھرے ہوئے ہیں ہر طرف روشنی ہی روشنی ہے۔

کچھ دنوں بعد حیدر واپس چلا گیا۔۔۔کیونکہ حیدر کی ٹریننگ میں ابھی ایک سال باقی تھا اسی لیے حیدر کو واپس جانا تھا۔وقت کا کام گزرنا ہے اور وقت گزرتا گیا اب یہ ننھی گڑیا 12 سال کی ہو گئی تھی۔ماہ رخ گھر بھر کی لاڈلی تھی ہر کوئی اس سے بہت پیار کرتا تھا۔۔

وہ تھی ہی اتنی پیاری کے جو کوئی بھی اس کو دیکھتا تو اس کو پیار کرنا لگتا گورا رنگ گولڈن سلکی بال بڑی بڑی نیلی آنکھیں اور جب وہ ہنستی تو اس کے گالوں پر دونوں طرف ڈیمپل پڑتے۔۔۔اس کو دیکھ کر یوں گمان ہوتا تھا کہ جیسے رب نے اس کو بڑی فرصت سے بنایا ہے۔

اس کی سب سے بنتی مگر سب سے زیادہ اس کی حیدر سے بنتی حیدر کو بابا کہتی تھی جب بھی حیدر واپس آتا تو اس کے پاس رہتی یہاں تک کہ سوتی بھی حیدر کے پاس تھی۔

ماہ رخ حنان صاحب اور نیلم صاحبہ کو اماں اور ابا کہتی، منان صاحب اور سونیا صاحبہ کو امی ابو کہتی اور ذہیم صاحب اور رانیا صاحبہ کو ماما پاپا کہتی۔حیدر اور فیصل میں ایک سال کا فرق تھا۔باقی بچوں سے بھی بہت بنتی تھی اور باقی بچے بھی حیدر کو اپنے دوست کی طرح ہی سمجھتے تھے۔کوئی بات بھی منوانی ہوتی تو حیدر کو کہتے حیدر ان کی ہر بات

منوالیتا تھا۔

اب حیدر کی پوسٹنگ نور خان ایئر بیس میں ہوئی اس کا یہ فائدہ تھا کے وہ ہفتے اتوار گھر آ جاتا تھا۔ فیصل نے بزنس پڑا تھا اور وہ اب اپنے بابا کے آفس جایا کرتا تھا۔ سعد اور شافعی تھرڈ ایئر میں تھے جبکہ حسیب میڈیکل پڑھ رہا تھا۔ ولی بزنس ایڈمنسٹریشن میں بیچلرز کر رہا تھا۔ حارب سیکنڈ ایئر میں تھا۔ ماہ رخ 8 کلاس میں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ اتوار کا دن تھا تو حیدر بھی گھر آیا ہوا تھا۔ ماہ رخ حیدر کے ساتھ ٹی وی پر پروگرام دیکھ رہی تھی جہاں شہیدوں کی فیملی کو انعام تقسیم کئے جا رہے تھے۔ وہ ساتھ ساتھ اپنے اسکول کا کام بھی کر رہی تھی۔

حیدر نے ماہ رخ سے کہا "گڑیا میری ایک بات سنو۔۔۔"

ماہ رخ نے کہا "جی بابا۔۔۔"

توحیدر فوراً بولا "گڑیا میری ایک بات مانو گی؟"

ماہ رخ حیدر کی طرف موڑی اور بولی "بابا میں تو آپ کی ہر بات مانتی ہوں نا۔۔۔"

حیدر نے کہا "جی آپ میری ہر بات مانتی ہوں پھر وعدہ کرو کچھ بھی ہو جائے یہ بات ہر حال میں مانوں گی۔۔۔"

ماہ رخ بولی "اچھا جی وعدہ کرتی ہوں اب بتائیں بھی کیا بات ہے"

"میری یہ خواہش ہے کہ شہیدوں کو شہید ہونے پر جو تمغہ دیا جاتا ہے تم میرا تمغہ لینے جانا۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ دو منٹ خاموش ہو گئی پھر بولی

"میں کیوں لینے جاؤں گی؟ آپ بھی میرے ساتھ جائیں گے نہ تمغہ لینے اور جہاں تک مجھے پتا ہے ضروری تو نہیں ہے جو لوگ شہید ہو ان کو ہی دیا جاتا ہے جو لوگ اچھی طرح اپنا ڈیوٹی پیریڈ پورا کرتے ہیں ان کو بھی تو دیا جاتا ہے نا۔۔۔"

حیدر بولا "لیکن پھر بھی۔۔"

ماہ رخ نے فوراً بات کاٹ دی

"آئندہ سے اگر آپ نے ایسی کوئی بات کی تو میں آپ سے نہیں بولوں گی"

حیدر نے ماہ رخ کو اپنے ساتھ لگایا

"اچھا میرے بچے میں آئندہ سے ایسی کوئی بات نہیں کروں گا"۔

ماہ رخ مسکرانے لگی اور اپنا کام شروع کر دیا۔ مگر حیدر ایک گہری سوچ میں چلا گیا۔

بعض اوقات منہ سے نکلی ہوئی خواہشیں کب قبولیت کے درجے پر پہنچ جائیں معلوم ہی نہیں ہوتا۔ شاہد یہ بھی سنوائی کا وقت تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گزرے ہوئے بارہ سالوں نے ہارون صاحب کی فیملی میں میں بہت تبدیلیاں کی۔

ہارون صاحب دو سال پہلے اپنی اہلیہ کے ساتھ حج سے واپس آرہے تھے کہ پلین کریش میں فوت ہو گئے۔۔۔ سارے گھر والوں کیلئے بہت بڑا صدمہ تھا مگر انہوں نے اپنے آپ کو اس مشکل وقت میں سنبھال لیا۔

زریاب صاحب نے اپنی باپ کی کرسی سنبھالی وہ اب سرداری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ جبکہ دونوں بھائی بزنس سنبھال رہے تھے۔ شازیب بھی اب آفس جاتا تھا۔ جب کہ شاہ ویز بزنس ایڈمنسٹریشن میں بیچلرز کر رہا تھا۔

شاہ ویز اور ولی ایک ہی یونیورسٹی میں ایک ہی کلاس میں تھے اور بہت ہی پکے دوست تھے۔ شہریار ابھی نائن کلاس میں تھا۔ زریاب صاحب نے اپنی بڑی دو بیٹیوں کی شادی کر دی تھی اور وہ دونوں اپنے گھر میں بہت خوش تھی۔ عائشہ اور نور کمپیوٹر سائنس میں بیچلرز کر رہی تھیں، ان کا ابھی سیکنڈ سمسٹر تھا۔ فاطمہ اور زہرہ سیکنڈ ایئر میں تھیں۔ تینوں بھائیوں کی اپنی اپنی کوٹھیاں تھی مگر بیچ میں سے تینوں گھروں کا راستہ تھا۔

آج اتوار تھا سب حیدر کے گھر میں ہی ناشتہ کر رہے تھے۔۔ حیدر ماہ رخ کو خود ناشتہ کروا رہا تھا اتنے میں بی جان بولی "حیدر آخر تم میری بات کیوں نہیں سنتے"

حیدر نے بی جان کو حیرانگی سے دیکھا اور بولا "بی جان ایسی کونسی بات ہے جو میں نے

آپ کی نہیں مانی۔۔۔"

بی جان بولی "میں تمہیں کب سے کہہ رہی ہوں کہ شادی کر لو مگر تم ہو کہ میری بات سنتے ہی نہیں تم شادی کرو تب ہی ہم فیصل کی شادی کریں گے اور تمہارا تو ابھی رشتہ بھی ڈھونڈنا ہے جبکہ فیصل کی تو بات پکی ہوئی ہے اب نیلم کی بہن راشدہ اور کتنے ٹائم تک اپنی بیٹی کو اپنے گھر بیٹھے گی۔۔۔"

حیدر نے فوراً جواب دیا "امی آپ میرا کیوں انتظار کرتی ہیں فیصل کی شادی کر دے میں نے آپ لوگوں کو روکا تو نہیں ہے۔۔۔"

اس وقت باقی سب گھر والے ماں بیٹے کی گفتگو خاموشی سے سن رہے تھے۔

"ہاں تم نے روکا نہیں ہے مگر میں پھر بھی چاہتی ہوں کہ تمہاری شادی ہو جائے اور کتنا انتظار کرواؤ گے میں مرنے سے پہلے تمہاری خوشیاں دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔"

حیدر نے فوراً سے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بولا

"بی جان کیسی باتیں کر رہی ہیں اللہ آپ کو میری عمر بھی لگا دیں۔اچھا ایسا کریں کہ ابھی آپ فیصل کی شادی کر دے 8 مہینے بعد جب مجھے چھٹیاں ملیں گی تو پھر میری شادی کر

دیجئے گا ویسے بھی ابھی مجھے مشن پر جانا ہے تو چھٹیاں نہیں ملیں گی۔۔"

بی جان نے سکون کا سانس لیا چلو مانا تو سہی پچھلے 2 سالوں سے تو شادی کے ذکر سے ہی بھاگ جاتا تھا۔۔بی جان نے نیلم صاحبہ سے کہا

"آج ہی ہم راشدہ کے گھر جائیں گے اور تاریخ پکی کر لیں گے۔ویسے بھی حیدر کے چکر میں بہت دیر ہو گئی ہے۔تم ڈرائیور سے کہہ کر فروٹ اور مٹھائیاں منگوا لینا۔۔"

نیلم صاحبہ نے کہا"ٹھیک ہے میں راشدہ کو فون کر کہ اپنے آنے کا بتا دیتی ہوں۔"

اب سب ناشتہ کر کے ٹی وی کے سامنے بیٹھ گے کیونکہ آج پاکستان اور انڈیا کا میچ لگنا تھا۔اور خواتین شام کو جانے کے لیے تیاریاں کرنا لگ گئی۔

شام کو سب بڑے تاریخ طے کر کے آ گے تھے۔ہفتے کو نکاح اور دو ہفتے بعد شادی کی تاریخ طے ہوئی تھی۔گھر کی سب خواتین شادی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئی تھیں۔

اور سارے بچے بھی اپنی اپنی تعلیم میں مصروف تھے۔حیدر بھی اتوار کے بعد ایئر بیس دوبارہ چلا گیا تھا اور اپنی گڑیا سے یہ وعدہ کر کے گیا تھا کہ اگلی دفعہ نکاح پر آئے گا اور زیادہ چھٹی لے کر آئے گا۔زندگی اسی طرح ہستی گزر رہی تھی۔

شاہ ویز کب سے گرمی میں کھڑا ولی کا انتظار کر رہا تھا۔اور بہت سی نظروں کو اپنے اوپر محسوس کر رہا تھا۔جو بھی گزرتا دوبارہ مڑ کر ضرور اس کو دیکھتا۔

اس کی شخصیت ہی اتنی مسحور کن تھی کہ دیکھنے والا دیکھتا ہی رہتا 6 فٹ دو انچ قد گورا رنگ کالے سلکی بال جو بہت اچھی طرح سیٹ کیے ہوئے تھے۔اس کی مسکراہٹ اتنی خوبصورت تھی کہ جب ہنستا تو آنکھیں بھی ساتھ ہستی۔بائیں ہاتھ میں رونالڈو کی گھڑی پہنی ہوئی شرٹ کے کف کو نیو تک موڑے ہوئے نیچے جینز کی پینٹ وہ بہت زیادہ دلکش لگ رہا تھا۔پوری یونیورسٹی میں وہ "مغرور شہزادے" کے نام سے مشہور تھا۔

کیوں کے وہ کسی سے بھی بات نہیں کرتا تھا۔اس کا یونیورسٹی میں ایک ہی دوست تھا ولی۔۔۔اس کے علاوہ کسی سے بھی بات کرنا تو کیا دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔

شاہ ویز اپنے آپ میں رہنے والا انسان تھا اس کے قریب بہت ہی کم لوگ تھے جن میں سے ولی ایک تھا۔

اس کو دور سے ہی ولی نظر آ گیا تھا۔۔۔اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اس کو اشارہ کیا اور ولی شاہ ویز کی طرف آ گیا شاہ ویز نے ولی سے کہا

"کدھر رہ گئے تھے کب سے تمہارا گرمی میں انتظار کر رہا ہوں۔"

"یار کیا کرتا ساری گاڑیاں مصروف تھی، کچھ آفس گئی ہوئی تھی اور کچھ گاؤں گئیں ہوئی تھیں تمہیں بتایا تو تھا فیصل بھائی کا نکاح ہے تو سب مصروف ہیں۔۔۔میں نے بھی نہیں آنا تھا وہ تو میں صرف اسائنمنٹ جمع کروانے آیا ہوں۔۔۔"

"تم بتاؤ تم آؤ گے نا نکاح پر؟"

"یار میرا مشکل لگ رہا ہے نکاح پر آنا۔۔۔کیوں کے پنچایت میں ایک بہت بڑا فیصلہ ہونا ہے تو تایا سرکار کا حکم ہے کہ ہم اس پنچائیت میں شامل ہوں اس لئے میں اور شاہ

زیب بھائی جا رہے ہیں گاؤں۔۔۔۔اور ویسے بھی گھر کی خواتین تو آئیں گی ہی نا

۔۔۔وعدہ کرتا ہوں شادی پوری اٹینڈ کرونگا۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی اب آؤ ہم جلدی سے اسائنمنٹ سبمٹ کروا دیتے

ہیں پھر گھر بھی جانا ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب عورتیں لانچ میں بیٹھی ہوئی زیورات دیکھ رہی تھی۔ساتھ ہی بی جان بھی بیٹھی

ہوئی تھی۔کچھ فاصلے پر مرد حضرات انویٹیشن کارڈ لکھ رہے تھے۔

ذہیم صاحب ظفر صاحب سے پوچھ رہے تھے کہ کوئی مہمان رہ تو نہیں گیا۔

تو ظفر صاحب بولے "کہ مجھے تو یہی یاد ہیں تم پھر بھی دیکھ لینا کہ کوئی باقی نہ رہ جائے"

تو بی جان فورن بولی

"ہارون صاحب کے گھر بھی دعوت نامہ بھیجا ہے کہ نہیں؟"

منان صاحب بولے "میں خود ان کے گھر گیا تھا مرد حضرات کا تو آنا مشکل لگ رہا ہے کیوں کہ پنچایت میں کوئی بہت بڑا فیصلہ ہے تو سب مرد وہاں جائیں گے لیکن خواتین آئیں گی۔۔"

تو بی جان بولی کہ 'اللہ ان کو انصاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔سب نے ایک ساتھ امین بولا۔

ظفر صاحب بولے کہ

"آج ماہ رخ نظر نہیں آرہی کدھر ہے وہ؟"

تو رانیہ صاحبہ نے جواب دیا کہ "ابو اس کے ٹیسٹ ہیں تو اس کی تیاری کر رہی ہے اپنے کمرے میں۔"

ظفر صاحب فوراً بولے "کہ بہو اس کو کھانے کو بھی کچھ دے دینا یہ نہ ہو کہ بچی صرف پڑھتی رہے اور بھوکی رہ جائے۔"

"جی ابو میں جاتی ہوں اور اسے پوچھتی ہوں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔"

بی جان نے منان صاحب کو مخاطب کیا

"حیدر کی کوئی خبر ہے کہ اس نے کب آنا ہے؟"

تو منان صاحب بولے

"جی بی جان اس کا میسج آیا تھا وہ انشاءاللہ کل تک پہنچ جائے گا۔۔"

"چلو شکر ہے آرہا ہے ورنہ مجھے تو کوئی امید نہیں تھی کہ وہ آئے گا ایک تو اس کو چھٹی بھی نہیں ملتی۔"

بی جان پھر سے تسبیح پڑھنے لگیں اور باقی سارے اپنے کام میں مصروف ہوں گے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

منزہ صاحبہ شاہ ویز کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ شاہ ویز اس وقت بیڈ پر بیٹھ کر اپنی کتابیں پھیلائے ہوئے پڑھ رہا تھا۔ جیسے ہی اس کی نظر اپنی امی پر پڑی تو فورا بیڈ سے اترا اور اپنی امی کے پاس آئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر لے آیا۔ "اگر آپ کو کوئی بھی کام تھا آپ مجھے بتا دیتی آپ نے کیوں تکلیف کی۔۔"

منزہ صاحبہ بولی "نہیں ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے۔میں تو بس تم سے یہ پوچھنے آئی تھی کہ کل کا کیا پلین ہے کتنے بجے نکلو گے کیوں کہ بھائی صاحب تو پہلے ہی گاؤں میں ہیں۔۔"

"جی امی دس بجے پنچایت ہے تو ہم صبح فجر کے بعد ہی نکل جائیں گے تاکہ ٹائم سے وہاں پہنچ جائیں"۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا چلو اب تم سب سمیٹوں اور سو جاؤ تاکہ صبح جلدی اٹھنے میں مسئلہ نہ ہو"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ویز کو پیار کر کے کمرے سے چلی گئی۔۔۔پیچھے شاہ ویز نے بھی اپنی کتابیں بند کیں اور سونے کے لئے لیٹ گیا۔

صبح کے 3 بج رہے تھے۔جب حیدر گھر میں داخل ہوا ہر طرف اندھیرا ہی تھا۔اتنے

میں ٹی وی لاؤنج کی لائٹ اچانک اون ہو گی۔ حیدر نے جب سامنے دیکھا تو ماہ رخ کھڑی ہوئی تھی آنکھوں میں نیند کی خماری لیے۔ وہ فورا حیدر کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور بولی

"آپ نے تو کل آنا تھا نا پھر کل کیوں نہیں آئے وعدہ بھی کر کے گئے تھے۔۔۔ کہ آپ جمعے کو آئیں گے۔۔۔ لیکن آپ نے اپنا وعدہ توڑ دیا۔ میں نے کل آپ کا کتنا انتظار کیا تھا۔ آپ کو پتا ہے نا کہ میں آپ کو کتنا مس کرتی ہوں لیکن آپ پھر بھی میری بات نہیں سنتے اب میں آپ سے نہیں بولتی میں آپ سے ناراض ہوں۔۔۔"

حیدر نے ماہ رخ کو اپنی ساتھ لگایا اور بولا

"میرا بچہ بابا سے ناراض ہے۔ کوئی بات نہیں بابا کو اپنے بچے کو منانا آتا ہے۔ ویسے بھی میرے پاس ایک گڈ نیوز ہے۔۔۔"

ماہ رخ بولی "جلدی بتائیں نہ بابا کونسی گڈ نیوز ہے۔"

"ابھی تو کوئی مجھ سے ناراض تھا نا۔۔۔"

"آپ کو پتہ تو ہے نا کہ میں آپ سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتی۔۔۔"

حیدر نے ماہ رخ کے سر پر پیار دیا اور کہا

"ہاں مجھے پتا ہے میرا بچہ بہت اچھا ہے۔اور گڈ نیوز یہ ہے کہ اس دفعہ میں لمبی چھٹیوں کے لئے آیا ہوں اور فیصل کی شادی کے بعد ہی جاؤں گا۔۔۔۔"

ماہ رخ یہ بات سن کر بہت خوش ہو گئی اور بولی ا"ب تو بہت مزہ آئے گا بابا۔۔"

"اب میری ساری تھکاوٹ دور ہو گئی ہے میں نے اپنے بچے کے چہرے پر خوشی دیکھ لی۔۔۔"

دونوں اپنے اپنے کمرے میں اب سونے کے لیے چلے گئے تھے۔کیونکہ صبح فیصل کا نکاح بھی تھا۔

صبح سب ڈائننگ ٹیبل پر حیدر کو دیکھ کر بہت خوش ہو گئے تھے۔سب ناشتہ کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے حیدر ماہ رخ کو اپنے ہاتھ سے ناشتہ کروا رہا

تھا۔

رانیہ صاحبہ حیدر کو دیکھ کر بولیں

"حیدر تم اپنا ناشتہ کرو ماہ رخ کو خود ناشتہ کرنے دو۔۔" یہ سنتے ساتھ ہی ماہ رخ نے رونے والی شکل بنالی

"بھابی ماہ رخ کو اپنے ہاتھ سے کھلانا مجھے پسند ہے۔۔"

رانیا صاحبہ پھر بولی "حیدر مگر اب وہ بچی نہیں ہے پہلے کی بات اور تھی۔۔"

"بھابی میرے لیے ماہ رخ ہمیشہ سے بچی ہی رہے گی چاہے وہ جتنی بھی بڑی ہو جائے۔۔۔"

"جب اپنے بچے ہو جائیں گے پھر کس کس کو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ گے؟؟"

حیدر نے ماہ رخ کو اپنے ساتھ لگایا اور بولا

"بھابھی میرے جتنے بھی بچے ہو جائے لیکن میری پہلی اولاد ماہ رخ ہی رہے گی اور اس کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔اس کو میں نے اپنی بیٹی کہا نہیں بلکہ مانا بھی ہے۔۔"

رانیا صاحبہ حیدر کی بات سننے کے بعد دل ہی میں اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی کہ ان کی بیٹی

کو اتنے پیار کرنے والے ہیں۔

پنچایت کے فیصلے کے بعد اب سب اپنی خاندانی حویلی کی بیٹھک میں بیٹھے ہوئے تھے اور ساتھ ساتھ چائے پی رہے تھے۔ شاہ ویز کو ابھی تک یہی سمجھ نہیں آیا تھا کہ آخر تایا سرکار نے اس کو کیوں بلایا ہے۔ اس نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا کہ "آخر ہماری پنچایت میں حاضری لگانا کیوں ضروری تھا۔"

تایا سرکار سے سب ہی ڈرتے تھے یہاں تک کہ ان کا اپنا بیٹا شاہ زیب بھی اپنے ابو سے بہت ڈرتا تھا لیکن ایک شاہ ویز ہی تھا جو ہر بات ان سے بہت آرام سے کر لیتا تھا۔ ان کو اپنا عکس شاہ ویز میں نظر آتا تھا۔ تایا سرکار نے جب شاہ ویز کی بات سنی تو مسکرانے لگے اور بولے

"آپ سب کو اس لیے یہاں بلایا تھا کہ آپ لوگوں کو بھی یہاں کے معاملات کا کچھ

اندازہ ہونا چاہیے ویسے بھی آگے تو آپ سب نے ہی اس کو سنبھالنا ہے۔۔۔"

شاہ ویز بولا "آپ ہی ان تمام معاملات کو اچھی طرح سنبھال سکتے ہیں ہمارے بس میں نہیں ہے ان کو سنبھالنا۔۔"

تایا سرکار بولے "بیٹا جب سر پر پڑتی ہے نہ تو اچھے اچھے سارے کام کر لیتے ہیں آپ نے وہ بات سنی ہو گی نہ کہ وقت انسان کو سب کچھ سکھا دیتا ہے۔۔"

اب گاؤں کے تمام لوگ شاہ ویز اور شازیب سے ملنے آ رہے تھے۔۔۔ کیونکہ یہ دونوں بہت عرصے بعد گاؤں آئے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فیصل اپنے کمرے میں اپنے نکاح کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ حیدر کمرے میں داخل ہوا۔ حیدر بیڈ پر جا کر کہنی کہ بل لیٹ گیا اور فیصل کو دیکھنے لگا۔ فیصل نے جب حیدر کو اپنے آپ کو دیکھتے ہوئے دیکھا تو کہا

"کیا دیکھ رہے ہیں؟"حیدر ہسا۔۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ دولہا میاں کو بہت روپ آیا ہے۔۔۔"

"کیا چاچو آپ بھی مجھے تنگ کر رہے ہیں ایک تو مجھے اتنی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔"

"یہ تو ہاں کرنے سے پہلے سوچنا تھا نا۔۔۔"

"کوئی نہیں ویسے بھی میری شادی کے بعد آپ کی شادی ہو گئی نہ میں ایک ایک کر کے بدلہ لوں گا۔۔۔"

حیدر فوراً سے سنجیدہ ہو گیا اور اس کی یہ سنجیدگی فیصل نے بھی دیکھی۔۔۔فیصل حیدر کے پاس آیا اور کہا

"جہاں تک میں آپ کو جانتا ہوں مجھے تو نہیں لگتا کہ آپ شادی کے لیے تیار ہیں۔اور اس دن آپ جوبی جان سے باتیں کر رہے تھے۔۔۔وہ بھی مجھے لگتا ہے آپ نے صرف ان کو وقتی طور پر چپ کروانے کے لئے ہی کی ہیں۔۔"

"تم ٹھیک سمجھ رہے ہو میں شادی کرنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔تم جانتے تو ہو نہ میری جو ب کو جہاں مجھے خود نہیں پتہ کہ میں اگلے لمحے زندہ رہوں گا بھی یا نہیں۔۔۔تو میں کیسے اتنا

خود غرض ہو سکتا ہوں کہ کسی کو اپنے ساتھ باندھ لوں اور پھر اس کو چھوڑ دوں تنہا۔۔۔ اگر میں شہید ہو گیا تو اس بچاری کی تو پوری زندگی ہی خراب ہو جائے گی۔ میں اتنا خود غرض نہیں ہوں۔ اسی لئے میں شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔"

فیصل فورا بولا

"چاچو آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ ضروری تو نہیں ہے نہ کہ ہر آرمی پرسن شہید ہی ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے بھی تو ہوتے ہیں نا جو اپنی ڈیوٹی پیریڈ کو کمپلیٹ کرنے کے بعد ریٹائر ہو جاتے ہیں۔۔"

"ہاں ایسے بہت سے لوگ ہیں لیکن میں نے جب سے ایئر فورس جوائن کی ہے تب سے میں ہر نماز میں اپنے لئے شہادت مانگتا ہوں۔۔۔"

فیصل حیدر کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ کیسے وہ اتنی بے رحمی سے اپنی شہادت کی باتیں کر رہا ہے۔ اتنے میں حیدر کے فون کی گھنٹی بجی اور حیدر باہر چلا گیا۔ پیچھے فیصل دعا کرتا رہا کہ اللہ حیدر چاچو کو لمبی زندگی دے۔

اب یہ دیکھنا تھا کہ یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں۔

آج فیصل کا نکاح تھا سب نے ہی وائٹ قمیض شلوار پہنے ہوئے تھے۔ صرف فیصل نے اوپر بلیو واسکوٹ پہنی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ سب میں نمایاں لگ رہا تھا۔ سب لڑکے بہت ہی خوبصورت لگ رہے تھے۔

سب گھر کے ٹی وی لاؤنج میں اکٹھے ہو چکے تھے صرف ماہ رخ اور حیدر کا انتظار ہو رہا تھا۔ سندس اور منزہ صاحبہ بھی آئیں تھیں جبکہ صائقہ صاحبہ پیچھے بچوں کے پاس تھی۔

اتنے میں سیڑھیوں سے ماہ رخ اور حیدر دونوں اکٹھے اترے ماہ رخ نے بلیک کلر کا فروک پہنا ہوا تھا۔ گولڈن بالوں کی فرنچ بریڈ بنائی ہوئی تھی اور کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹوپس پہنے ہوئے وہ گڑیا کی طرح لگ رہی تھی۔ وہ نیچے آکر سب سے ملی۔ ظفر صاحب نے کہا

"بہو پہلے اس کی نظر اتارو کہیں ہماری گڑیا کو آج نظر نہ لگ جائے۔۔"

نکاح کا فنکشن فیصل کی خالہ کے گھر میں ہی تھا اسی لیے ان سب نے وہاں جانا تھا۔ سب گاڑیوں میں بیٹھ چکے اور ماہ رخ ہمیشہ کی طرح حیدر کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔

وہاں پہنچنے پر ان کا بہت اچھی طرح استقبال ہوا اور اس کے بعد نکاح پڑھایا گیا تمام ایجاب و قبول کے بعد ہر طرف مبارکباد کا شور اٹھا۔سب فیصل سے باری باری ملنے آئے جب حیدر ملنے آیا تو حیدر نے فیصل کو گلے لگایا

"آج تو میرے بھتیجے کے دانت اندر ہی نہیں جا رہے۔۔"۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فیصل بولو

"کیا چاچو آپ بھی نا۔۔۔"

"بس بس جانتا ہوں میں تمہیں کتنے خوش ہو تم آج۔اللہ تمہیں ایسے ہی خوش رکھے۔۔۔"

اور حیدر نے فیصل کو گلے لگا لیا۔

سب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو دلہن کے آنے کا شور اٹھا۔۔۔رامین (فیصل کی خالہ کی

بیٹی)اپنی کزنوں کے ساتھ آرہی تھی۔۔۔اس نے گولڈن کلر کا غرارہ پہنا ہوا تھا اور ساتھ میں کندھے پر بلو کلر کی شال لی ہوئی تھی اور سر پر گولڈن کلر کا دوپٹا اچھی طرح سیٹ کیا ہوا تھا۔۔۔وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی فیصل تو اس کو دیکھتا ہی رہے گیا۔۔

وہ اس کو پہلے بھی دیکھتا تھا لیکن آج اس میں کچھ الگ بات لگ رہی تھی یا شاہد نکاح کا اثر تھا کہ انسان جب محرم رشتے میں بند جاتا ہے تو اس کو اپنا محرم بہت خوبصورت لگتا ہے اور اس کو دیکھنے کا نظریہ بھی بدل جاتا ہے۔فیصل کے ساتھ بھی آج ایسا ہی تھا۔اس نے رامین کو پہلے بھی بہت دفعہ دیکھا تھا وہ ان کے گھر بھی آتا جاتا تھا لیکن آج اس کو رامین بالکل ہی مختلف لگ رہی تھی۔۔۔اتنی حسین تو اسے کبھی بھی نہ لگی تھی۔پھر ان دونوں کو ساتھ بٹھایا گیا اور بہت ساری تصویریں لی گیں۔تصویریں ہی تو وہ ہوتی ہیں جس کو انسان بعد میں دیکھ کر اچھے لمحوں کو یاد کرتا ہے۔

نیلم صاحبہ بولی

"ماہ رخ رامین کو اندر لے جاؤ۔۔۔بچی بہت تھک گئی ہے۔۔۔"

"اچھا اماں لے جاتی ہوں بھابھی کو اندر۔۔۔"

ماہ رخ رامین کو اندر کمرے میں لے گی۔فیصل اتنے زیادہ لوگوں میں رامین سے بات ہی نہیں کر سکا تھا اور اس کو نکاح کی مبارکباد بھی نہیں دی تھی۔

فیصل نے حیدر کو اپنے پاس بلایا

"چاچو میں رامین سے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔"

حیدر نے فیصل کو دیکھا اور بولا کہ "ابھی تو کچھ دیر پہلے تمہارے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اب اور تم نے اس کو کتنا ملنا ہے؟""چاچو یہ بھی کیا ملنا تھا وہ تو صرف میرے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی میں نے تو اس سے بات بھی نہیں کی اب جلدی جلدی کوئی بندوبست کریں اور ہماری ملاقات کروائے۔۔۔"

"تمہیں میں ملاقات کروانے والا لگتا ہوں؟"

"چاچو کچھ کرے نا آپ میرے اچھے والے چاچو نہیں ہیں؟"

"اچھا اچھا اب زیادہ مسکے لگانے کی ضرورت نہیں ہے کچھ کرتا ہوں۔"

حیدر فیصل کو سب کے بیچ میں سے یہ کہہ کر اٹھا لایا کہ فیصل نے واش روم جانا ہے۔

اب وہ دونوں رامین کے کمرے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

"چاچو رامین کے ساتھ تو ماہ رخ ہے۔۔۔"

"تم فکر نہ کرو ابھی میں ماہ رخ کو بلاتا ہوں تم اندر چلے جانا اور خیال کرنا کہ جلدی بات کرنا اگر کسی کو پتہ چل گیا نہ تو دونوں کی خیر نہیں۔۔۔"

اب حیدر نے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا فیصل سائٹ پر کھڑا ہوا تھا ماہ رخ نے دروازہ کھولا تو حیدر بولا

"ادھر آؤ گڑیا تم سے کوئی بات کرنی ہے۔۔۔"

حیدر ماہ رخ کو اپنے ساتھ لے گیا اور فیصل کمرے کے اندر چلا گیا۔رامین صوفے پر جوتے اتار کر ایزی ہو کر بیٹھی ہوئی تھی اور ساتھ ساتھ اپنے موبائل پر کچھ دیکھ رہی تھی۔رامین نے پوچھا

"ماہ رخ کون تھا؟"۔جب تھوڑی دیر کوئی جواب نہ آیا تو رامین نے جیسے ہی نگاہیں اوپر کی تو فیصل کو خود کو دیکھتے ہوئے پایا فورن سے صوفے سے اتر گئی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"کیوں میں یہاں نہیں آسکتا یہ تو میری بیوی کا کمرہ ہے۔۔۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔اگر کوئی دیکھ لے گا تو وہ کیا کہے گا۔۔"

"کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا حیدر چاچو ہے باہر سب کنٹرول کر رہے ہیں اور اگر کسی کو پتہ بھی چل گیا تو تم میری بیوی ہو۔۔۔"

اب دونوں خاموش تھے اتنے میں فیصل بولا

"میں تم سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔پہلے ملاقات کا ٹائم ہی نہیں ملا میں تم سے مل کر یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ تم بھی خوش ہو اس رشتے سے؟ میں جانتا ہوں کہ اب وقت گزر گیا ہے اب تو ہمارا نکاح ہو چکا ہے مگر میں پھر بھی یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم خوش تو ہو نا؟ اور تمہیں نکاح کی مبارکباد دینا چاہتا تھا باہر اتنے لوگ تھے کہ موقع ہی نہیں ملا۔۔۔"

رامین نے فیصل کو دیکھا اور بولی

"میں خوش ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے آپ کو میرا محرم بنایا۔۔۔"

فیصل نے رامین کا ہاتھ پکڑا

"میں بھی خوش ہوں اور میں بھی اللہ کا جتنا شکر ادا کروں وہ کم ہے۔۔۔"

پھر اپنا دایاں ہاتھ رامین کے گال پر رکھا رامین نے اپنی نگاہیں نیچی کر لی۔

"انشاءاللہ دو ہفتے بعد تمہیں یہاں سے بینڈ باجے کے ساتھ رخصت کر کے لے کر جاؤ نگا تب تک اپنا خیال رکھنا۔اب چلتا ہوں اس سے پہلے حیدر چاچو اندر آ جائے۔۔۔"

فیصل چلا گیا تھا اور رامین ابھی تک اس لمحے کے سحر میں تھی۔اور دوبارہ سے اللہ کا شکر ادا کرتی ہے کہ اس کی زندگی میں اتنا اچھا محرم لکھا گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فیصل جیسے ہی رامین کے کمرے سے نکلا تو آگے حیدر کھڑا ہوا تھا

"مجھے تو لگتا تھا کہ آج میرے بھتیجے نے کمرے سے نکلنا ہی نہیں ہے۔کہو تو بات کروں آج ہی رخصتی نہ کروا دیں۔۔"فیصل بولا

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔۔"

حیدر نے جواب دیا

"تم تو نکاح کے بعد کافی بے شرم ہو گئے ہو۔۔۔"

فیصل ہسنے شروع ہو گیا مذاق کر رہا ہوں چاچو۔۔۔"

"جی جانتا ہوں کتنا مذاق کر رہے ہو بھتیجے۔۔۔"

منزہ اور سندس صاحبہ اپنی دیورانی صائقہ کو اپنے موبائل سے نکاح کی تصویریں دکھا رہی تھیں۔اتنے میں شاہ ویز اور شاہ زیب ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئے اور ان لوگوں کے پاس ہی بیٹھ گئے سندس صاحبہ نے کلثوم (جو ان کے گھر کا کام کرتی تھی) اس کو آواز دے کر پانی لانے کو کہا اور شاہ زیب سے پوچھا

"پنچایت کیسی رہی؟ سب معملے خیریت سے نمٹ گئے ہیں نا؟"

شاہزیب نے کہا

"جی سب کام خیر خیریت سے ہو گے ہیں۔۔"

شاہویز اپنے موبائل میں لگا ہوا تھا جب سندس صاحبہ بولی

"تم لوگ وہاں ہی رہ جاتے کیا ضرورت تھی رات کا سفر کرنے کی اور ویسے بھی کل

اتوار تھا۔۔۔"

"امی میں تو رہنے کو تیار تھا بس شاہویز نے ہی جلدی لگائی ہوئی تھی۔۔۔"

شاہویز نے موبائل سائٹ پر رکھا اور بولا

"ہاں نا مجھ سے وہ نہیں ٹھہرا جاتا اور میں نے اپنی اسائمنٹ بھی بنانی تھی۔۔۔"

شاہزیب بولا

"بڑے چاچا اور چھوٹے چاچا دو دن تک آئیں گے ابھی وہاں کچھ کام باقی ہیں ابو کے آنے کا ابھی امکان نہیں ہے۔۔۔وقت کے ساتھ ساتھ وہاں کے کام بھی زیادہ ہو گے ہیں۔"

شاہویز بولا۔۔

"آپ لوگوں کا فنکشن کیسا رہا آج آپ لوگ نکاح پر گئے ہوئے تھے نا؟"

منزہ صاحبہ بولی

"فنکشن بہت اچھا رہا۔۔۔"

"چلیں یہ تو اچھا اب میں ذرا آرام کر لوں نماز بھی نہیں پڑھی میں نے۔۔۔"

شاہ ویز اپنے کمرے میں چلا گیا۔

آج اتوار تھا سب حیدر کے گھر میں ہی تھے ناشتہ کرنے کے بعد سب شادی کے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔ماہ رخ سکول کا کام کر رہی تھی اس سے سوال حل نہیں ہو رہے تھے اور گھر میں سعد اور شافع کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا جس سے وہ مدد لے سکے ماہ رخ سعد کے پاس آئی

"سعد بھائی مجھے یہ سوال کر دے۔۔۔"

سعد بولا "کر دوں گا مگر ایک شرط ہے۔۔۔"ماہ رخ نے حیرانگی سے سعد کو دیکھا اور ایسے دیکھ رہی تھی جیسے پوچھ رہی ہو جی بتائے کون سی شرط ہے۔سعد بولا

"میں تمہارے سوال تب ہی حل کر کے دوں گا جب تم مجھے اور شافع کو پکنک پر جانے

کی اجازت لے کر دو گی ابو سے۔۔"

ماہ رخ نے کہا"میں کیسے لے کر دو آپ کو اجازت پچھلی دفعہ بھی میں نے آپ کو اجازت لے کر دی تھی۔۔۔اور آپ وہاں لڑائی کر کے آئے تھے ابا نے مجھے تب ہی کہا تھا اب مجھ سے ان کی سفارش نہیں کرنا۔۔"

سعد نے کہا

"اچھا اگر اجازت لے کر نہیں دے سکتی تو جاؤ پھر میں نے تمہاری کوئی مدد نہیں کرنی خود کر لو۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ نے سوچا کہ کام بہت زیادہ ہے, گھر میں بھی کوئی نہیں ہے اور پھر مجھے اتنا وقت نہیں ملے گا اس کو مکمل کرنے کا ابھی ہاں کر دیتی ہوں بعد میں بابا سے کہہ دوں گی وہ ابا اسے خود بات کر لیں گے اور بولی تو صرف اتنا کے

"اچھا ٹھیک ہے لے دوں گی اجازت اب کام کر دیں۔۔۔"

سعد نے کہا

"مگر تم نے جلدی بات کرنی ہے کیونکہ ہمیں بدھ کو جانا ہے۔۔"

"اچھا نہ کرلوں گی بات اب جلدی جلدی میرا کام کریں۔۔"

ماہ رخ سعد سے کام کروانے کے بعد اپنے گھر میں آگئی تھی نماز پڑھنے کے بعد جیسے ہی ماہ رخ کو پتہ چلا کہ باہر بارش ہو رہی ہے تو باہر آگئی اور بارش میں نہانا شروع کر دیا رانیہ صاحبہ بولی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ماہ رخ موسم بدل رہا ہے بیمار ہو جاؤ گی۔۔"

"کچھ نہیں ہوتا ماما آپ ویسے ہی فکر کر رہی ہیں۔۔"

بارش کی تو وہ دیوانی تھی۔رانیہ صاحبہ چپ ہو گی ان کو معلوم تھا کہ ماہ رخ اب سنے گی نہیں اور ماہ رخ بارش میں خوب نہائی۔

حیدر آج اپنے کسی دوست سے صبح صبح ملنے گیا ہوا تھا رانیہ بیگم حارب کو بولی

"جائے ماہ رخ کو اٹھائے۔۔"

حارب نے ماہ رخ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹائے مگر اندر سے کوئی آواز نہیں آئی دو دفعہ کھٹکھٹانے کے بعد جب کوئی آواز نہیں آئی تو وہ اندر چلا گیا۔ماہ رخ کمبل لپیٹ کر سوئی ہوئی تھی۔حارب نے ماہ رخ کو آواز دی تو ماہ رخ نے مشکل سے آنکھیں کھولیں کمبل منہ سے ہٹایا اور بولی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی۔۔۔"

جیسے ہی حارب نے اس کو دیکھا تو پریشان ہو گیا کیونکہ اس کی آنکھیں بخار کی وجہ سے لال ہو رہی تھی اور منہ بھی پورا سرخ تھا۔حارب نے پوچھا

"کیا ہوا؟"

اور اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا۔بخار کی شدت کی وجہ سے اس کا ماتھا تپ رہا تھا۔۔

حارب پریشانی کی حالت میں کمرے سے باہر نکلا۔۔امی کو آواز دی۔۔دیکھتے دیکھتے

تینوں گھروں کے لوگ ماہ رخ کے کمرے میں جمع ہو گئے۔۔سب پریشان تھے۔۔۔۔ پریشان ہوتے بھی کیوں نا وہ لاڈلی جو تھی سب کی۔سب اس کے پاس کھڑے ہوئے تھے جب کہ ماہ رخ نیم بیہوشی میں تھی۔ڈاکٹر نے آکر چیک کیا اور کہا

"اگر اسی طرح بخار رہا تو ان کو ہاسپیٹل لے کر جانا پڑے گا امید ہے کہ ان میڈیسنس سے آرام آجائے گا آپ لوگ بار بار بخار چیک کرتے رہے اگر بخار کم نہ ہوا تو ان کو ہوسپیٹل لے آیے گا۔ابھی ان کو کچھ ہلکا سا کھلائے اور اس کے بعد دوائی دے۔۔"

ڈاکٹر کے جانے کی بات سونیا صاحبہ نے ماہ رخ کو بہت مشکل سے اٹھایا اور بیڈ کے سہارے بٹھا دیا۔اب انہوں نے ماہ رخ کو سوپ پلانا شروع کیا ماہ رخ نے تین چمچے ہی سوپ پیا۔اب ماہ رخ کے لیے سب سے مشکل مرحلہ تھا وہ یہ کہ ماہ رخ کو اب دوائی لینی تھی جو ماہ رخ کے لئے ایک مشن سے کم نہیں تھا کیونکہ ماہ رخ کا کہنا تھا کہ اس کے حلق سے گولی نیچے ہی نہیں ہوتی، بار بار منہ میں آجاتی ہے۔ماہ رخ نے دوائی لینے سے انکار کر دیا سب کے بعد بار کہنے کے باوجود بھی وہ دوائی نہیں لے رہی تھی۔

اب رانیہ صاحبہ کی ہمت جواب دے گئی انہوں نے ماہ رخ کو غصے سے دیکھا اور بولی

"اب اگر آپ نے دوائی نہ لی تو میں آپ کو ماروں گی۔۔۔"

ظفر صاحب بولے

"بہو کیا کرتی ہیں؟ پہلے ہی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور اوپر سے آپ اس کو ڈانٹ رہی ہیں۔۔۔"

"تو اور کیا کرو ابو کل میں نے اس کو کتنا منع کیا تھا کہ بارش میں نہ نہائے مگر یہ سنتی ہی نہیں ہے کسی کی۔ یہاں سب اپنی کام کاج چھوڑ کر اس کے لیے پریشان کھڑے ہیں اور یہ نخرے کر رہی ہے۔ اگر دوائی نہیں لے گی تو ٹھیک کیسے ہو گی۔۔۔"

ماہ رخ نے رونا شروع کر دیا اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور حیدر اندر آیا۔ حیدر ماہ رخ کو روتا دیکھ کر فوراً اس کے پاس آیا

"کیا ہوا ہے میرے بچے کو؟ کیوں رو رہا ہے؟"

ماہ رخ کی جگہ رانیہ صاحبہ نے جواب دیا

"تمہاری بیٹی کے نخرے ہی نہیں ختم ہو رہے ہیں۔ بخار سے تپ رہی ہے مگر مجال ہے کہ دوائی کھا لے، نا اس نے کھانا کھایا ہے اور نہ اب دوائی لے رہی ہے۔۔۔"

حیدر نے ماہ رخ کو اپنے ساتھ لگایا ماہ رخ جو پہلے صرف آنسو بہا رہی تھی حیدر کے ساتھ

لگتے ہی ہچکیوں سے رونا شروع کر دیا۔حیدر بولا

"بھابھی آپ ویسے ہی ٹینشن لے رہی ہے ابھی دیکھیے گا میری گڑیا کھانا بھی کھائے گی اور دوائی بھی۔۔"حیدر نے ماہ رخ سے پوچھا

"میرا بچہ کھائے گا نا اپنے بابا کے ہاتھ سے؟"تو ماہ رخ نے فورا سر ہاں میں ہلایا۔

اب ماہ رخ حیدر کے ہاتھ سے سوپ پی رہی تھی۔اس کو دیکھ کر لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ وہی ماہ رخ ہے جو تھوڑی دیر پہلے اتنے نخرے کر رہی تھی۔۔۔اب سب اپنے اپنے کاموں کی طرف چلے گئے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ حیدر ماہ رخ کو سنبھال لے گا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہویز لائبریری میں بیٹھ کر کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا جب حرا اپنی کتابیں اور اور پرس میز پر رکھ کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔اس نے شرٹ اور کیپری جو کہ ٹخنوں سے اوپر، پہنی ہوئی تھی اور دوپٹے کا نام و نشان ہی نہیں تھا۔شاہویز نے کتاب سے سر اٹھا کر اس کو دیکھا اور دوبارہ سے اپنی کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

حرا کچھ لمحوں بعد بولی

"شاہ ویز میری بات سنو مجھے تم سے کچھ ٹوپک سمجھنے ہیں۔میں نے سر کی وہ کلاس نہیں لی تھی۔۔"

شاہویر نے دوبارہ اپنی نظریں کتاب سے ہٹائیں اور سوچنے لگا کہ میں اس کو فارغ نظر آ رہا ہوں۔شاہ ویز نے کتاب بند کر ٹیبل پر رکھی اور موبائل اٹھا کر ولی کو میسج کرنے لگا۔۔حرا سمجھی شاہویز نے اس کی بات نہیں سنی

"شاویز میں کہہ رہی تھی۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہویز نے اس کی بات کاٹی اور بولا

"ہاں میں نے سن لی ہے تمہاری بات۔۔"

شاہویز کی ابھی بھی نظریں اپنے موبائل پر ہی تھی

"ایک تو میں مصروف ہوں دوسری بات یہ کہ جو سمجھ نہیں آیا وہ جا کر سر سے سمجھو اگر سر فارغ نہیں ہیں تو مریم سے سمجھ لو وہ تمہیں اچھی طرح سمجھا دے گی۔۔۔"

حرا شاہ ویز کا جواب سن کر چپ ہو گئی تھی۔اس کو معلوم تو تھا ہی کہ شاہ ویز کی طرف

سے ایسا ہی جواب آئے گا۔ لڑکیوں سے بات تو کیا وہ ایک نظر کے بعد دیکھتا بھی نہیں تھا۔۔۔جب بھی پریزنٹیشن اور اسائنمنٹ کی بات آتی تو وہ پہلے ہی تمام ٹیچر سے کہہ دیتا تھا کہ اس کے گروپ میں کوئی لڑکی نہ رکھی جائے۔۔۔

یہ نہیں تھا کہ اسے صنف نازک سے نفرت تھی یا ان کو برا جانتا تھا بس اس کے خیالات کچھ مختلف تھے۔اس کا کہنا تھا کہ مختلف جنس ایک دوسرے کو اٹریکٹ کرتے ہیں اور انسان اس عمر میں بھٹک جاتا ہے۔۔۔

نامحرم کی محبت انسان کے لئے سب سے بڑی آزمائش ہوتی ہے۔۔۔وہ جتنی بھی کوشش کر لے شیطان جب حملہ کرتا ہے تو بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اس کے شر سے بچ جاتے ہیں۔۔۔اور وہ اللہ کے نیک لوگ ہوتے ہیں۔۔۔جو اس آزمائش میں ثابت قدم رہتے ہیں اور فتح حاصل کرتے ہیں۔۔۔اس لیے وہ ہر ممکن کوشش کرتا تھا اس سے بچنے کے لیے۔

ماہ رخ دوائی لینے کے بعد سو گی تھی۔۔۔اس کا بخار اب پہلے سے کم تھا حیدر قریب ہی صوفے پر بیٹھ کر موبائل استعمال کر رہا تھا۔اچانک ماہ رخ ڈر کر اٹھ بیٹھی اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔۔اور وہ ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔حیدر نے اپنا موبائل سائٹ پر رکھا اور اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا

"ماہ رخ کیا ہوا ہے گڑیا کوئی خواب دیکھا ہے؟"

ماہ رخ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جسم ابھی بھی کانپ رہا تھا۔۔۔حیدر نے سائٹ سے پانی کا گلاس اٹھا کر ماہ رخ کو دیا۔وہ ابھی بھی خواب کے اثر میں تھی۔حیدر نے خود اس کو پانی پلایا پھر گلاس سائیڈ پر رکھ کر ماہ رخ کو اپنے ساتھ لگایا اور اسے پر سکون کرنے کی کوشش کی چند لمحوں بعد جب ماہ رخ کچھ پر سکون ہوئی تو حیدر نے دوبارہ پوچھا

"کیا کوئی برا خواب دیکھا ہے گڑیا؟"

"جی بابا میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے میں نے خواب دیکھا ہے کہ بہت بڑا باغ ہے

ہر طرف خوبصورت سفید رنگ کے پھول ہیں اور بہت خوبصورت سی روشنی ہے جو آنکھوں کو سکون بخش رہی ہے۔ مگر اچانک سارے سفید پھول سیاہ رنگ کے ہو جاتے ہیں۔اور پر نور روشنی ایک خوفناک اندھیرے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔اس اندھیرے میں مجھے کچھ بھی نظر نہیں آرہا ہوتا میں بہت ڈر جاتی ہوں کوئی بھی وہاں نہیں ہوتا۔۔۔"

خواب بتاتے ہوئے ماہ رخ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوتے ہیں۔

"کچھ نہیں ہے ایسا گڑیا بخار کی وجہ سے ایسا خواب آیا ہے اور آپ کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بابا ہے نا جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گے۔۔"

حیدر کی باتوں سے ماہ رخ کچھ حد تک پر سکون ہو چکی تھی اور دوبارہ لیٹ گئی تھی۔

"تم نے تو روز کا معمول ہی بنالیا ہے لیٹ آنے کا میرا اب یہی کام رہ گیا ہے نا کہ میں

تمہارا انتظار کرتا رہوں۔۔۔ابھی بھی کیوں آئے ہو نہ آتے گھر ہی رہتے" شاہویز حرا کا سارا غصہ ولی پر اتار رہا تھا۔

ولی نے شاویز کو غور سے دیکھا

"یار میں تو روز ہی لیٹ آتا ہوں تب تو تمہیں اتنا غصہ نہیں آتا جتنا آج آرہا ہے کیا ہوا ہے؟ کیوں بھرے پڑے ہو؟" شاہویز جو کہ ولی کے آنے سے پہلے موبائل پر گیم کھیل رہا تھا دوبارہ کھیلنی شروع کر دی۔۔ جس کا صاف مطلب تھا کہ جناب اب ناراض ہو چکے ہیں۔ولی نے کرسی شاہویز کے پاس رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔

"یار آج تو ریزن بھی ہے میرے پاس۔۔"

شاہویز ابھی بھی ولی کو لاتعلقی دکھا رہا تھا ولی دوبارہ بولا

"سن تو یار۔۔۔"

شاہویز نے موبائل ٹیبل پر رکھا اور چہرہ ولی کی طرف کر دیا اس کا مطلب تھا کہ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔

"یار آج ماہ رخ کی طبیعت بہت خراب تھی۔بس اس کے پاس ہی بیٹھا تھا جس کی وجہ

سے لیٹ ہو گیا۔۔"

شاہ ویز نے سر ہاں میں ہلایا اور پوچھا

"اب کیسی طبیعت ہے؟" ولی نے جیب سے موبائل نکالتے ہوئے جواب دیا

"اب بہتر ہے حیدر چاچو اس کے پاس ہے۔۔"

شاہ ویز بولا "ٹھیک ہے۔۔"

"ویسے وجہ جان سکتا ہوں کہ اتنی آگ کیوں برسائی جا رہی تھی؟" ولی نے شاہ ویز کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ویز نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر بولا

"یار تم نہیں تھے تو حرا مجھے اکیلا دیکھ کر سوال سمجھنے آ گئی۔۔"

ولی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی کیوں کہ وہ جانتا تھا کے شاہ ویز نے کیا جواب دیا ہو گا مگر پھر بھی پوچھنے سے باز نہ آیا

"تم نے کیا جواب دیا اس کو؟"

شاہ ویز نے ولی کو گھورا اور سوچا ولی پوچھ تو ایسے رہا ہے جیسے اسے معلوم نہیں کہ میرا جواب کیا ہو گا۔

"یار سمجھا دیتے کتنی امید سے آئی تھی تمہارے پاس۔۔"

ولی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔ سمگر اس کی آنکھوں کی شرارت شاہ ویز سے چھپ نہ سکی، ولی دوبارہ بولا

"گناہ ملتا ہے ایسے لڑکیوں کا دل نہیں توڑتے"

یہ بولتے ساتھ ہی تیز قدموں کے ساتھ کیفیٹیریا سے باہر چلا گیا۔ شاہ ویز اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

شافع اور سعد کمرے میں پریشان بیٹھے ہوئے تھے۔

"یار تو نے تو کہا تھا ماہ رخ اجازت لے کر دی گئی۔۔۔ مگر وہ تو بیمار پڑ گئی ہے سیدھی بات

کرنے کی تو قابل نہیں رہی ہمیں اجازت کیسے لے کر دیں گی؟" یہ کہتے ساتھ ہی شافع بیڈ سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہاں تو میں نے اسے کہا تھا نا کہ بیمار ہو جائے۔۔۔"

سعد کو اب غصہ آ رہا تھا کل ان کو ٹرپ پر جانا تھا ایک تو ان کو ابھی تک اجازت نہیں مل رہی تھی اور دوسرا شافع اس کا دماغ کھا رہا تھا۔اچانک شافع بولا

"کیوں نا ہم حیدر چاچو کو بولے؟ وہ ہماری مدد کر دے گے۔ان کی بات تایا ابو مان بھی لے گے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ سنتے ساتھ ہی سعد خوشی سے بولا

"یہ آئیڈیا مجھے کیوں نہیں آیا"؟ شافع سعد کی بات سننے کے بعد ہسنے لگا

"بات یہ ہے نا سعد کہ "شافع بول ایسے رہا تھا جیسے سعد کو کوئی اہم بات سمجھنا چار ہا ہو

"کہ آئیڈے کے لیے دماغ ہونا چاہیے جو تمہارے پاس نہیں ہے۔۔۔"

سعد نے پاس پڑا ہوا فٹ بول شافع کی طرف پھنکا، جب تک وہ شافع کو لگتا وہ باتھ روم کا دروازہ بند کر چکا تھا، فٹ بول باتھ روم کے دروازے کے ساتھ ذور سے لگا۔

لان میں سب بیٹھے ہوئے تھے جب نیلم صاحبہ آئی اور بی جان کے ساتھ بیٹھ گئی بی جان کو مخاطب کیا

"شاہدہ کا فون آیا تھا۔وہ کہہ رہی تھی کہ شادی کی تاریخ آگے کر دی جائے۔۔"

سب نے نیلم صاحبہ کو غور سے دیکھا انہوں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا

"بی جان علی (رامین کا بھائی) کو ابھی چھٹیاں نہیں مل رہی اس کو چھٹیاں ایک مہینے کے بعد ملیں گی اس لیے شاہدہ کا کہنا ہے کہ تاریخ آگے کر دیں۔۔"

سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جب حیدر بولو

"مجھے تو ان دو ہفتوں کی ہی چھٹی ملی ہے اس کے بعد مجھے رپورٹ کرنا ہے بیس پر۔۔۔ ویسے تو مجھے ایک دو چھٹیاں مل ہی جاتی مگر اس دفعہ میری سلیکشن انسٹرکٹر کے طور پر ہوئی ہے۔مجھے وہاں کورس کروانا ہے کیڈٹس کو۔تو میرا دو مہینے سے پہلے آنا مشکل ہو

جائے گا۔۔"

اب سب پریشان ہو گئے تھے کیوں کہ حیدر کی بھی چھٹی تھوڑی تھی اور علی کو چھٹی مل ہی نہیں رہی تھی۔

"حیدر کیا ہفتے یا اتوار کو بھی نہیں مل سکتی چھٹی؟" زعیم صاحب نے حیدر سے پوچھا۔

"نہیں بھائی مشکل ہو جائے گا۔۔۔ابھی اسی لیے ہی تو دو ہفتے کی چھٹیاں لے کر آیا تھا تاکہ اچھی طرح شادی اٹینڈ کر سکوں۔۔"

اب سب اس سوچ میں پڑ گئے تھے کہ کیا کریں۔۔بی جان نے سب کی طرف دیکھ کر بولنا شروع کیا

"علی کا ہونا بھی ضروری ہے کہ بن باپ کی بچی اب بغیر بھائی کے رخصت ہونے سے تو رہی۔ نکاح پر بھی وہ نہیں تھا اب اس کا ہونا لازمی ہے۔ میں نے سوچا ہے کہ شادی دو مہینے بعد جب حیدر دوبارہ آئے گا، تب کوئی اچھی سی تاریخ رکھ لے گے۔اس طرح دونوں کی شمولیت ہو جائے گی۔۔"

سب کو بی جان کا فیصلہ اچھا لگا۔اور پھر یہ تہہ پایا کہ جو شادی دو ہفتے بعد ہونی تھی اب دو

مہینے بعد ہو گی۔

ماہ رخ کی آج طبیعت پہلے سے بہتر تھی مگر وہ آج بھی سکول نہیں گئی تھی۔وہ اپنے کمرے میں حیدر کے ساتھ صوفے پر بیٹھ کر کارٹون دیکھ رہی تھی کہیں سے بھی وہ 12 سال کی نہیں لگ رہی تھی۔ویسے کچھ چیزیں یا پھر عادتیں انسان کی عمر کے ساتھ پکی ہوتی جاتی ہے ماہ رخ کا بھی کارٹون دیکھنے کا شوق عمر کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔حیدر کی گود میں جو تکیہ پڑا ہوا تھا اس پر ماہ رخ نے اپنا سر رکھا ہوا تھا اور لیٹ کر بڑے آرام سے مزے لے کر کاٹون دیکھ رہی تھی۔

جب کہ حیدر دو گھنٹے سے کارٹون دیکھنے کے بعد بیزار ہو چکا تھا۔ایک تو اس پر یہ ستم کے ماہ رخ کاٹون دیکھا رہی تھی اور دوسرا یہ کہ اس کا موبائل اپنے پاس رکھا ہوا تھا کیوں کہ وہ چاہتی تھی کے حیدر کنسنٹریشن سے کارٹون دیکھے۔

وہ ہمیشہ سے ایسی ہی تھی جب بھی اس سے کوئی بات کرے یا پھر اس کے پاس بیٹھے تو

اس کو پوری اٹینشن چاہیے ہوتی تھی۔حیدر کو کارٹون بہت غور سے دیکھنا پڑ رہا تھا کیوں کہ ماہ رخ بار بار سوال کرتی تھی کہ اس کا نام کیا ہے؟ یا پھر اس نے کارٹون میں کونسی شرارت کی ہے؟ایسے بہت سے سوال حیدر سے تھوڑی تھوڑی دیر بات کر رہی تھی یہ جاننے کے لیے کہ وہ کارٹون کنسنٹریشن سے دیکھ رہا ہے یا پھر سو گیا ہے۔اب وہ کارٹون دیکھ رہے تھے بار بار ڈورا کچھ نہ کچھ پوچھ رہی تھی جیسے Dora دونوں ڈورا(کہ

)Where is the ocean?(

)Whose voice is that?(

اور مارخ اس کو چیخ چیخ کر بتا رہی تھی۔۔۔۔جیسے ڈورا اس انتظار میں ہے کہ کب ماہ رخ اس کو بتائے اور وہ کام کرے۔حیدر تنگ آ کر بول پڑا

"یہ کیسی ہے؟"

ماہ رخ اٹھ کر بیٹھ گئی اور حیدر کی طرف دیکھ کر پوچھا

"کیا مطلب کیسی ہے؟"حیدر نے جواب دیا

"اس کو خود تو کچھ آتا ہی نہیں ہے آپز سے ہی پوچھ پوچھ کر کام کر رہی ہے۔۔"

ماہ رخ نے جواب دیا

"نہیں بابا اس کو آتا ہے بس اس کو تھوڑی سی ہنٹ چاہیے۔جو میں اس کو دے دیتی ہوں"

)دیکھنے میں مصروف ہو Dora حیدر نے حیرانگی سے ماہ رخ کو دیکھا جو دوبارہ ڈورا(چکی تھی،اور سوچا نا جانے یہ کب بڑی ہو گی؟اللہ اللہ کر کے دوڈا کا کارٹون ختم ہوا تو حیدر نے شکر ادا کیا کہ اب جان چھوٹ جائے گی مگر ایسا نہ ہوا ماہ رخ نے ڈزنی( )کے کارٹون لگا لیے۔Disney

جب کچھ دیر تک حیدر نہ بولا تو ماہ رخ نے ٹی وی سے نظریں ہٹا کر حیدر کو دیکھا جو دیکھ تو ٹی وی کی طرف جا رہا تھا مگر یوں لگ رہا تھا کہ وہ وہاں نہیں ہے۔۔۔ماہ رخ نے حیدر سے پوچھا

"کہ یہ کون ہے؟"

تو وہ خیالوں کی دنیا سے واپس آیا اب ٹی وی کو گھور رہا تھا اس ٹائم ٹی وی

Princess)آرہی تھی۔حیدر نے جواب دیا یہ(Princess Auroraپر(
)ہے۔ماہ رخ نے حیدر کو دیکھاAriel

"بابا آپ کنسنٹریشن سے نہیں دیکھ رہے تھے نہیں بولتی آپ سے۔۔"حیدر نے ماہ رخ کو اپنے ساتھ لگایا اور اس کو منانے کی کوشش کی

"گڑیا میں دیکھ رہا تھا بس ان سب پرنسز کی شکل ایک جیسی ہے تو میں کنفیوز ہو جاتا ہوں" یہ کہتے ساتھ ہی حیدر نے معصوم سی شکل بنالی۔

"اچھا ٹھیک ہے بابا لیکن اب آپ نے کنسنٹریشن سے دیکھنا ہے"۔حیدر نے محض سر ہاں میں ہلایا اور دوبارہ سے دیکھنا شروع کر دیا۔

حیدر ابھی نماز پڑھ کر فارغ ہی ہوا تھا کہ شافع اور سعد نے اس کے کمرے پر دھاوا بول دیا۔حیدر ان کو دیکھ کر حیران ہوا کیوں کہ وہ دونوں کم ہی اس کے پاس آتے تھے اپنی

حیرانی کو دور کرنے کے لئے آخر اس نے پوچھ لیا

"خیریت ہے؟آج تم دونوں مجھ گناہ گار کے کمرے میں کیسے؟؟"

شافع اور سعد نے ایک دوسرے کو دیکھا سعد بولا

"نہیں چاچو ہم تو ویسے ہی آئے ہیں۔ہم نے سوچا آپ کے پاس بیٹھ کر باتیں کریں۔ آپ آتے ہی اتنے دنوں بعد ہیں۔ صحیح کہا نہ میں نے شافع؟"

سعد نے شافع سے تصدیق چاہی۔شافع نے سعد کی ہاں میں ہاں ملائی،اور بولا

"جی چاچو ہم اسی لیے آئے تھے۔ویسے بھی ماہ رخ سوئی ہوئی تھی تو ہمیں لگا کہ اب آپ ہمیں وقت دے سکتے ہیں ورنہ وہ آپ کو ہم سے بات کرنے ہی کہاں دیتی ہے۔۔"

شافع نے یہ بات کرتے ساتھ ہی منہ کے زاویے بگاڑے

"میرے بچے کے بارے میں کچھ نہ کہو تم لوگ خود ہی میرے پاس نہیں آتے۔وہ بیچاری تو کچھ کہتی ہی نہیں ہے۔۔"

شافع نے دل میں سوچا"بچاری اور وہ؟؟سارے گھر کو اپنے قابو میں کیا ہوا ہے۔ہم بیچاروں کی تو قدر ہی نہیں ہے۔لوگ لڑکوں سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور ایک ہمارا

انوکھا خاندان، ساتوں کے سات لڑکوں کی اتنی اہمیت نہیں ہے، جتنی اس کی ہے۔ بولا تو صرف

"جی چاچو صحیح کہا۔۔"

جانتا تھا وہ سب ہی اس کے سپورٹر ہیں مگر حیدر کا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ حیدر بولا

"چلو شاباش اچھے بچوں کی طرح بتاؤ کیوں آئے ہو؟"

شافع اور سعد نے حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھا، شعافع، سعد کو اشارے میں کہہ رہا تھا کہ تم بات کرو اور سعد کہہ رہا تھا کہ تم بات کرو ان کے یہ اشارے حیدر سے چھپ نہ سکے وہ بولا

"اب جلدی بتاؤ یا پھر کسی اچھے وقت کا انتظار کر رہے ہو۔۔"

سعد نے ہمت کی،

"وہ چاچو آپ ابو سے ٹرپ پر جانے کی اجازت لے دے۔۔۔"

بات کرنے کے بعد سعد نے منہ پر معصومیت طاری کر لی۔ سعد کی بات سننے کے بعد حیدر ہسنے لگا۔

"دیکھا میں نے کہا تھا نہ تم لوگ بغیر کام کے تو مجھ سے رجوع کرنے سے رہے۔۔۔"

سعد نے حیدر کا دایاں جبکہ شافع نے بایاں ہاتھ تھام لیا اور بولے

"پلیز بات کریں نا,. کل جانا ہے ہم نے ٹرپ پر اور پیسے بھی جمع کروا دیئے ہیں۔اگر نہ گئے تو پیسے ضائع ہو جائیں گے۔۔"

حیدر نے حیرانگی سے ان دونوں کو دیکھا اور سوال پوچھا،

"پرمیشن سلیپ پر سائین کس نے کیے؟اگر بھائی صاحب نے اجازت نہیں دی، پیسے کیسے ایکسیپٹ کر لیا ان لوگوں نے، بغیر سائن کی ہوئی سلپ کو؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شافع نے سعد کو دیکھا اور اس کو اشاروں میں کہا اب بتاؤ سب کچھ میرے سے کوئی امید نہ رکھنا۔سعد نے اپنی نظریں جھکا لیں جس کا مطلب تھا کہ اب وہ اپنے جرم کا اعتراف کرنے والا ہے

"وہ چاچو میں نے خود ابو کے سائن کیے تھے۔پکا پرومس اب آئندہ نہیں کروں گا ایسے کچھ بھی۔"

حیدر نے ان کی بات سننے کے بعد اپنا سر دائیں بائیں ہلایا

"آج تو میں کچھ نہیں کہہ رہا مگر آئندہ دھیان رکھنا کہ ایسا کچھ بھی نہ ہو۔اگر آئندہ ایسی مجھے کوئی بھی بات معلوم ہوئی، تو بھائی جان سے پہلے میں تم لوگوں کو خود سیدھا کروں گا۔۔"

ان دونوں نے حیدر کو یقین دہانی کروائی کہ آئندہ ایسا کچھ بھی نہیں کریں گے۔

"میں بھائی صاحب سے بات کروں گا۔میری پوری کوشش ہو گی کہ وہ مان جائیں باقی اللہ کی مرضی۔تم لوگوں کے سابقہ ریکارڈ بھی کچھ اچھے نہیں ہیں۔خیر بات کر کے دیکھتا ہوں، کیا کہتے ہیں بھائی صاحب۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں حیدر کی گلے لگ گئے اور بولے کہ

"ہمیں یقین ہے آپ اس محاذ کو سر کر لیں گے۔۔"

حیدر ان کی بات سننے کے بعد مسکرانے لگا۔

دو بیل کے بعد فون اٹھالیا گیا تھا آگے سے خاموشی ہی تھی

"السلام علیکم!"

فیصل نے سلام کے ساتھ رامین سے بات کا آغاز کیا۔

"وعلیکم السلام" رامین نے بہت ہی آہستہ آواز میں جواب دیا۔

"کیسی ہیں مسسز فیصل؟"

مسسز فیصل سنتے ساتھ ہی رامین شرما سی گی،

"ٹھیک ہوں میں۔۔"بس اتنا ہی بول سکی۔

"آپ کے ہاں شوہر بیچارے سے خیر خیریت پوچھنے کا رواج ہے بھی یا نہیں؟"

رامین جو ابھی تک فیصل کی پچھلی بات کے سحر میں تھی, یہ بات سنتے ساتھ ہی حیرانگی سے پوچھا

"کیا مطلب؟"

"وہ میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ میں نے آپ کا حال پوچھا ہے، تو آپ کو بھی رسمن میرا حال

پوچھنا چاہیے تھا۔۔۔"

"جی جی آپ کا کیا حال ہے؟" رامین نے بہت آہستہ پوچھا۔

"شکر ہے آپ سمجھ گی کہ میرا حال بھی پوچھنا ہے۔جی میں بالکل بھی ٹھیک نہیں ہوں"۔

"کیوں آپ کو کیا ہوا ہے؟طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" رامین نے ایک ہی سانس میں سب پوچھ لیا فیصل کا قہقہہ فون پر گونجا دوسری طرف رامین کو احساس ہوا کہ وہ جلد بازی میں زیادہ ہی بول گئی۔"اب بولے تو سہی, چھپ ہی ہو گئی ہے"۔رامین سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔"اچھا جی اب آپ نے تو بولنا ہی نہیں ہے تو میں آپ کی پچھلے سوالوں کے جواب دے دیتا ہوں۔تو یہ کہ میں اچھا فیل نہیں کر رہا۔مجھ سے دو ہفتے گزرنا مشکل ہو رہا تھا اور اب دو مہینے کیسے گزاروں گا"؟میں کیا کہہ سکتی ہو؟بھائی کی چھٹیاں کا مسئلہ ہے"۔رامین کی آواز سپیکر پر گونجی۔"مسسز فیصل آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔علی کا ہونا بھی ضروری ہے مگر اب آپ کے بغیر رہنا مشکل ہو رہا ہے".رامین فیصل کی باتیں سن کر شرم سے لال اور حیران ہو رہی تھی۔کیوں کہ جس فیصل سے آج وہ بات کر رہی تھی وہ بہت مختلف تھا اس سے جس کو وہ جانتی تھی،جب

کوئی آواز نہ آئی تو فیصل بولا "آپ تو بہت کم بولتی ہیں۔چلے کوئی نہیں جب آپ میرے پاس آئیں گی تو خود ہی سب سکھادوں گا" رامین نے شرم کے مارے فون ہی بند کر دیا۔

اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر چار نفوس بیٹھے ہوئے تھے سربراہی کرسی پر سکندر صاحب ان کی دائیں، طرف منزہ صاحبہ، بائیں طرف شاہ ویز جبکہ عائشہ منزہ صاحبہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔عائشہ تھی تو حیدر سے دو سال بڑی مگر لگتی اس سے چھوٹی تھی، دبلی پتلی سی۔"بابا تایا سرکار کی کب واپسی ہے؟ بہت وقت ہو گیا ہے ان کو وہاں پر" حیدر نے سکندر صاحب کی طرف دیکھ کر سوال کیا اور روٹی کا نوالہ منہ میں ڈالا۔"بھائی صاحب کا فیصل کی شادی تک آنے کا ارادہ ہے"۔انہوں نے بیٹے کے سوال کا جواب دیا "مگر بابا وہ تو اب دو مہینوں بعد ہو گی"۔سب نے شاہ ویز کی طرف دیکھا تو وہ جان گیا تھا، کہ سب وجہ جاننا چاہتے ہیں "وہ بابا علی کو چھٹی نہیں مل رہی اور حیدر چاچو کو دو مہینے سے پہلے نہیں ملے گی تو اسی لیے شادی کی ڈیٹ ایکسٹینڈ کر دی ہے"۔سکندر صاحب نے سر ہاں میں ہاں ہلایا اور چاول کھانا شروع کر دیے جب عائشہ کی آواز گونجی "یہ کیا

ہوا بھائی؟ میں نے کتنی تیاری کرنی تھی کتنی ایکسائٹڈ تھی اور جن دنوں شادی کی ڈیٹ تھی ان دنوں میرا سمسٹر بریک بھی تھا۔ سوچا تھا ٹینشن فری ہو کر شادی اٹینڈ کرو گی مگر سارے پلین فیل ہو گ "ے۔ ٹیبل پر بیٹھے تینوں افراد مسکرانے لگے۔ "تو ٹینشن کس چیز کی ہے آپ کو؟ دو مہینے بعد تو ہو گی ناشادی، تب سارے ارمان پورے کر لیجئے گا" ۔شاہ ویز نے اس کو حوصلہ دلانے کی کوشش کی۔ مگر عائشہ کا موڈ آف ہو چکا تھا اس نے محض سر ہلایا۔ اب سب دوبارہ کھانا شروع کر چکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیسے ہی فیصل نے فون بند کیا پیچھے سے حیدر آ گیا۔ حیدر نے اس کو شرارتی نظروں سے دیکھا۔ فیصل نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی مگر ناکام ہو گیا۔ وہ جانتا تھا حیدر نے اس کی باتیں سن لی ہو گی اب اس کو تنگ کرنے میں کوئی کسر بھی نہیں چھوڑے گا۔

"اور بھتیجے کیا ہو رہا تھا؟" "کچھ نہیں چاچو بس بات ہی کر رہا تھا"، فیصل جواب دیتے ساتھ ہی سوفے پر بیٹھ گیا۔ بالوں کو ہیئر برش سے ٹھیک کرتے ہوئے دوبارہ حیدر بولا "میں تم سے تمہاری طبیعت پوچھنے آیا تھ "افیصل حیرانگی سے حیدر کو دیکھنے لگا اس نے

اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا"میں نے سنا ہے ابھی تم کسی کو کہہ رہے تھے فون پر کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور تمہارا دل بھی نہیں لگتا" بات کرتے ہوئے حیدر نے اپنی ہنسی بہت مشکل سے قابو میں کی ہوئی تھی۔جب فیصل کو بات سمجھ آئی تو بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا، جان تو پہلے ہی گیا تھا کہ حیدر نے بات سن لی ہے۔"نہیں چاچو میں تو بس۔۔۔"حیدر فورا بولا"کیا میں تو بس؟؟؟؟ مجھے تو آج معلوم ہوا ہے میرے بھتیجے نے بھی عشق کی سرزمین پر قدم رکھ دیا ہے"۔وہ اب فیصل کے ساتھ سوفے پر بیٹھ گیا تھا۔فیصل مسکرانے لگا ویسے "اچھی بات نہیں ہوتی کسی کی باتیں چھپ کر سننا"۔"میں نے کب سنی ہے چھپ کر؟تم ہی کھلے عام دروازہ کھول کر اور زبان پر سپیکر فٹ کیے ہوئے بول رہے تھے۔میں تو گزر رہا تھا تو سن لیا"حیدر نے جواب دیا "سچ میں چاچو بہت اونچا بول رہا تھا؟"حیدر نے محض سر ہلایا اور بولا"بے فکر رہو تمہاری یہ گفتگو میرے علاوہ کسی نے بھی نہیں سنی۔اس وقت گھر میں کوئی بھی نہیں ہے"۔فیصل کی سانس میں سانس آئی۔اچھا فیصل میں پوچھنے آیا تھا"کہ حسیب اور ابتسام کے آنے کا کوئی ارادہ ہے بھی یا نہیں چلو؟حسیب تو میڈیکل کی وجہ سے لاہور ہے،ابتسام کو اسلام آباد کی کوئی یونیورسٹی نہیں پسند آئی؟؟لوگ اور شہروں سے ادھر آکر پڑھتے ہیں اور یہ لاہور چلا گیا ہے بزنس پڑھنے"۔"کوئی نہیں چاچو ویسے بھی

حسیب کا ایک سال ہی رہ گیا ہے ہاؤس جوب وہ ادھر سے ہی کرے گا اور ابتشام کا بھی مکمل ہونے والا ہے۔۔""یار ان دنوں سے ملے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے میں آؤں تو وہ نہیں ہوتے اور وہ آئے تو مجھے چھٹی ملنا مشکل ہو جاتی ہے۔"

"کل بات ہوئی تھی میری کہہ رہے تھے کہ آئیں گے ماہ رخ کی سالگرہ پر مگر بتانے سے منع کیا ہے سپرائز دینا چاہ رہے ہیں ماہ رخ کو۔۔"،

فیصل نے حیدر کو آگاہ کیا۔"چلو یہ تو اچھی بات ہے میں بھی ان سے مل لو گا۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیدر نے حنان صاحب سے اجازت دلوادی تھی۔سعد اور شافع کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔کل ان دونوں نے جانا تھا۔اب حال میں بیٹھ کر یہ دونوں حیدر اور ماہ رخ کیوں کہ ماہ رخ کی ایک کے ساتھ لڈو کھیل رہے تھے اب صورتحال کافی نازک تھی گوٹی رہتی تھی, جو گھر میں جانے والی تھی اور سعد کی گوٹی اس کے پیچھے تھی اگر سعد کا

تین آتا تو ماہ رخ کی گوٹی پٹ جاتی۔

حیدر اور شافع ابھی بہت پیچھے تھے گیم میں۔ماہ رخ آنکھیں بند کر کے دعا کر رہی تھی کہ سعد کا تین نہ آئے۔ مگر آج ماہ رخ کی قسمت خراب تھی اور سعد کا تین آگیا۔ماہ رخ نے رونے والی شکل بنالی۔ جیسے ہی ماہ رخ کی گوٹی سعد اٹھانے والا تھا، حیدر بول اٹھا

"سعد تم دوسری والی گوٹی چلالو۔۔۔"

"چاچو اگر وہ والی چلای تو پیچھے سے شافع آکر مار دے گا۔ ویسے بھی ماہ رخ کی آخری رہی گی ہے. اگر میں یہ نہیں ماروں گا تو یہ جیت جائیں گی۔۔۔"

"سوچ لو!" حیدر نے اس کو اشارے میں سمجھانا چاہا۔

"کیا سوچو؟؟" حیدر بولا۔۔

"یہی کہ اگر اس کی گوٹی ماری تو ابھی بھائی صاحب کو بتاتا ہوں کہ ان کے سائن کیسے ہوئے ہیں۔"

سعد نے حیرانگی اور افسوس سے حیدر کو دیکھا

"چاچو ڈیٹس نوٹ فیئر اب آپ مجھے بلیک میل کریں گے۔۔"

"کروں گا نہیں، بلکہ کر رہا ہوں۔۔"

حیدر نے ہنستے ہوئے کہا اور سعد کو مجبوری میں دوسری والی گوٹی چلانی پڑی کیوں کہ ان کو ٹرپ پر جو جانا تھا. ماہ رخ یہ گیم جیت چکی تھی اور حیدر کے گلے لگ کر اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یار تو کیوں مجھے ادھر لے آیا ہے مجھے گھر جانا تھا آج تھک گیا ہوں۔۔۔"

شاہ ویز بیزار ہوتے ہوئے ولی کو کہہ رہا تھا کیوں کہ چار گھنٹے کی کلاس لینے کے بعد وہ لوگ مال آ گے تھے۔

"یہ تم ہر وقت بیزار ہی رہتے ہو کبھی یونیورسٹی کے علاوہ بھی خود کو ہوا لگوا لیا کرو۔۔۔"

شاہ ویز نے ولی کی بات سن کر اسے گھورا،

"اچھا اچھا اب مجھ معصوم کو ایسے تو نہ دیکھو۔۔۔بلکہ میری مدد کرو تا کہ میں ماہ رخ کے لئے اچھا سا تحفہ لے سکوں۔"

شاہ ویز نے ہاں میں سر ہلایا اب دونوں مال کے اندر چلے گئے تھے۔والی نے ماہ رخ کے لیے ڈائری، چوکلیٹ اور ایک خوبصورت سا پرنسس ڈریس لیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اسلام علیکم!"

فون پر سے حسیب کی آواز گونجی

"وعلیکم سلام بھائی کیسے ہیں؟آپ کب آئیں گے؟میری سالگرہ پر آئے گے نا؟ابتسام بھائی کیسے ہیں؟"

ماہ رخ نے سلام کے بعد سپڈ پکڑ لی۔

"حوصلہ۔۔۔بہنا حوصلہ۔۔"حسیب کی آواز دوبارہ گونجی۔۔۔

"تم نے تو فون اٹھاتے ہی فراری کی طرح سپیڈ پکڑ لی ہے۔۔۔"

"ہاں تو فون ہی اتنے دنوں بعد کرتے ہیں۔یوں لگتا ہے کہ دوسرے شہر نہیں بلکہ دوسرے ملک ہیں۔۔"

ماہ رخ نے روٹھے انداز سے کہا۔

"حسیب کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی بہنا بس ایک سال کی ہی تو بات ہے اس کے بعد میں اپنی بہن کے پاس ہوں گا۔۔"

"اچھا یہ بتائیں کب واپس آئیں گے؟"

"ابھی تو مشکل ہے۔آپ بتادو کیا چاہیے میں بھجوادوں گا آپ کے تحفہ۔۔"

"آپ ایسا ہی کرتے ہیں ہمیشہ، کوئی ایسی سالگرہ نہیں ہوئی میری، جب میرے سارے بھائی اور بابا بھی ساتھ ہوں۔ کبھی آپ لوگ نہیں ہوتے اور کبھی بابا"

ماہ رخ نے مایوسی سے کہا۔

"اچھا اب میری بہنا ناراض نہ ہو کوشش کروں گا۔ چلو اب جلدی جلدی بتاؤں کیا چاہیے؟"

گفٹ کے نام پر تو ماہ رخ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"بھائی ایسا کرے کہ ،انار کلی بازار سے دو کلیوں والی فراک ایک بلیو کلر کی اور ایک وائٹ کلر کی،اس کے ساتھ کولا پوری چپل بھی لے لیجیے گا ایک خوبصورت سا بھالو بھی چوکلیٹس بہت ساری اور جب آئیں گے تو وہاں کی حلوہ پوری اور مٹھائی جو مجھے پسند ہے وہ بھی لے کر آیئے گا۔"

وہ تو اپنی بہن کی فرمائشیں سنتے ساتھ ہی بے ہوش ہوتے ہوئے بچا۔اور سب کچھ تو آسانی سے لے سکتا تھا، مگر یہ جو کپڑوں والا سین تھا وہ تو اپنی شاپنگ بھی بڑی مشکل سے کرتا تھا اب ماہ رخ کیلئے کیسے فراک لے گا وہ بھی انار کلی بازار سے۔

"اور کچھ بھی ہیں یا بس یہی؟" حسیب نے پوچھا،

"نہیں ابھی تک تو یہی یاد ہے۔ باقی جب یاد آیا تو فون کر دوں گی۔ابتسام بھائی کو کہیے گا، فون کر کے گفٹ کے بارے میں مجھ سے پوچھ لیں، میں ان کی ہیلپ کر دوں گی کہ وہ کونسا گفٹ لے میرے لیے۔"

"گڑیا اور چیزیں تو میں آسانی سے لے لوں گا۔اب مجھے کیا پتا کہ کلیوں والا فراک کیسا

ہوتا ہے؟ایسا کرتا ہوں باقی چیزیں لے آتا ہوں پھر جب آپ یہاں پر آؤ گی،تب کلیوں والا فراک دلوادوں گا یا پھر ادھر سے ہی لے لیں گے۔"

"مجھے اگر ادھر سے ہی لینا ہوتے تو میں اماں سے کہہ دیتی مجھے انار کلی بازار والا ہی لینا ہے ہاں اگر آپ کا لے کر آنے کا دل نہیں ہے تو نہ لائے۔جب میری پسند کا لانا ہی نہیں تھا تو پھر پوچھا کیوں ہے مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے اب کچھ بھی نہ لایے گا،اللہ حافظ۔۔۔۔"

اور ماہ رخ صاحبہ کو غصہ آگیا تھا۔حسیب بولتا رہا مگر وہ تو کب کا فون بند کر چکی تھی۔اور فون کی تار بھی اتار کر رکھ چکی تھی تکہ فون نہ آسکے۔حسیب نے فون سائیڈ پر رکھا،لمبا سانس لیا اور بازار جانے کی تیاری کرنے لگا اب تو اس کو ہر چیز اپنی بہنا کی پسند کی لینی تھی کیونکہ وہ ناراض ہو چکی تھی۔

ذہیم صاحب کتاب پڑھ رہے تھے،رانیہ صاحبہ نے ان کے سائیڈ ٹیبل پر دودھ کا گلاس رکھا اور دوسری طرف آکر بیٹھ گئی

"بیگم کیاارادہ ہے؟ماہ رخ کی سالگرہ منانی ہے یاپھر نہیں؟"

انہوں نے اپنی بیگم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا

"نہیں اس دفعہ اس نے منع کر دیاہے"انہوں نے جواب دیا۔

"کیوں؟؟"ذہیم صاحب نے پوچھا

"اس کا کہنا ہے کہ گھر کے ہی لوگ ہونگے،بس کیک کاٹ لیں گے اوراس دفعہ حیدر بھی ہے تووہ چاہتی ہے اسی کے ساتھ وقت گزارے۔پارٹی رکھی،توگھر والوں کے ساتھ بالخصوص حیدر کوٹائم نہیں دے سکے گی"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رانیہ صاحبہ نے ان کو تفصیل سے آگاہ کیا۔ذہیم صاحب آخری بات پر مسکرانے لگے،

"ہماری بیٹی ہم سے زیادہ حیدر کے ساتھ اٹیچ ہے،میں نے سوچاتھاکہ اس کے بیس جانے سے اس کی حیدر سے اٹیچمنٹ تھوڑی کم ہو جائے گی،مگر میں غلط تھا۔وہ اور ہی اس کے قریب ہو گئی ہے۔۔"

شوہر کی بات سننے کے بعد مسکرائی اور کہا"وہ کرتا بھی کتنا پیار ہے اس سے،سارے بھتیجے ایک طرف اور ماہ رخ ایک طرف اس کے لیے۔۔"

"اللہ ان دونوں کے پیار کو ایسے ہی سلامت رکھے۔"

ذہیم صاحب نے دعا کی اور رانیہ صاحبہ نے سچے دل سے آمین کہا۔

صبح ماہ رخ کو رانیہ صاحبہ اٹھانے آئی تھی۔۔۔ نماز کے لیے وہ اٹھا کر چلی گئی اس نے نماز پڑھی اور بیڈ پر لیٹ کر سوچنے لگی۔۔۔ کہ کسی نے بھی اسے برتھ ڈے وش نہیں کی۔ امی بھی اٹھا کر چلی گئی، اور کسی کو یاد نہ بھی ہوتا تو بابا کو تو یاد ہونا چاہیے تھا وہ تو مجھے ہر سال بیس سے صبح صبح فون کرتے تھے۔۔۔ آج جب ادھر ہے تو آئے ہی نہیں وش کرنے یہ سوچتے سوچتے ہی ماہ رخ نیند کی وادیوں میں چلی گئی تھی۔۔۔

پھر اس کی آنکھ نو بجے کھلی۔۔۔ جب رانی (ان کے گھر کام کرتی تھی) آئی تھی اس کو اٹھانے آج ہفتہ تھا تو اسکول سے چھٹی تھی۔ ماہ رخ فریش ہونے کے بعد ڈارک بلیو کلر کا فراک اس کے نیچے وائٹ چوڑی دار پاجامہ وائٹ ہی دوپٹہ گلے میں اور بالوں کی ہائی پونی بنائے ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ نیچے ٹی وی لانج میں تو خاموشی تھی۔

وہ جیسے ہی ڈائننگ ایریا میں گی تو پھولوں سے اس کا استقبال ہوا پورا ڈائننگ ایریا بہت

خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا ٹیبل پر چوکلیٹ کیک اور ماہ رخ کی پسند کی ہر چیز موجود تھی۔ سب لوگ وہاں موجود تھے ماہ رخ سب کچھ حیرانگی سے دیکھ رہی تھی دادا جان نے اس کو بلایا تو ان کے پاس گئی پیار اور بہت ساری دعائیں لے کر پھر بی جان سے ملی حیدر سے ملتے وقت بولی

"ویسے تو ہر دفعہ فجر کے وقت، بیس سے فون کر کے وش کرتے ہیں اس دفعہ کیوں نہیں کیا؟"

حیدر نے اس کو ساتھ لگا کر بالوں پر پیار دیا اور بولا

"گڑیا ان لوگوں نے نہیں کرنے دیا۔۔"اس نے حسیب اور ابتسام کی طرف اشارہ کیا

"ان کا خیال تھا کہ ماہ رخ کو پرائز دیا جائے۔۔"

وہ بات سن کر مسکرانے لگی حسیب اور ابتسام سے ملنے کے بعد ان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔

"شکر ہے آپ دونوں کو بھی مجھ معصوم کی یاد آئی۔۔۔"

اس کی بات سب نے سنی تھی "ہم اپنی بہنا کو بھولے تھوڑی ہے، جو یاد کرنا پڑتا۔۔۔"

حسیب نے اس کو کہا۔ ماہ رخ بچے باتیں بعد میں کر لینا پہلے آ کر کیک کاٹ لوں۔ بی جان نے ماہ رخ کو کیک کاٹنے کے لئے بلایا کیک کاٹنے کے بعد اس نے سب سے پہلے دادا جان، اس کے بعد بی جان کو کھلایا، پھر حیدر کی طرف کیک کا پیس لے کر آئی۔

منان صاحب نے ماہ رخ کو تنگ کرنے کے لیے کہا

"غلط بات ہے گڑیا ہم سب بڑے ہیں۔۔۔"

انہوں نے حنان اور ذہیم صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"اور تم کھالا حیدر کو پہلے رہی ہو۔۔"

"پاپا آپ لوگوں کو تو ہر سال کھلاتی ہوں بابا پہلی دفعہ میری برتھ ڈے پر موجود ہیں تو اس لیے انہیں کھلا رہی ہوں آپ ناراض نہ ہوں آپ کو بھی کھلاتی ہوں۔۔۔"

پھر اس نے سب کو باری باری کھلایا ناشتے کے بعد سب نے ماہ رخ کو گفٹ دیے ۔ حسیب ماہ رخ کی پسند کی ہر چیز لایا تھا جو اس نے فرمائش کی تھی ابتسام نے ایک جوڑا دیا تھا جو کہ اس نے حسیب کے ساتھ ہی انار کلی بازار سے لیا تھا۔ سب بڑوں نے ماہ رخ

کو پیسے دیے تھے تاکہ اپنی مرضی سے جو چاہے خرید لے۔حارب نے ریسٹ واچ، سعد نے پیارا سا بیگ، شافع نے فوٹو فریم دیا تھا جس میں درمیان میں ماہ رخ تھی اور آس پاس سارے بھائی کھڑے ہوئے تھے۔

ولی نے ڈائری اور باربی فراک، فیصل کا گفٹ ماہ رخ سمیت سب کو بہت اچھا لگا تھا وہ ایک لارج فوٹو فریم تھا جس میں حیدر نے جب ماہ رخ کو پہلی دفعہ اٹھایا تھا تب کی تصویر تھی ماہ رخ نے فوراً کہہ کر وہ والی فرم اپنے روم کی وال پر لگوالیا تھا اور شافعی کا فوٹو فریم سائٹ ٹیبل پر۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Articles | Books | Poetry | Interviews

اب سب سے آخر میں باری حیدر کے گفٹ کی تھی اس نے ماہ رخ کو ایک لوکٹ دیا تھا (لکھا ہوا تھا ماہ رخ نے بنا **Mahrukh Haider** جس میں بڑی خوبصورتی سے دیر کئے ہوئے اس کو پہنا ان سب نے گفٹ کے ساتھ ڈھیر ساری چوکلیٹ دی تھی کیونکہ وہ تو چوکلیٹ کی دیوانی تھی آج بہت عرصے بعد سب اکٹھے ہوئے تھے سب نے بہت موج مستی کی اور یوں ماہ رخ کی ایک اور سالگرہ گزر گئی۔

"چھوٹی چچی ماہ رخ کہاں ہے؟"

حسیب نے رانیہ صاحبہ سے پوچھا تھا

"بیٹا وہ تو انوشے کے گھر گئی ہوئی ہے اس کو گفٹ دکھانے۔"

"ٹھیک ہے جب آئی تو مجھے بتایئے گا۔"

حسیب یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا تھا(انوشے حنان صاحب کے دوست بشیر صاحب کی بیٹی تھی یہ لوگ ان کے پڑوس میں ہی رہتے تھے دونوں گھروں میں آنا جانا تھا اور بہت اچھے تعلقات تھے ماہ رخ کی بہت دوستی تھی انوشے سے وہ ماہ رخ سے پانچ سال بڑی تھی ابھی یونی میں ایڈمیشن لیا تھا سائیکالوجی میں۔ماہ رخ کی اپنی تو نہ بہن تھی نہ کزن، تو انوشے کو ہی اپنی بہن مانتی تھی۔انوشے کو آپو کہتی تھی وہ بھی ماہ رخ سے بہت پیار کرتی تھی کیوں کہ اس کی بھی کوئی بہن نہیں تھی وہ اکلوتی تھی)اب ماہ رخ کل کی ساری ڈیٹیل اور اس کو گفٹ دکھانے گی ہوئی تھی کل انوشے نہیں آئی تھی کیونکہ وہ اپنے ماموں کے گھر گئی ہوئی تھی۔

بی جان تسبیح پڑھ رہی تھی، بیڈ پر بیٹھ کر جب حیدر آیا، اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے تسبیح سائیڈ پر رکھی اور حیدر پر پھونکا۔ حیدر نے اپنا سر ان کی گود میں رکھ لیا،

"بی جان صیح کہتے ہیں، کہ جو سکون ماں کی گود میں ہے وہ کہیں بھی نہیں۔"

، حیدر نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔ بی جان مسکرانے لگی اور بولی

"میرا بیٹا آتا جواتنے عرصے بعد ہے، اگر ادھر ہوتا تو روز ایسے ہی لیٹ جاتا اور سکون محسوس کرتا۔"

"بی جان جب ہم اپنا فرض نبھاتے ہیں نہ، تو کتنی ماؤں کے لال ان کے پاس باحفاظت ہوتے ہیں۔"

"حیدر مجھے تمہاری بہت فکر رہتی ہے، تم نہیں ہوتے تو کتنی راتیں میری جاگ کر گزر جاتی ہیں۔"

"آپ کیوں فکر کرتی ہیں؟؟میری حفاظت تو میرا رب کر رہا ہے۔"

"اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گی۔۔"

بی جان کی آنکھ سے آنسو نکلا اور حیدر کی بند آنکھوں پر گرا۔حیدر فوراً اٹھ کر بیٹھا،ان کے ہاتھ پکڑ لیے،

"وعدہ کریں کبھی نہیں روئے گی اور اگر مجھے کچھ ہوا،تو آپ مجھے شیرنی کی طرح ریسیو کریں گی کیونکہ آپ شیر کی ماں ہے اور آپ اسی طرح میرے کو فن کا استقبال کریں گی وعدہ کریں۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بی جان،حیدر کی باتیں سننے کے بعد رونے لگی،حیدر نے ان کے آنسو صاف کیے

"بس کریں نہ،کچھ نہیں ہوتا مجھے,آپ دعا کیا کریں میرے لیے،بی جان نے سر ہاں میں ہلایا"۔

اب وہ دوبارہ ان کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گیا۔بی جان اس کے بالوں میں آہستہ آہستہ انگلیاں پھیر رہی تھی،اور اس کے چہرے کو نہار رہی تھی۔بے شک وہ بہت خوبصورت تھا۔حیدر آباد سو چکا تھا،بی جان نے اس کا سر تکیہ پر رکھا اور خود باہر چلی گئی

وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا تھا۔دو ہفتے سب کے بہت اچھی طرح گزرے۔ابتسام اور حسیب کل لاہور واپس چلے گئے تھے اور آج حیدر کی واپسی تھی، برسات وقفے وقفے سے جاری تھی،.جی آپ صحیح سمجھے،ماہ رخ اپنی عادت کے مطابق آج بھی اپنے بابا کی جانے پر آنسو بہا رہی تھی۔وہ ہمیشہ سمجھاتا تھا، کہ کوئی بات نہیں، میں واپس جلدی آؤں گا۔ مگر ماہ رخ ہر دفعہ کی طرح آج بھی،اس کا یہ سب سبق بھول چکی تھی۔

حیدر نے اس کو گلے لگایا، جیسے ہی سر پر پیار کیا، تو اس نے اور زور و شور سے رونا شروع کر دیا۔

"اوہو میرا بچہ کیوں رو رہا ہے؟؟ بابا جلدی واپس آجائیں گے،دو مہینے کی تو بات ہے۔"

ماہ رخ اس سے الگ ہو کر بولی،

"کیسے جلدی گزر جائیں گے ؟؟ایک 30 کااور ایک 31 کا ہے یوں 61 ہوئے۔میں کیسے رہوں گی آپ کے بغیر ؟؟" پھر سے حیدر کے ساتھ لگ کر رونا شروع کر دیا ۔سب اس کا حساب کتاب سن کر مسکرا رہے تھے۔

"اچھا پرومس کرو بابا سے نہیں رو گی"،اس کے آنسو پونچھتے ہوئے وعدہ لینا چاہا۔

"اچھا کوشش کروں گی،وعدہ نہیں کرتی کبھی کبھی خود ہی رونا آجاتا ہے"۔حیدر نے اس کے سر پر پیار کرتے ہوئے اسے اپنے سے علیحدہ کیا۔

بی جان سے ملتے ہوئے ان کو وعدہ بھی یاد کرایا،جو اس نے ان سے لیا تھا۔جب اپنے بابا سے ملا تو ان کی داڑھی پر پیار دیا،"آپ خوش اور راضی ہے نہ مجھ سے ؟؟میری پوری کوشش رہے گی،کہ آپ مجھ پر فخر کریں۔۔"

ظفر صاحب نے اس کو گلے لگایا

"مجھے اپنے بیٹے پر ناز ہے اور جتنا اس رب کا شکر ادا کروں وہ کم ہے کہ اس نے مجھے تم سے نوازہ۔۔"

پھر اپنے بھائیوں سے ملا سعد اور شافع سے ملتے ہوئے ان کو تلقید کی،کے ماہ رخ کو تنگ

نہ کریں۔

نیلم صاحبہ کو کہا

"میں نے آپ کو کبھی بھابھی نہیں سمجھا آپ تو میری ماں ہے۔بہت شکریہ میرے سے اتنا پیار کرنے کے لیے۔۔"

وہ حیران ہو گئی، کہ آج وہ کیسی باتیں کر رہا ہے۔فیصل کو جب ملا تو پہلے زور سے گلے لگایا پھر بولا

"فیصل اپنے بعد میں ماہ رخ کی ذمہ داری تمہیں دیتا ہوں۔تم نے اس کا بہت خیال رکھنا ہے۔تم نے اس کو اتنا خوش رکھنا ہے، کہ اسے کبھی بھی میری یاد نہ آئے۔۔"

فیصل تو اس کی باتیں سن کر دنگ رہ گیا۔یوں سب سے ملنے کے بعد حیدر اپنی منزل پر روانہ ہو گیا۔

حیدر کو گئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا، سب اسی طرح اپنے کاموں میں مصروف تھے، ہاں ماہ رخ تب تک دودھ پینے میں نخرے کرتی تھی، جب تک حیدر اس کو وہاں سے فون نہیں کر لیتا تھا۔ روز کیلنڈرز سے ایک ایک کر کے تاریخ کو کاٹ رہی تھی، اور اپنے بابا کا انتظار کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ظفر صاحب۔۔۔"

بی جان نے ان کو بلایا۔

"جی بیگم۔۔۔" انہوں نے جواب دیا۔

"آج دل بہت گھبرا رہا ہے، یوں لگتا ہے جیسے کچھ ہونے والا ہے۔۔"

"او بیگم تم نے بی پی کی دوائی نہیں لی ہو گی، یا پھر ایسا کرو دو رکعت نماز نفل پڑھ لو اس سے بہتر محسوس کرو گی۔۔" انہوں نے اپنی بیگم کو تسلی دینا چاہی۔ مگر بی جان کے دل کو چین نہیں آیا۔ سچ کہتے ہیں، اگر بچوں کو کچھ ہو جائے تو ماؤں کا دل ویسے ہی بے چین

ہو جاتا ہے۔

ولی اور شاہ ویز یونیورسٹی کے گراؤنڈ پر بیٹھ کر لیپ ٹاپ میں اپنا پروجیکٹ کا کام کر رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب وہاں ان کا کلاس فیلو رجب آیا۔

"ولی ولی۔۔۔۔"

وہ دور سے ہی اس کو آوازیں لگاتا آ رہا تھا۔ ولی اور شاہ ویز نے اس کی طرف دیکھا،

"کیا بات ہے؟ کیوں اتنا چیخ رہے ہو؟؟" ولی نے پوچھا،

"یار تمہارے چاچو ایئر فورس میں پائلٹ ہے نا؟"

اس نے ولی سے سوال پر سوال پوچھا

"ہاں تو؟؟؟"

ولی نے حیرانگی سے پوچھا

"یانیوز آرہی ہے، ایئر فورس کا تربیتی جہاز آبادی کو بچاتے بچاتے تباہ ہو گیا ہے۔۔"

یہ خبر تھی یا پھر ولی کے کانوں میں سور پھونکا گیا تھا۔

اس نے جلدی جلدی جیب میں سے فون نکالا، وہاں پر لاتعداد مس کال تھی، فون سالٹ ہونے کی وجہ سے اس کو پتہ ہی نہیں چلا تھا۔اس نے فوراً فیصل کو کال بیک کی آگے سے فیصل نے بتایا، کہ ابھی تک کنفرم نہیں ہوا، کہ چاچو تھے بھی یا نہیں۔ولی اپنی تمام چیزیں چھوڑتا پارکنگ کی طرف بھاگا۔شاہ ویز نے اس کا سارا سامان اٹھایا اور اس کے پیچھے گیا۔

اور جب تک ولی گھر پہنچا، ایئر فورس اتھارٹی نے تصدیق کر دی تھی، کہ طیارے میں حیدر اور ایک اور کیڈٹ موجود تھا۔آبادی کو بچاتے بچاتے وہ اتنا نیچے آگیا تھا، کہ اس

ہائیٹ پر پیر اشوٹ کھل ہی نہیں سکتا تھا۔

اور یہ دونوں قوم کے سپوت لاکھوں جانوں کو بچاتے بچاتے شہادت کے رتبے پر فائز ہو گئے۔

ماہ رخ کو یہ بتایا ہوا تھا، کہ ابھی ہو سپٹل میں ہے ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ تب سے اللہ کے حضور دعا کر رہی تھی، کہ اس کے بابا جلدی ٹھیک ہو جائیں۔ وہ جانتی تھی، مشکل وقت میں دعا ہی کرنی چاہیے۔ اس کو نماز کی عادت حیدر نے ہی تو ڈالی تھی۔

وہ بے خبر تھی، اس کمرے کے باہر قیامت برپا ہو چکی ہے۔۔ رونے کی آوازیں آئیں، تو وہ بھاگ کر نیچے آئی اور سامنے کا منظر دیکھنے لگی۔

جھنڈے میں لپٹا ہوا کوفن، جب حنان صاحب کے گھر میں رکھا تو سب کو یوں لگا، قیامت سے پہلے ان لوگوں پر قیامت کا منظر عیاں ہو چکا ہے۔

حنان صاحب کے گھر میں اس لیے حیدر کی میت کو رکھا گیا تھا، کیونکہ وہ چاہتے تھے، کہ

ان کا بھائی ان کے گھر سے رخصت ہو۔

سارے مرد حضرات باہر تھے۔حنان صاحب کے گھر میں صرف خواتین موجود تھیں۔

بی جان کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔کرسی انہوں نے کوفن کے پاس رکھی ہوئی تھی۔ انہیں حیدر کی بات یاد آئی تھی

"آپ شیر کی ماں ہے،آپ نے ہمت سے کام لینا ہے۔"

جیسے جیسے وہ حیدر کو دیکھتی تھی،تو حیدر کا بچپن سے جوانی تک کا سفر ان کی آنکھوں کے سامنے یوں چل رہا تھا،جیسے کوئی فلم ہو۔وہ کچھ بول تو نہیں رہی تھی،بس آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔اس وقت کوئی بھی ان کا درد نہیں جان سکتا تھا۔

نیلم صاحبہ کو ایسے محسوس ہو رہا تھا،کہ جیسے کسی نے ان کے دل نوچ لیا ہے۔کیونکہ ،انہوں نے ماں بن کر اسے پالا تھا۔نیلم صاحبہ ہی کیا باقی بھابھیاں اسی طرح رو رہی تھی۔وہ تھا ہی ایسا،سب سے پیار کرنے والا۔لاڈ اٹھوانے والا۔

ماہ رخ سیڑھیوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔شاید اپنے آپ کو یقین دلا رہی تھی،کہ

اس کے بابا اب نہیں رہے۔ نیلم صاحبہ کی جب ماہ رخ پر نظر پڑی تو اس کے پاس آئی اور اس کو نیچے لائیں،

"ماہ رخ دیکھو تمہارے بابا چلے گئے ہیں۔ ہم سب کو چھوڑ کر آج جتنا دیکھنا ہے دیکھ لو، پھر واپس نہیں آئیں گے۔"

"نہیں اماں بابا کو کچھ نہیں ہوا، وہ سو رہے ہیں۔ ان لوگوں سے کہیں، چپ ہو جائیں بابا کی نیند خراب ہو جائے گی۔ آپ کو پتہ ہے نہ جب بھی بیس سے آتے ہیں، تو تھک جاتے ہیں، پھر زیادہ سوتے ہیں۔ آج بھی وہ تھکے ہوئے ہیں۔"

رانیہ صاحبہ نے افسوس سے اسے دیکھا وہ جانتی تھی، ماہ رخ کے لئے یہ صدمہ برداشت کرنا آسان نہیں ہے۔ وہ اس بات کو مانیں گی ہی نہیں کہ حیدر چلا گیا ہے۔

ماہ رخ حیدر کی کوفن کے پاس بیٹھ گئی، اور بولی

"بابا لگتا ہے، اس دفعہ آپ کو بہت کام کروایا ہے ایئر فورس والوں نے؟؟ اٹھے نہ بابا ، اگر آپ نہ اٹھے تو میں نے ناراض ہو جانا ہے۔"

ماہ رخ ادھر ہی بیٹھ گئی اور حیدر کے چہرے کے اوپر جو شیشہ لگا ہوا تھا اس پر آرام آرام

سے ہاتھ پھیر رہی تھی۔

حیدر اتنا خوبصورت لگ رہا تھا، اسے دیکھ کر یوں گمان ہو رہا تھا جیسے فرشتوں نے خود غسل دے کر اس کو سجایا ہو۔ اتنا تو کسی دلہا پر بھی روپ نہ آیا ہو گا جتنا آج حیدر پر آیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب مرد حضرات اندر آئے حیدر کو لینے، جنازے کا وقت ہو چکا تھا۔ یہ سب پر مشکل وقت ہوتا ہے۔ جس انسان کے ساتھ آپ زندگی کی کتنی بہاریں دیکھ چکے ہو، اس کو مٹی کے سپرد کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ انسان کی اذیت اس وقت عروج پر ہوتی ہے۔

آج تو حیدر کے سارے بھتیجے بھی غمزدہ تھے۔ سب نے بہت مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا ہوا تھا۔ کوئی بھی ہمت نہیں کر رہا تھا آگے بڑھ کر ماہ رخ کو کوفن سے الگ کرنے کی۔ پھر فیصل اپنے اوپر ضبط کر کے آگے بڑھا اور ماہ رخ کو کندھے سے پکڑا اور بولا

"ماہ رخ حیدر چاچو کو اب الوداع کر دو ان کے جانے کا ٹائم ہو گیا ہے۔"

ماہ رخ نے نہ سمجھی سے فیصل کو دیکھا "بھائی بابا کو کدھر لے کر جانا ہے؟؟ آج ہی تو وہ اتنے دنوں بعد آئے ہیں"۔۔وہ پھر سے حیدر کو دیکھنے لگی۔۔

فیصل نے دوبارہ ماہ رخ کو کندھے سے پکڑا اور پیچھے کیا، اگلے لمحے حارب اور ابتسام وغیرہ کو اشارہ کیا۔ وہ سب اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے آگے آئے، وہ اٹھانے ہی لگے تھے کو فن کو کہ ماہ رخ دوبارہ بھاگتی ہوئی کو فن کو لپٹ گئی،

"منع کیا ہے نہ بابا سو رہے ہیں تو کیوں ان کو آپ لوگ تنگ کر رہے ہیں۔ دیکھیے گا وہ تھوڑی دیر بعد خود ہی جاگ جائیں گے۔"

فیصل نے ماہ رخ کو زور سے جھنجھوڑا،

"وہ نہیں آئیں گے، ہم سب کو چھوڑ کر دور چلے گئے ہیں، اس رب کے پاس جس کی وہ امانت تھے۔"

ماہ رخ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ شاید یہ وہ لمحہ تھا، جس میں اس پر لازم ہو گیا تھا، کہ وہ حقیقت کو مان لے۔ حیدر کے پاس گئی اور بولی

"بابا اٹھے نہ دیکھیں آپ کی ماہ رخ آپ کو بلا رہی ہے، رو رہی ہے پہلے تو جب بھی روتی

تھی تو آپ آجاتے تھے، آج کیوں نہیں آرہے؟؟ کیوں نہیں مجھے چپ کروا رہے؟؟۔ اگر آپ مجھ سے ناراض ہیں، تو وعدہ کرتی ہوں، ایک نہیں دو گلاس دودھ کے روزانا پیو گی۔ بس ایک دفعہ اٹھ جائے، بس ایک دفعہ میرے سے بات کر لیں۔"

وہ رو رہی تھی اور حیدر کو آوازیں دے رہی تھی مگر وہ جواب کیسے دیتا وہ تو ان سب سے بہت دور چلا گیا تھا۔

نیلم صاحبہ نے آگے بڑھ کر ماہ رخ کو پکڑا اور باقی سب مرد حضرات حیدر کو آخری آرام گاہ لے کر چلے گئے۔ جیسے ہی حیدر نے گھر کی دہلیز پار کی ماہ رخ نیلم صاحبہ کے ہاتھوں میں جھول گی۔

حیدر کو تمام فوجی اعزازات سے سپرد خاک کر دیا گیا تھا۔ جب پاکستانی پرچم ظفر صاحب کے آگے کیا تو انہوں نے بے اختیار ہو کر اس کو چوم لیا، ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ

رہے تھے۔یہ آنسو بیک وقت فخر اور دکھ کے تھے۔فخر اس لیے کہ وہ اس ملک کے لیے شہید ہوا،اور دکھ اس لیے یہ آسان نہیں ہوتا جوان بیٹے کو قبر میں اترتے ہوئے دیکھنا مگر کہتے ہیں نہ رب انسان کو حوصلہ دیتا ہے اور وہ اپنے بندوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔اور آج ان کے بیٹے نے ان کا سر فخر سے بلند کر دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب لے گیا وہ آنکھ کا پانی

ہر آنسو اب یاد وہ آئے

وہ مجھ میں سیدھا چلتا تھا

اب چلتا ہوں کمر جُھکائے

کیا پوچھتے ہو حال میرا

اس باپ کا چین قرار نہ رہا

او یارو۔۔۔۔۔میرا یار نہ رہا

میرا یار نہ رہا

او یارو۔۔۔۔۔میرا یار نہ رہا

میرا یار نہ رہا

جس مٹی کے ساتھ وہ کھیلا

اس مٹی کو دے آیا ہوں

قرض چُکا کر خون سے اپنے

سارے خواب بچا لایا وہ

کیا پوچھتے ہو حال میرا

اس باپ کا چین قرار نہ رہا

او یارو۔۔۔۔۔میرا یار نہ رہا

میرا یار نہ رہا

او یارو۔۔۔۔۔میرا یار نہ رہا

میرا یار نہ رہا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

جن کے ایسے بیٹے ہوں وہ

کر کے سر اونچا چلتے ہیں

پھول ضروری تھے کچھ جانے

تب جا کر گلشن کھلتے ہیں

کیا پوچھتے ہو حال میرا

اس باپ کا چین قرار نہ رہا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books

او یارو۔۔۔۔۔میرا یار نہ رہا

میرا یار نہ رہا

او یارو۔۔۔۔۔میرا یار نہ رہا

میرا یار نہ رہا

جہاں ہر وقت رونق ہوتی تھی, آج وحشت سی پھیلی ہوئی تھی۔اس گھر میں سب خاموش تھے دکھ میں تھے، سب کا دکھ تھا ہی اتنا بڑا۔ مگر ماہ رخ کے لیے ایک لمحے میں ہی اس کی دنیا اجڑ کر رہ گئی تھی۔

یہ نہیں تھا، کہ سارے اس سے پیار نہیں کرتے تھے، مگر حیدر نے اس کو شہزادیوں کی طرح رکھا ہوا تھا۔ پورے دن وہ حیدر کے نام کی تسبیح کرتی رہتی تھی، اور آج وہ اس کے ساتھ نہیں تھا۔ سب ذہیم صاحب کے گھر ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے، سوائے ماہ رخ کے، جس کو ڈاکٹر ابھی نیند کا انجکشن لگا کر گئے تھے، تاکہ وہ پر سکون ہو سکے۔

"بہو گڑیا کیسی ہے؟؟"

ظفر صاحب نے پوچھا

"ابو جب تک انجیکشن کا اثر رہتا ہے تو سوئی رہتی ہے ورنہ جیسے ہی انجیکشن کا اثر ختم ہوتا ہے، ساتھ ہی حیدر کو آوازیں لگانا شروع کر دیتی ہے"

رانیہ صاحبہ نے بتاتے ہوئے اپنی آنکھیں صاف کیے۔حنان صاحب بولے،

"اب ہمیں گڑیا کا زیادہ خیال رکھنا ہوگا،پہلے توحیدر اس کو سنبھال لیتا تھا مگر اس دفعہ وہ اسی کے دکھ کی وجہ سے ہی بکھری ہے۔وقت تو لگے گا مگر اس کو زندگی کی طرح واپس لانا ہوگا ہم سب کو۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیدر کو گزرے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا،ابھی بھی یوں لگتا تھا،کہ وہ آج ہی وہ شہید ہوا ہو۔وہ شخص ہی کمال کا تھا سب سے پیار کرنے والا،سب کا دل بہت آسانی سے جیت لینا والا۔

خاک جو خون میں ملائی ہے میں نے

ماں کے قدموں سے اٹھائی ہے میں نے

جس کی ساری خوشیاں تھا میں

آنکھ وہ مائیں رولائی ہے میں نے

آگے آگے چلتا تھا میں، پیچھے تھی دعائیں

میرے سارے اپنوں کی، مجھ پہ تھی نگاہیں

جو کیا تھا وعدہ میں نے، یاد آرہا تھا

راستے پہ میں اپنوں کہ ساتھ جارہا تھا۔

قسم جو دی تھی، نبھائی ہے میں نے

بس اک جاں ہی تو لوٹی ہے میں نے

جس کی ساری خوشیاں تھا میں

آنکھ وہ مائیں رولائی ہے میں نے

بی جان جب بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی تو آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔وہ سوچتی

تھی، پہلے تو دعا میں حیدر کی لمبی زندگی کی دعا مانگتی تھیں، اب کیا دعا مانگے۔ وہ اکثر یوں باتیں کرتی تھی، جیسے حیدر ان کے سامنے بیٹھا ہو۔

"تم کیوں اتنے دور چلے گئے ہو؟؟ میں پل پل مرتی ہوں میرے بچے۔ کیوں دور ہو گئے ہو؟؟ تمہاری ماں بہت یاد کرتی ہے تمہیں۔ میری آنکھیں ترس گئی ہیں، تمہیں دیکھنے کے لیے۔ میرا دل کرتا ہے، کہ تم ایک دفعہ میرے سامنے آؤ میں تمہیں گلے لگا سکوں، پیار کروں۔ حیدر تم غلط کہتے تھے۔ میں شیرنی نہیں ہوں، نہیں ہے میرا دل اُس کی طرح بڑا۔ تمہاری جدائی کا درد ہر لمحے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ مجھے صبر نہیں آ رہا۔"

ایسی باتیں وہ ہر نماز کے بعد اپنے آپ سے کرتی تھی۔

سن سکھیے سن اس ماں کی کہانی

لال میرے کی جوانی

رب نے اپنے پاس بلایا

رب کے حکم پہ سر کو جھکایا

سن سکھیے جان جگر دل جانی

لال میرے کی جوانی

جب اس کی میں تصویر اٹھاؤ

بس اس کو میں دیکھتی جاؤ

سن سکھیے ان آنکھوں کا پانی

لال میرے کی جوانی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فیصل اپنے موبائل سے حیدر کی تصویریں دیکھتے ہوئے رو رہا تھا

"چاچو آپ سب جانتے تھے، آپ کو صرف اپنی خواہش پوری کرنی تھی۔ آپ کو ہمارا خیال نہیں تھا۔ آپ اپنے ساتھ میرا بہت اچھا دوست کو بھی لے گئے ہیں۔ بالکل دل نہیں لگتا، آپ کے بغیر۔ کیوں کیا آپ نے ایسا؟؟؟ اب میں کس سے اپنی دل کی باتیں کرو؟؟ آپ جاتے جاتے گڑیا کی ذمہ داری مجھے دے کر گئے تھے۔ مگر میں اس قابل نہیں ہوں کہ یہ ذمہ داری اٹھا سکوں۔ وہ تو آپ کے جانے کے بعد ویسی رہی، ہی نہیں

ہے۔آپ واپس آ جائیں اور خود اپنی ذمہ داری نبھائیں۔"

ماہ رخ جس کی ہنسی پورے گھر میں گونجتی تھی، جس کی شرارتوں سے گھر کے سکیورٹی گارڈ بھی تنگ تھے،اب ایسی خاموش ہوئی کہ سب اس کی آواز سننے کے لئے ترس گئے تھے۔سکول جاتی، پھر ٹیوٹر آ جاتا اور رات کو کھانے کے بعد سو جاتی۔نہ کسی سے بولتی، اگر کوئی سوال کرتا تو ہاں یا نا میں بس جواب دے دیتی۔انوشے بھی کتنی دفعہ آ چکی تھی، مگر ماہ رخ اس کی سوالوں کا جواب بھی ہاں یا نا میں دے دیتی۔۔۔۔وہ بھی بیٹھ بیٹھ کر چلی جاتی۔جب سے حیدر کی میت اٹھائی تھی،اس کے بعد وہ روئی ہی نہیں۔شاید اگر وہ رو لیتی تو درد کم ہو جاتا۔۔حیدر کی موت نے اس کو عمر سے پہلے بڑا کر دیا تھا۔سب گھر والوں کا سوچنا تھا، کہ اس کی کونسلنگ کروائی جائے، کیا پتا فرق پڑ جائے۔جب کونسلنگ کروائی، تو انہوں نے یہی کہا کہ اس کو اس ماحول سے بہت دور لے جائیں یہی ان کے لئے ٹھیک ہو گا۔مگر سب نے ماہ رخ کو دور بھیجنے سے انکار کر دیا۔

کچھ دنوں بعد ماہ رخ کے سکول میں میٹنگ ہوئی، مارخ کا رزلٹ بہت برا آیا تھا. ٹیچر بھی حیران تھے، کہ ماہ رخ کے اتنے گندے نمبر کیسے آ سکتے ہیں، وہ تو ہمیشہ ٹوپ کرتی تھی۔

انہوں نے رانیہ صاحبہ کو یہ بھی بتایا، کے وہ بالکل بھی کلاس میں بولتی نہیں ہے۔ بہت ڈسٹرب سی رہتی ہے۔ آپ لوگوں کو اب سیریس ہو کر کچھ کرنا ہو گا، ماہ خ کے فیوچر کے لیے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رانیہ صاحبہ نے جب یہ بات گھر میں بتائی، سب پریشان ہو گئے۔ ظفر صاحب نے فیصلہ کیا، کہ اس کو آسٹریلیا بھیج دیتے ہیں۔ وہاں ان کی خالہ کی بیٹی زاہدہ رہتی تھی(زاہدہ کا شوہر بہت عرصہ پہلے ہی فوت ہو چکا تھا، اور بیٹی کی شادی بھی ادھر ہی آسٹریلیا میں مسلمان گھرانے میں کر دی تھی۔ وہ خود ایک این جی او چلاتی تھی شوہر کی وفات

کے بعد وہ پاکستان آئی ہی نہیں تھی)اب ظفر صاحب نے ماہ رخ کو ان کے پاس بھیجنا چاہا،تاکہ وہ اس ماحول سے نکل سکے۔اور کوئی بھی گھر والا،ماہ رخ کے ساتھ نہیں جا رہا تھا۔کیونکہ انہیں یوں لگتا تھا،ماہ رخ جتنا اپنے قریب کے لوگوں کو دیکھے گی،وہ کبھی بھی حیدر کو نہیں بھلا سکے گی۔اور سب نے ماہ رخ کی حالت دیکھتے ہوئے ظفر صاحب کے فیصلے کو مان لیا تھا۔یہ تو وقت ہی بتائے گا،کہ یہ فیصلہ ماہ رخ کہ حق میں بہتر تھا بھی یا نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ماہ رخ۔۔"

رانیہ صاحبہ نے ماہ رخ کو بلایا،تو اس نے صرف ان کو دیکھا،وہ بولیں آپ اپنی پیکنگ سٹارٹ کر لو۔ماہ رخ حیرانگی سے اپنی ماما کو دیکھنے لگی۔تو وہ جان گئی تھی،کہ ماہ رخ پوچھنا چاہ رہی ہے کہ پیکنگ کیوں کرنی ہے۔

"بیٹا کل آپ کی آسٹریلیا کی فلائٹ ہے۔۔"

"میں نے آسٹریلیا کیوں جانا ہے؟؟؟"اس نے حیرانگی سے پوچھا اپنی ماں سے۔

"یہ آپ کے دادا کا فیصلہ ہے۔"وہ ان کو کمرے میں چھوڑتی نیچے ظفر صاحب کے پاس آئی۔

وہاں سب پہلے سے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

"دادا جان مجھے کہیں بھی نہیں جانا"۔آج سب نے کتنے دنوں بعد ماہ رخ کی آواز سنی تھی۔ظفر صاحب مضبوط لہجے میں بولے

"آپ کو جانا ہے وہاں پر۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دادا جان اس نے ان کا ہاتھ تھام لیا میں نہیں جانا چاہتی میں دور ہو جاؤ گی اپنے بابا سے، یہاں ہوتی ہوں تو لگتا ہے بابا ساتھ ہیں۔۔"

وہ بات کرتے کرتے رو رہی تھی۔

"نہیں ماہ رخ ہم نے فیصلہ کر لیا ہے،آپ اپنی پیکنگ سٹارٹ کریں،کل آپ کی فلائٹ ہے۔"

وہ چپ کر کے کمرے میں جا کر بیڈ پر لیٹ گئی۔اور سوچنے لگی یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا

ہے۔سوچتے سوچتے اس کو نہ جانے کتنا ٹائم ہو گیا تھا۔

وہ اٹھی اور حیدر کے گھر کی طرف چلی گئی۔گھر کی تمام لائٹس آن تھی، کیونکہ بی جان اور دادا جان ادھر ہی رہتے تھے وہ آہستہ آہستہ حیدر کے کمرے کی طرف گئی۔کمرے میں داخل ہوتے ساتھ ہی وہ الماری کی طرف گئی۔وہاں حیدر کا سامان ترتیب سے رکھا ہوا تھا۔دوسری طرف ماہ رخ کے سارے کھلونے، جس سے وہ بچپن میں کھیلتی تھی۔ وہ تمام کھلونے حیدر نے بڑے سنبھال کر وہاں پر رکھے ہوئے تھے۔ماہ رخ نے دو شرٹس، جس میں حیدر اس کو بہت اچھا لگتا تھا، وہ اٹھالی ساری الماریوں کو لاک کیا اور کمرے سے باہر نکلنے کے بعد کمرے کو بھی لاک کر دیا۔اس نے اپنے بیگ میں یہ دو شرٹس اور وہ فریم جو فیصل نے اسے دیا تھا، رکھا لیا۔

رات کا اندھیرا چھٹا اور صبح کی روشنی ہر سو پھیلی۔ماہ رخ کی فلائٹ دس بجے کی تھی اور آٹھ بجے اسے گھر سے نکلنا تھا۔ابھی سات بج رہے تھے، وہ تیار ہو کے نیچے آئی، سب سے ملی وہ خاموش تھی، کچھ بھی نہ بولی۔سب سے ملنے کے بعد اس نے فیصل کو کہا

"بھائی آپ بابا کا کمرہ اپنی نگرانی میں صاف کروائیں گے اور اس کو بند کروادیں گے، کوئی بھی اس کمرے میں نہیں جانا چاہیے۔۔"

فیصل نے اس کو وعدہ کیا تھا کہ کوئی بھی نہیں جائے گا حیدر کے کمرے میں۔الماریاں تو ساری لگڈ کر کے چابی اپنے ساتھ لے کر جا رہی تھی۔اس کا کہنا تھا حیدر کی ہر چیز پر اس کا حق ہے۔منان اور ولی ان کو ایئرپورٹ چھوڑنے گے تھے۔ذہیم صاحب نے بھی ماہ رخ کے ساتھ آسٹریلیا جانا تھا۔انھوں نے ماہ رخ کو آسٹریلیا چھوڑ کر واپس آجانا تھا۔

اور یوں ماہ رخ سب سے دور آسٹریلیا چلی گئی۔اب دیکھنا تھا کہ یہ سفر اس کی زندگی میں خوشیاں لائے گا یا نہیں۔کیا پاکستان سے دور وہ حیدر کی یادوں کو بھلا سکے گی۔اب یہ دیکھنا تھا کہ وہ کیسے رہے گی، حیدر کے بغیر۔کیا وہ اپنے آپ کو سنبھال لے گی یا پھر بکھر جائے گی۔یہ تو آنے والا وقت بتائے گا۔

موبائل کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی ماہ رخ نے فوراً سے دعا مانگی جانماز اٹھائی صوفے پر رکھی اور فون کو اٹھا کر کال کو یس کیا کان کے ساتھ لگا لیا

"کدھر تھی کب سے کال کر رہی تھی" انوشے کی آواز گونجی

"آپو نماز پڑھ رہی تھی۔۔" انوشے کو جواب دیتے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔

"اچھا میں سمجھی کہ محترمہ کا فون اٹھانے کا دل نہیں کر رہا ہو گا" وہ مسکرانے لگی "ایسا ہو سکتا ہے کہ میرا دل آپ کی کال اٹھانے کا نہ کرے۔۔۔"

اس نے سوال کیا

"جی جی میں جانتی ہوں میری ماہ رخ سب سے ناراض ہو سکتی سوائے اپنی آپو سے۔۔۔"

"جی آپ صحیح سمجھیں۔۔۔"

"اچھا جس کام کے لیے کال کی تھی وہ تو بھول ہی گئی۔۔۔"

انوشے کو یاد آئی کہ اس نے ماہ رخ کو کس کام کے لیے کال کی تھی

"جی بولیں۔۔۔"

"ماہ رخ تم واپس کب آؤ گی؟"

اس سے سوال کیا تھا ماہ رخ جو تھوڑی دیر پہلے مسکرا رہی تھی اب سنجیدہ ہو چکی تھی

"نہیں میرا آنا مشکل ہے۔۔"

اس نے انوشے کے سوال کا جواب دیا

"تم ایسا کیوں کر رہی ہو کب تک بھاگو گی سب سے کبھی تو سامنا کرنا ہو گا نہ حقیقت کا ۔۔۔"

آج وہ سب سوالوں کا جواب لینا چاہتی تھی ماہ رخ سے جب کہ اس کے پاس ان سوالوں کے جواب کبھی تھے ہی نہیں "بولو نا ماہ رخ۔۔۔" انوشے دوبارہ بولی

"میرا دل نہیں کرتا ہے واپس آنے کا اور آپ دونوں کیوں میرا انتظار کر رہے ہیں کر لے نا شادی نکاح بھی تو میری غیر موجودگی میں کر ہی لیا تھا نا۔۔۔"

"نکاح کی دفعہ کچھ مجبوریاں تھیں اور ہم دونوں تب بھی چاہتے تھے کہ آپ شامل ہو مگر تب ہم نے تمہاری بات مان لی تھی اب تم ہماری بات مانو۔۔۔"

"آپو آپ کیوں نہیں سمجھ رہے ہیں میں نہیں آسکتی میرے لئے اتنا آسان نہیں ہے

واپسی کا سفر آپ لوگوں کو میرا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

"ٹھیک ہے آئندہ سے مجھے کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہاری کچھ لگتی ہی نہیں ہوں اگر لگتی ہوتی تو میری بات مان لیتی۔۔"

"آپو بات سنیں۔۔۔۔"

انوشے نے ماہ رخ کی بات سنے بغیر ہی فون بند کر دیا تھا وہ وہی صوفے پر لیٹ گئی اور اب سوچ رہی تھی کیا کرے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیدر کی موت نے سب کچھ بکھیر کے رکھ دیا تھا اس کے جانے کے بعد کچھ بھی ویسا نہیں رہا تھا۔وہ کیا گیا سب کی خوشیاں بھی اپنے ساتھ لے گیا۔باقی تو سب پھر زندگی میں آگے بڑھ گئے تھے۔مگر ماہ رخ آج بھی وہیں کھڑی تھی۔ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا ماہ رخ ایسی گئی کہ واپس نہ آئی۔اس کے جانے کے دو مہینوں بعد بی جان

حیدر کا غم ساتھ لیے دنیا سے چلی گئی۔سب ابھی حیدر کے غم سے نکلے ہی نہیں تھے کہ بی جان کی موت نے ان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔اور پھر بی جان کی دنیا سے جانے کے بعد چھ مہینے بعد ہی ظفر صاحب اپنی شریک حیات اور بیٹے کے پاس چلے گئے۔

ماہ رخ کو واپس نہیں بلایا گیا تھا کیونکہ وہ تو حیدر کے صدمے کو بہت مشکل سے برداشت کر رہی تھی اس لیے اس کو ان سب سے دور ہی رکھا گیا مگر اس نے ان سب باتوں کو دل سے لگا لیا تھا۔سب بڑوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ رامین کو سادگی سے ہی رخصت کر کے لے آتے ہیں اور ظفر صاحب کی موت کے دو مہینے بعد رامین سادگی سے رخصت ہو کر اپنے سسرال آگئی تھی۔اب فیصل اور رامین کے تین سال کے دو جڑواں بیٹے تھے یوسف اور یونس دو سال پہلے ابتسام کی شادی ہوئی تو سب نے ماہ رخ کو واپس آنے کا کہا مگر وہ نہ آئی پہلے وہ جانا نہیں چاہتی تھی اور اب اس کے لیے واپسی بہت مشکل تھی۔

اب ابتسام کا ایک سال کا بیٹا تھا اسماعیل۔۔ابتسام کے ساتھ ہی حسیب کا نکاح انوشے سے ہوا تھا سب نے اس کی بھی شادی کروانا چاہیے مگر اس نے کہہ دیا تھا کہ جب تک ماہ رخ نہیں آئے گی شادی نہیں ہو گی اب دو سال سے ماہ رخ کا انتظار ہو رہا تھا۔حارب

نے اپنی چاچو کی طرح ایف ایس سی کے بعد ائیر فورس جوائن کر لی تھی وہاں وہ پائلٹ کے طور پر کام کر رہا تھا۔ حسیب نیورو سرجن بن گیا تھا اسلام آباد میں اپنا ہو سپیٹل بنایا تھا اور ادھر ہی کام کر رہا تھا۔ سعد اور شافع ہمیشہ کی طرح ایک ساتھ تھے اور ایک ہی فیلڈ جوائن کی دونوں کو فوٹو گرافی کا بہت شوق تھا بیچلرز کرنے کے بعد فوٹو گرافی کی فیلڈ جوائن کر لی اب دونوں کا شمار بڑے بڑے فوٹو گرافروں میں ہوتا تھا۔ ولی نے سی ایس ایس کا ایگزام دیا اور اب اسسٹنٹ کمشنر بن چکا تھا۔ ماہ رخ سائیکالوجی پڑھ رہی تھی اور ابھی اس کا پہلا سمسٹر مکمل ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ویز نے ولی کے ساتھ ہی سی ایس ایس کے پیپرز دیے تھے تھا وہ بھی اب اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ عائشہ کی شادی تین سال پہلے سکندر صاحب نے اپنے دوست کے بیٹے سے کروائی تھی اب اس کی ایک بیٹی بھی تھی فجر جو کہ اپنے ماموں کی لاڈلی تھی شاہ زیب کی شادی بسمہ سے ہوئی تھی جو کہ اس کی خالہ کی بیٹی تھی ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ شہریار

یونیورسٹی میں انجینئرنگ پڑھ رہا تھا۔نور، فاطمہ اور زہرہ کی بھی شادی ہو گئی تھی۔نور کی دو بیٹیاں تھیں۔جب کہ فاطمہ اور زہرہ کی شادی ابھی چھ ماہ پہلے ہوئی تھی۔یوں سمجھ لیجئے کہ ساری لڑکیوں کی شادیاں ہو چکی تھیں۔اب صرف شاہ ویز اور شہریار ہی رہ گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ کتنی دفعہ فون کر چکی تھی مگر انوشے اس کی کال پک نہیں کر رہی تھی۔اس نے موبائل بیڈ پر اچھالا اور سوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔کافی دیر سوچنے کے بعد وہ ایک ہی نتیجے پر پہنچی اس نے فوراً سے بیڈ سے موبائل اٹھایا اور حسیب کو کال کی "السلام علیکم بھائی کیسے ہیں"

"میں ٹھیک ھوں تم سناؤ کیسی ہو؟ خیر تو ہے آج خود کال کی ہے ورنہ تو ہم یاد نہ کرے تو تم بھی زحمت نہیں کرتی۔۔""خیریت ہی تو نہیں ہے بھائی"

وہ جو کہ کسی مریض کی ہسٹری پڑھ رہا تھا فائل بند کی اور پوری طرح ماہ رخ کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"کیا ہوا ہے گڑیا؟ کہاں درد ہے؟ دوائی لی ہے؟

وہ سارے سوال ایک ساتھ پوچھنے لگا

"بھائی۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔"ماہ رخ نے اس کو روکا

"جی میں ٹھیک ہوں کہیں درد نہیں ہے مگر آپکی منکوحہ صاحبہ میری کال پک نہیں کر رہی۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حسیب مسکرانے لگا اس کو پتہ تھا کہ کیا بات ہو گئی

"تو تم کیوں نہیں مان جاتی اس کی بات"

"بھائی آپ تو سمجھے مجھے۔۔"

"ماہ رخ کیا سمجھوں پانچ سال ہو گے ہیں تمہیں یہاں سے گئے ہوئے۔ تم ہم سب بھائیوں کی ایک بہن ہی تو ہو۔ اگر چاچو چلے گئے ہیں تو تمہارے پاس اور بھی تو رشتے ہیں۔ لگتا ہے چاچو کے ساتھ ہمیں بھی دفنا چکی ہو۔۔"

"بھائی ایسے تو مت کہیں۔۔"وہ تڑپ کر بولی

"تو کیسے کہوں۔۔۔ابو امی چاچو چاچی سب تمہیں کتنا یاد کرتے ہیں تم کب سمجھو گی؟تم تو ایسی گی کہ ہم ترس گئے ہیں تم سے ملنے کو اچھا ہمارا تو خیال نہیں ہے تو حیدر چاچو کے لیے آجاؤ وہ انتظار میں ہیں کہ تم کب ان کا تمغہ لوں گی۔وہ تمغہ جو ان کی بہادری کا ثبوت ہے ان کو گئے ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں مگر تم نے ابھی تک آکر اس کو رسیو نہیں کیا۔ماہ رخ سوچو تمہیں کیا کرنا ہے گڑیا۔۔"

حسیب نے بات کر کے فون بند کر دیا اس نے فون بیڈ پر رکھا اور نیچے کارپٹ پر بیٹھ گئی

"آپ لوگ کیوں نہیں سمجھتے؟میں نے بہت مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا ہے۔۔۔ اگر دوبارہ واپس گئی تو بکھر جاؤں گی کیوں نہیں سمجھتے اگر واپسی کا سوچوں بھی تو یوں لگتا ہے سارے زخم پھر سے تازہ ہو گئے ہیں۔۔۔"اور خود سے باتیں کرتے کرتے اس نے بیڈ پر سر رکھ دیا۔

ماہ رخ کے آسٹریلیا جانے کے ایک ہفتے بعد ایئر فورس اتھارٹی نے ان کو بتایا تھا کہ حیدر کے لوکر میں دو پارسل تھے ایک ایئر فورس اتھارٹی کے نام اور ایک گھر والوں کے نام۔ جو انہوں نے گھر والوں کے حوالے کر دیا تھا۔ جو پارسل ایئر فورس اتھارٹی کے لئے تھا اس میں ایک لیٹر تھا جس میں حیدر نے واضح الفاظوں میں لکھا تھا کہ میرا تمغہ ماہ رخ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں دیا جائے اب ایئر فورس والے باؤنڈ تھے کیونکہ ان کے آفیسر کی یہ وصیت تھی۔ اب ہر سال جب بھی ڈسٹربیوشن سر منی ہوتی تو وہ ان کو انویٹیشن سینڈ کرتے مگر ابھی تک ماہ رخ واپس آئی ہی نہیں تھی اس لئے حیدر کا تمغہ لیا ہی نہیں گیا تھا۔ گھر والوں کے نام جو پارسل تھا اس میں پراپرٹی کے پیپر تھے حیدر نے اپنا گھر ماہ رخ کے نام کر دیا تھا یوں لگتا تھا کہ وہ ساری تیاری کر کے گیا ہے۔

شاہ ویز آفیس میں کام کر رہا تھا جب اس کی فون کی گھنٹی بجی اس نے نمبر دیکھے بغیر ہی فون اٹھالیا

"السلام علیکم"

آگے سے جواب دیا گیا جس کو سننے کے بعد شاہ ویز کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اس نے قلم سائیڈ پر رکھا اور آرام سے بیٹھ گیا

"اور جناب کیا حال ہے؟ شاہ ویز نے ولی سے پوچھا

"یار کیسا ہونا ہے میں نے؟؟" ولی نے بیزاری سے کہا

"کیوں کیا ہوا ہے؟ دل نہیں لگ رہا وہاں پر؟" سوال پوچھا گیا

"یار دل تو تیرے ساتھ ہی لگتا ہے میرا۔۔"

ولی کا جواب سننے کے بعد شاہ ویز مسکرانے لگا "یعنی میرا دوست پریشان ہو گیا ہے اپنی پوسٹنگ سے مگر اب تو تمہیں عادت ہو جانی چاہیے چھ مہینے سے اوپر تو ہو گیا ہے وہاں پر۔۔۔"

"یار اتنے مہینوں کے بعد بھی میں اس جگہ پر ایڈجسٹ نہیں کر سکا۔۔"

"بے فکر ہو جاؤ تھوڑا سا ٹائم ہے پھر تیری پوسٹنگ بھی ادھر ہی ہو جائے گی۔۔۔"

"ہاں یار یہی چیز حوصلہ دیتی ہے کہ اب جلدی سے پوسٹنگ ہو جائے گی اور پھر ہم ساتھ ہوں گے"

"ہاں اب خود بھی کام کر اور مجھے بھی کرنے دے بعد میں بات ہوتی ہے" شاہ ویز نے فون رکھ دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لان میں نیلم اور رانیہ صاحبہ سبزی کاٹ رہی تھی۔

"رانیہ ماہ رخ کے آنے کوئی امکان ہے یا نہیں کچھ بتایا اس نے"

نیلم صاحبہ نے اپنی دیورانی سے پوچھا

"بھابھی کیا بتانا ہے اس نے فون خود کرو تو جواب دے دیتی ہے وہ بھی مختصر سا خود اس نے ان پانچ سالوں میں فون کیا ہی نہیں اور جب کبھی پوچھا کہ آنا کب ہے تو فون ہی بند

کر دیتی ہے۔۔"

وہ پریشانی اور مایوسی سے بتا رہی تھی سونیا صاحبہ بھی ادھر ہی آ گئی تھی اور ان دونوں کے ساتھ بیٹھ گئی

"رانیہ حوصلہ رکھو وقت کے ساتھ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔"نیلم صاحبہ نے دلاسہ دینا چاہا

"بھابی کب ٹھیک ہو گی؟

"پانچ سال ہو گئے حیدر کو گزرے ہوئے مگر "آج بھی جب ماہ رخ سے بات ہوتی ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے وہی اسی جگہ اسی دن اسی سال میں موجود ہے سب کے لئے سال بدلے مگر ماہ رخ کے لئے تو ایک لمحہ بھی نہیں گزرا۔۔۔"وہ بات کرتے کرتے رو پڑیں

سونیا صاحبہ نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور دلاسہ دیتی ہوئی بولی

"فکر نہ کرو دیکھنا وہ بہت جلد پہلے جیسی ہو جائے گی کوئی تو ایسا ضرور ہو گا جو اس کو پہلے جیسا کر دے گا"

انہوں نے اپنے آنسو صاف کیے اور سر ہاں میں ہاں ہلایا۔

"سونیا حسیب کو تمہیں مناؤ کہ اب رخصتی کے لیے راضی ہو جائے نکاح کو دو سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے"

نیلم صاحب اپنی بہن سے بات کرتی ہوئی بولی۔

"باجی کہا تو ہے مگر وہی پرانی ضد اگر ماہ رخ نہ آئی تو میں نے شادی نہیں کرنی وہ تو نکاح کے لئے بھی راضی نہیں تھا مگر اس شرط پر کیا تھا کے ماہ رخ شادی پر ضرور آئے گی"

نہ جانے کون اپنی بات سے پیچھے ہٹے گا نیلم صاحبہ پریشانی سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ اور شاہدہ (جو کہ ظفر صاحب کی کزن تھی) ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر ناشتہ کر رہی تھی۔

ماہ رخ ان کو نانو کہتی تھی کیونکہ اس نے اپنی نانو دیکھی ہی نہیں تھی اس لئے ان کو ہی

نانو بنالیا۔وہ کب سے دیکھ رہی تھیں کہ ماہ رخ کا کھانے کی طرف دھیان نہیں ہے آخر پوچھ ہی لیا

"ماہ رخ بیٹا کیا ہوا ہے؟؟ کوئی پریشانی ہے؟؟؟ آپ کا دھیان نہیں ہے کھانے کی طرف"

"نانو پریشانی تو ہے،"اس نے مایوسی سے کہا

"کیا پریشانی ہے؟؟ نانو کو بتاؤ"

"نانو آپو فون نہیں اٹھا رہی میرا، تین دن ہو گئے ہیں""کیوں کوئی بات ہوئی ہے؟؟ آپ دونوں کے بیچ میں؟؟"

انہوں نے ماہ رخ سے پوچھا

"نانو ایک ہی تو بات ہے وہ چاہتی ہیں کہ میں واپس آجاؤ اور بھائی میرے علاوہ شادی نہیں کرنا چاہتے"

"تو بیٹا چلی جاؤ نہ۔۔"اس نے حیرانگی سے انہیں دیکھا

"آپ سب جانتے ہوئے بھی کیسے کہہ سکتی ہیں کہ میں واپس جاؤ۔۔"

"بیٹا کبھی کبھی اپنوں کے لیے وہ کام کرنے پڑتے ہیں جس کے لیے دل راضی نہیں ہوتا جس کو کرنے سے روح تک کانپ جاتی ہے۔آپ یہ دیکھو کہ آپ کے چاچو کے بعد سب سے زیادہ کس نے آپ کو مورلی سپورٹ کیا ہے کون ہر لمحے آپ کے ساتھ تھا بے شک وہ فزیکل طور پر نہیں تھی مگر فون پر وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہی ہیں۔آج جب وہ آپ کو اتنے مان سے بلا رہی ہیں وہ چاہتی ہیں کہ زندگی کے اتنے خاص دن میں آپ ان کے ساتھ ہوں تو کیا آپ ان کا ساتھ نہیں دی گئی؟؟"

وہ بہت غور سے ان کی باتیں سن رہی تھی اب یوں سمجھ لو جتنا انہوں نے آپ کے لئے کیا ہے اب اس کا قرض اتارنے کا وقت آگیا ہے اس نے محض سر ہلایا اور دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

شاہ ویز آفس کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ابھی ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے بال بنا ہی

رہا تھا۔۔۔۔کہ اچانک کمرے کا دروازہ زور سے کھلا۔۔۔۔اس نے دروازے کی طرف دیکھا وہاں سے شہریار اندر آ چکا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اس سے کچھ پوچھتا یا کہتا شہریار ڈریسنگ روم میں گم ہو گیا دو منٹ بعد واپس جب آیا تو اس نے شاہ ویز کی نیو شرٹ پہنی ہوئی تھی وہ اپنی نیو شرٹ کو کبھی دیکھتا اور کبھی شہریار کو

"بس بھی کریں بھائی آپ نے کیا نظر لگانی ہے مجھے؟"

"تم نے کس کی اجازت سے میری یہ شرٹ پہنی؟؟؟"

"اوہو بھائی آپ اجازت کی کیا بات کر رہے ہیں۔بھائیوں میں تو میرا تیرا ہوتا ہی نہیں ہے۔۔۔"

"جی جی سب تیرا ہی تیرا ہوتا ہے۔۔"شاہ ویز نے جل کر کہا ہاں بھائی آپ کا سب میرا ہی تو ہے۔

"ویسے جو پچھلے ہفتے تم میری دو شرٹ لے کر گئے تھے ابھی تک وہ واپس نہیں کی تم نے۔۔"

"بھائی وہ تو میرے دوست کو پسند آ گئی تھی اس کو دے دی"

شہریار تمام تر معصومیت چہرے پر لاتے ہوئے بولا اس کے جواب سنتے ساتھ ہی شاہ ویز اس کی طرف لپکا مگر وہ پہلے ہی بھاگ چکا تھا لگتا ہے الماری اور روم کو بڑے سائز والا تالا لگانا پڑے گا ورنہ عنقریب کپڑے مانگنے کی نوبت آجائے گی۔

ان پانچ سالوں میں فیصل نے ماہ رخ کا بہت خیال رکھا تھا یوں سمجھ لیجئے کے اس نے حیدر کی کہی ہوئی آخری بات کا بڑا اچھی طرح مان رکھا۔جب بہت بلانے پر بھی ماہ رخ واپس نہ آئی تو منان صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ میں خود جا کر گڑیا کو لے آتا ہوں مگر فیصل نے ان کو روکا تھا اس کا کہنا تھا کہ گڑیا پر زبردستی نہ کی جائے اس کو خوش رکھا جائے۔۔۔جیسے وہ چاہتی ہے وہی کیا جائے۔۔۔وہ حیدر سے کیا ہوا وعدہ خوب نبھا رہا تھا۔

"اسلام علیکم بھائی!"

"وعلیکم اسلام! کیسی ہے میری گڑیا؟"

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔بھائی آپ کیسے ہیں؟؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔۔مگر لگتا ہے میری بہن مجھے بھول گئی،اسی لئے تو اتنے دنوں بعد یاد کیا ہے بھائی کو۔۔۔"

"ارے بھائی نہیں بھولی۔۔بس ابھی دو دن ہی تو ہوئے ہیں فائنل کو ختم ہوئے۔۔اچھا ان باتوں کو چھوڑے یہ بتائیں کہ بھابھی کیسی ہیں؟؟اور میرے دونوں بھتیجے وہ کیسے ہیں؟؟"

"رامین بھی ٹھیک ہے اور وہ دونوں بھی اور اپنی آنی کو بہت مس کرتے ہیں۔۔۔۔۔"

"میرا پیار دیجئے گا اور میں بھی بہت مس کرتی ہوں دونوں کو۔۔۔۔۔۔بھائی میں نے آپ کو ایک بات بتانے کے لئے فون کیا تھا۔۔۔۔"

"جی بولو گڑیا۔۔۔۔۔بھائی میں حسیب بھائی کی شادی پر آنے کے لیے تیار ہوں ،آپ لوگ تاریخ رکھ لیں، جہاں تک مجھے پتہ ہے تیاری تو ہوئی ہے نہ سب ؟؟"

ماہ رخ کی بات سننے کے بعد فیصل کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔۔۔

"گڑیا سچ کہہ رہی ہوں نہ آرہی ہو نہ ؟؟؟"

"جی بھائی سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔"

ماہ رخ نے بغیر تاثر دیئے ہوئے بات کا جواب دیا۔۔

"میں بتا نہیں سکتا کہ میں کتنا خوش ہوں۔۔۔۔ابھی سب کو بتاتا ہوں وہ سب بھی خوش ہو جائیں گے۔۔۔"

"اچھا بھائی بعد میں بات ہوتی ہے۔۔۔"

اور اس نے فون بند کر دیا۔

ماہ رخ سے بات کرنے کے بعد جب فیصل نے فون رکھا تو رامین کمرے کے اندر آئی۔۔۔

"آج بہت خوش نظر آرہے ہیں آپ؟"

"ہاں رامین آج میں بہت خوش ہوں۔۔۔یوں لگ رہا ہے جیسے آسمان پر ہوں"

اس نے حیرانگی سے فیصل کو دیکھا پانچ سال میں پہلی دفعہ اس نے ایسی خوشی فیصل کے چہرے پر دیکھی تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وجہ بھی تو بتائیں نا۔۔تاکہ میں بھی خوش ہو سکوں آپ کے ساتھ۔۔۔"

"میری گڑیا ہم سب کی گڑیا واپس آرہی ہے۔۔میں پانچ سال بعد اپنی بہن کو دیکھوں گا میں بیان نہیں کر سکتا کہ میں کتنا خوش ہوں۔۔"

"یہ تو بہت بڑی خوشی کی بات ہے آپ نے سب کو بتایا۔۔۔"

رامین نے فیصل سے پوچھا

"نہیں بس ابھی بتانے جارہا ہوں۔"

شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی کہ کیا اس نے صحیح فیصلہ کیا ہے جانے کا؟؟ جب سے وہ ادھر آئی تھی اس کے بعد وہ روئی ہی نہیں تھی۔وہ سمجھتی تھی کہ اگر وہ روئے گی تو کمزور ہو جائے گی مگر وہ جانتی نہیں تھی کہ نہ رونے سے وہ اور کھوکھلی ہو چکی ہے کبھی کبھی رونا بہت ضروری ہوتا ہے کہ ایک دفعہ جب ہم اپنے دکھوں پر رو لیتے ہیں تو درد بھی کچھ حد تک کم ہو جاتا ہے اور ہم اتنے مضبوط ہو جاتے ہیں کہ ہر مشکل کا آسانی سے سامنا کر سکتے ہیں۔

ابھی وہ گاڑی سے نکلا ہی تھا کہ اس نے اپنا نام سنا پیچھے دیکھا تو حرا کھڑی تھی شاہ ویز نے

اس کو دیکھا اور آفس کی بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگا کیا حال ہے شاویز وہ بھی شاویز کی قدم سے قدم ملانے کی کوشش کرنے لگی مگر آگے سے کوئی جواب نہ ملا تم نے سنا نہیں میں کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔اس کے اگلے سوال پر شاہ ویز کے قدم تھم گے اور ساتھ ہی حرا بھی رک گئیں۔۔میں ٹھیک ہوں اور سن بھی سکتا ہوں۔۔۔اب جواب مل گیا ہو تو جاسکتی ہو اور آئندہ سے آواز دینے کی یا بات کرنے کی کوشش نہ کرنا۔۔یہ کہتے ساتھ ہی وہ آگے بڑھ گیا اور حرا وہیں کھڑے ہو کر شاویز کی بداخلاقی پر حیران ہو رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب سے فیصل نے بتایا تھا سب کو کہ ماہ رخ واپس آرہی ہے سب بہت خوش تھے اور آٹھ دن بعد ہی شادی کی تاریخ رکھ دی گئی تھی تیاریاں تو ویسے بھی مکمل تھی بس جس کا انتظار تھا وہ آرہی تھی۔

ماہ رخ نے ایک نظر اپنے سامان کو دیکھا کہ کچھ رہ تو نہیں گیا۔۔۔اس نے ان دو دنوں میں سب کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لیا تھا۔۔وہ کام تو سارے کر رہی تھی۔۔۔ مگر خوش نہ تھی۔۔۔ایک عجیب سی اداسی نے اس کے اندر بسیرہ کیا ہوا تھا۔۔۔سب گھر والے یہی جانتے تھے کے ماہ رخ چار دن بعد یعنی مہندی سے ایک دن پہلے آئے گی۔۔۔مگر ماہ رخ نے فلائٹ پیچھے کروالی تھی شاید اس بات پر یقین کرنا چاہتی تھی ۔۔کہ اس کے گھر والے آج بھی اس سے پیار کرتے ہیں۔۔۔وہ اچانک جا کر سب کے تاثرات دیکھنا چاہتی تھی۔۔

پیکنگ تو ہو گئی تھی بس شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر تیار ہو رہی تھی اس نے ریڈ کلر فراک جس پر بلیک ایمبرائیڈری ہوئی تھی اس کے نیچے کیپری اور پاؤں میں شوز پہنے ہوئے تھے سر پر اچھی طرح ڈوپٹہ لیا پھر کوٹ پہنا اور آخر میں بائیں کلائی پر گھڑی باندھی۔۔جب اپنے آپ کو شیشے میں دیکھا تو نظر لوکٹ پر گی جو پانچ سال بعد بھی اس کی خوبصورت گردن کی زینت بنا ہوا تھا۔۔اس لوکٹ سے تو اسے احساس ہوتا تھا۔۔۔

کہ حیدر ہر پل اس کے ساتھ ہے۔سامان ڈرائیور نے گاڑی میں رکھا اب وہ شاہدہ صاحبہ سے مل رہی تھی۔

"آپ نے اپنا بہت خیال رکھنا ہے۔۔میں دس دن بعد آجاؤں گی۔۔دوائی وقت پر لیجئے گا اور مٹھائی سے دور رہیے گا۔"

وہ ماہ رخ کی باتیں سن کر مسکرانے لگیں۔۔۔گلے لگا لیا

"اچھا بیٹا جی میں ویسے ہی کروں گی جیسے آپ نے کہا ہے۔۔مگر آپ نے بھی پریشان نہیں ہونا وہاں جا کر۔۔۔اور خوش رہنے کی کوشش کرنی ہے۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔"

اس نے ان سے الگ ہو کر کہا۔۔۔پھر دونوں ایر پورٹ کی طرف روانہ ہو گئی وہ نہ جانے کیا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔اس کو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی یا شاہد وہ کچھ محسوس ہی نہیں کر رہی تھی اب دیکھنا تھا کہ پاکستان جانا اس کی زندگی میں کیا تبدیلی لائے گا۔

ہفتہ کا دن تھا تو سب حیدر کے گھر میں ہی اکٹھے ہوئے تھے آج بھی سب اسی طرح ویکنڈ میں اکٹھے ہو کر ناشتہ اور پھر رات کا کھانا اسی گھر میں کھاتے تھے۔۔۔ حسیب ہوسپیٹل میں، حارب ایئر بیس میں اور ولی بلوچستان میں تھا۔ ابتسام اور سدرہ جیسے ہی گھر آئے تو سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سونیا صاحبہ نے ابتسام کے ہاتھوں سے ایک سالہ اسماعیل کو لیتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"کچھ نہیں کہا بس موسم کی تبدیلی کی وجہ سے بخار ہو گیا ہے، دوائی دی ہے ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

"بیٹا آپ جاؤ اور اسماعیل کو بھی دوائی دے کر سلا دو۔۔۔۔۔ بہت کام ہے کوئی بھی فرد بیمار ہو جائے تو بے سکونی سی رہتی ہے۔۔۔۔۔"

نیلم صاحبہ نے سدرہ سے کہا۔۔۔

"جی بڑی ماں جا رہی ہو"

اور وہ اسماعیل کو لے کر چلی گئی۔۔۔۔جبکہ ابتسام حنان صاحب سے تیاریوں کے متعلق پوچھ رہا تھا۔

اس وقت وہ اپنے سامان کے ساتھ ایئرپورٹ کے باہر کھڑی ارد گرد لوگوں کو دیکھ رہی تھی سب اپنے پیاروں کو خوشی خوشی مل رہے تھے۔۔۔۔۔۔ان سب کے چہرے پر سکون تھے۔۔۔۔اس نے اپنا موازنہ ان لوگوں کے ساتھ کیا۔۔۔۔۔مگر نہ تو وہ پر سکون تھی۔۔۔۔اور نہ ہی وہ خوشی محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔جب کہ اس نے پانچ سال بعد اپنی سرزمین پر قدم رکھا تھا اور اپنے پیاروں اور چاہنے والوں سے ملنے والی cream app تھی۔۔۔۔۔۔اپنے تمام تر خیالات کو جھٹکا اور فوراً سے (سے کار بک کروائی.... یہ وہ والی ماہ رخ نہیں تھی۔۔۔۔جو لوگوں کو دیکھ کر ڈر جاتی

تھی۔۔۔۔جو حیدر کے علاوہ ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتی تھی۔۔۔۔یہ تو بہت مختلف ماہ رخ تھی۔۔۔۔۔۔جو کہ دنیا کا سامنا بڑا آرام سے کر لیتی۔۔۔۔۔کار پانچ منٹ بعد آ گئی۔۔۔۔۔اس نے اپنا سامان رکھوایا اور اس میں بیٹھ گئی۔۔۔۔اب کار اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھابھی کیا کہتی ہیں شادی پر جانا ہے یا نہیں؟"منزہ صاحبہ نے اپنی جیٹھانی سے پوچھا۔۔۔۔۔

"جانا تو پڑے گا منزہ۔۔۔۔۔۔کیونکہ سلیم بھائی ساری فیملی کو لے کر ہمارے گھر آ جاتے ہیں۔۔۔جب جب ہم نے ان کو بلایا ہے۔"

"ہاں یہ تو صحیح کہہ رہی ہیں آپ بھابی۔"

(سلیم صاحب زہیم صاحب اور سکندر صاحب کے دوست تھے۔۔۔۔۔۔ان کے دو

بیٹے تھے جس میں سے بڑے بیٹے کی شادی تھی۔۔۔۔۔اب اس کی شادی پر جانے کی بات ہی ہو رہی تھی۔۔۔۔)

ماہ رخ نے کار حسیب کے ہسپتال کے باہر رکوائی۔۔۔۔اپنا سامان باہر نکالا۔۔۔کار واپس جا چکی تھی۔۔۔۔اب کبھی اپنے بیگ کو دیکھتی جو کہ دو بڑے والے تھے اور کبھی ہو سپیٹل کو۔۔۔وہ اپنی بیوقوفی پر جتنا خود کو کوستی وہ کم تھا۔۔۔۔کیونکہ وہ یوں ہی منہ اٹھا کر حسیب کو سپرائزد ینے سیدھا ہو سپیٹل پہنچ گئی اس نے یہ سوچا تھا ہی نہیں کہ اس کے ساتھ اتنا سامان بھی ہے۔اب سامان کے ساتھ ہا سپیٹل کے اندر جانے سے تو وہ رہی تھی۔۔۔وہ سوچ ہی رہی تھی۔۔۔۔۔کہ اس کو پارکنگ میں صادق چاچا جو ان کے ڈرائیور تھے وہ نظر آئے۔۔۔۔۔اس نے ان کو آواز دی وہ فورا پاس آگے۔۔۔۔ سلام کے بعد اس نے ان کا حال پوچھا۔۔۔

"میں ٹھیک گڑیا آپ کیسی ہیں؟؟ میں گھر سے آرہا ہوں۔۔۔ باقی ڈرائیور تو گھر ہی تھے آپ کس کے ساتھ ائیر پورٹ سے آئی ہے؟"

"چچا کریم کار سے آئی ہوں۔۔ اچھا سنے آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

اس نے ان سے پوچھا۔۔

"بیٹا حسیب بیٹے کی گاڑی میں کچھ مسئلہ تھا اس کو ہی لے کر جا رہا ہوں۔۔۔ اور دوسری گاڑی ادھر کھڑی کرنے آیا تھا۔۔ تاکہ وہ اس میں گھر جا سکے۔۔"

"اچھا ایسا کرے جو گاڑی ادھر کھڑی کرنی ہے۔۔ اس میں میرا سامان رکھ دے ۔۔۔" انہوں نے فورا اس کا سامان گاڑی میں رکھا

"چچا ایک اور بات۔۔"

"جی بولو گڑیا۔۔۔"

"کسی کو نہ بتائے گا کہ میں آئی ہوئی ہوں یا آپ مجھ سے ملے ہیں۔۔"

"ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔۔"

وہ دوسری گاڑی لے کر چلے گئے تھے اور ماہ رخ ہوسپٹل کی بلڈنگ کی طرف بڑھ گئی۔

شاہ ویز لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔۔۔ کہ اچانک سے اس کا آفس کا دروازہ کھلا۔۔۔اس نے حیرانگی سے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ کیونکہ اس کے آفس میں یوں اجازت کے بغیر کوئی نہیں آسکتا تھا۔۔۔ حرا اندر آئی اور اس کے سامنے رکھی ہوئی سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ کون سا طریقہ کسی کے آفس میں آنے کا؟؟"

"اوہو۔۔۔۔۔شاہ ویز دوستوں میں سب چلتا رہتا ہے۔۔۔"

"ایک منٹ پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم میری دوست کب بنی؟؟؟؟ہم صرف یونی فیلو تھے اس سے زیادہ ہمارے درمیان کچھ نہیں ہے۔۔۔"

"شاہ ویز ایسا تو نہ کہو میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔۔۔۔اب سے نہیں بلکہ یونی سے ۔۔۔"

وہ تو پہلے ہی اس کی حرکت پر غصے میں تھا۔۔۔۔۔۔۔اوپر سے اس کی یہ باتیں آگ میں تیل ڈالنے کا کام کر رہی تھیں۔۔۔۔

"بس ایک لفظ نہیں۔۔۔"

اب اس میں سننے کی طاقت نہیں تھی۔۔۔۔

"نکل جاؤ میرے آفس سے۔۔"

لہجہ حد درجے کا سخت تھا۔۔۔۔۔

"شاہ ویز۔۔۔"

"نکل جاؤ۔۔۔"

اس نے اس کی بات کاٹی اور وہ آفس سے باہر نکل گئی۔

اس نے ریسیپشن سے حسیب کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔وہاں سے معلوم ہوا کہ اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔۔۔۔پیشنٹ کو چیک کرنے کا دوبارہ 11 بجے وہ چیک کرے گا۔۔۔۔ماہ رخ نے ٹائم دیکھا تو ابھی 9:39 ہو رہے تھے۔۔۔۔یعنی اس کو ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کرنا پڑتا۔۔۔۔اس نے دوبارہ کہا۔۔۔۔

"کہ مجھے لازمی ملنا ہے میرا سر درد برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔"

چہرے پر بیماروں والے تاثرات لاتے ہوئے وہ بولی۔۔۔۔ریسیپشنلسٹ نے اس کو دیکھا اور بولی

"میں سر سے پوچھتی ہوں۔۔۔۔"

حسیب سے بات کرنے کے بعد اس نے ماہ رخ سے کہا

"آپ جا سکتی ہیں۔۔۔"

اور وہ شکریہ ادا کرتی آفس کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔پہلے نوک کیا۔۔۔۔پھر اندر داخل ہوئی۔۔۔۔وہ جو اس وقت کوئی کیس سٹڈی کر رہا تھا اس نے فائل سے نظر ہٹا کر اوپر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔۔پہلے تو یقین ہی نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"بھائی اب دیکھتے ہی رہیں گے یا ملیں گے بھی۔۔۔۔۔"

وہ اپنی سیٹ سے اٹھا اور ماہ رخ کے پاس پہنچا اب اس کے سامنے کھڑے ہو گیا۔۔۔۔۔۔اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس کے اندر سکون سا پھیل گیا۔۔۔۔۔

"گڑیا آپ نے تو چار دن بعد نہیں آنا تھا؟؟؟"

"آنا تو تھا مگر سوچا سپرائز دے دو۔۔۔"

"بہت اچھا کیا۔۔اس سپرائز نے دل خوش کر دیا۔۔۔"

"اچھا کھڑی کیوں ہو بیٹھو نہ یہ بتاؤ ناشتہ کیا؟؟؟"

"کدھر کیا ہے بھائی ایئرپورٹ سے سیدھا آپ کے پاس آئی ہوں۔۔۔۔۔"

"اچھا رکو ابھی منگواتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

دس منٹ کے بعد ناشتہ آ گیا تھا دونوں نے ناشتہ کیا۔۔۔۔۔

"بھائی آپ کب تک فری ہو جائیں گے؟؟"

"گڑیا ویسے تو بارہ بجے دو پیشنٹ کی اپائنمنٹ تھی مگر انہوں نے کینسل کر دی

ہے۔۔۔۔تو اب میں فری ہوں۔۔۔۔ویسے بھی میری کل نائٹ ڈیوٹی تھی۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے بھائی پھر حارب بھائی سے ملنے چلتے ہیں۔۔۔۔۔"

"گڑیا وہ تو ایئر بیس میں ہے۔۔۔۔۔"

"ہاں تو بھائی آج ان کی ڈیوٹی نہیں ہوتی وہ ہم سے مل سکتے ہیں کہیں باہر آ کر۔۔۔۔"

"اچھا میں فون کر کے پوچھتا ہوں۔۔۔۔۔"

"بھائی میرا ان کو نہ بتائے گا۔۔۔"

"اچھا جی نہیں بتاتا۔۔۔"

پھر حسیب نے حارب کو میکڈونلڈ میں ملنے کے لیے بلا لیا۔۔۔

وہ دونوں بہن بھائی ہوسپیٹل سے نکل کر بیس کی طرف روانہ ہو گئے تھے میکڈونلڈ بیس کے قریب ہی تھا۔۔۔۔نور خان ایئر بیس راولپنڈی میں ہے۔۔تو تقریبا دو گھنٹہ لگتا ہے اسلام آباد سے اس تک پہنچنے کے لیے۔۔وہ دونوں 12.45 تک وہاں پہنچ گئے تھے۔۔ تھوڑی دیر بات حارب آگیا اس نے دور سے حسیب کو ہاتھ ہلایا۔۔۔ مگر وہ حیران تھا کہ یہ لڑکی کون ہے۔۔۔کیونکہ ماہ رخ کی پیٹھ اس کی طرف تھی وہ سمجھا۔۔۔شاید انوشے بھابھی آئی ہو گی۔۔۔۔قریب آکر حسیب سے گلے ملا جیسے ہی پیچھے ہوا تو ماہ رخ کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔۔۔وہ اپنے بھائی کے گلے لگ گئی

"کیسی ہے میری بہنا؟"

"میں ٹھیک ہوں بھائی آپ بتائیں آپ کیسے ہیں؟؟؟؟"

"میں پہلے تو ٹھیک تھا مگر اپنی بہن کو دیکھ کر اور ٹھیک ہو گیا ہوں۔۔۔۔۔کب آئی واپس؟"

"بھائی آج آٹھ بجے ہی پہنچی ہوں۔۔۔"

"ابھی گھر سے تو نہیں آرہی ہو گی۔۔۔۔کیونکہ وہ آسانی سے نہیں چھوڑنے والے

تھے۔۔۔"

حارب کی بات سننے کے بعد مسکرانے لگی

"جی بھائی پہلے ہو سپیٹل گئی تھی۔۔۔وہاں سے بھائی کو ساتھ لے کر ادھر آئی آپ سے ملنے کے لیے۔۔"

پھر تینوں نے مل کر لنچ کیا اور تین بجے تک حسیب اور ماہ رخ گھر کی طرف نکل گئے اور حارب واپس ایئر بیس چلا گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ویز کا غصہ قابو سے باہر ہو رہا تھا۔۔۔اس نے غصے میں پاس پڑی ہوئی فائل دروازے کو دے ماری۔۔۔۔جہاں سے حرا گئی تھی۔۔۔۔وہ فائل البتہ دروازے کو تو نہ لگی ولی نے اس کو پکڑ لیا۔۔۔۔

"خیر تو ہے کس کا غصہ بچاری فائل پر نکالا جا رہا ہے۔۔۔"ولی کی بات سننے کے بعد اس

کے اعصاب کچھ ڈھیلے ہوئے اور وہ اٹھ کر ولی کے پاس پہنچا۔۔۔۔

"تم کب آئے؟؟ بتایا ہی نہیں۔۔۔"اس کو گلے لگاتے ہوئے پوچھا

"یار میں نے سوچا کہ تمہیں حیران کرتا ہوں جا کر۔۔۔ مگر میں تو خود پریشان ہو گیا ہوں۔۔"

"اچھا چھوڑو اسے ادھر آ کے بیٹھو۔۔آرام سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"وہ دونوں بیٹھ چکے تھے۔۔۔

"اچھا اب بتاؤ کہ کس بات پر اتنا غصہ آرہا ہے۔۔ہاں اور نیچے حرامی تھی مجھ سے۔۔"

"یار کیا بتاؤں اس لڑکی کو چین ہی نہیں ہے یونی میں سوچا تھا کہ پڑھائی کے بعد جان چھوٹ جائے گی مگر نہ جی وہ تو میری جان ہی نہیں چھوڑ رہی۔۔۔"

شاہ ویز کی بات سنتے ساتھ ہی ولی کا قہقہ گونجا۔۔۔اب ایسی بھی کوئی بات نہیں کی جو تم منہ کھول کے ہنس رہے ہو۔۔

"ہاں تو اب بندہ خوش بھی نہ رہے؟؟"اس نے شاہ ویز کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

"ہاں خوش رہو کس نے روکا ہے۔۔۔"منہ بناتے ہوئے جواب دیا گیا۔

"اچھا یار مجھے حرا کی محبت سچی لگتی ہے۔۔۔یہ محبت ہی تو ہے کہ وہ ابھی تک تیرے پیچھے پڑی ہے۔۔"اس کی آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔۔۔۔۔

"اب تم چاہتے ہو کہ اس کھڑکی سے تمہیں نیچے پھینکو؟؟"

"نہیں نہیں ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی کیوں اپنی بھابی کو بیوہ کروانا چاہتے ہو؟؟"

شاہ ویز جانتا تھا اب ولی نے چپ نہیں ہونا اس لیے اس نے موضوع بدل دیا۔۔۔"تم کیسے آگئے اتنی جلدی۔۔۔کال پر جب بات ہوئی تھی تب تک تو تمہارے آنے کا کوئی پلین نہیں تھا۔۔۔"

"ہاں آنا تو نہیں تھا حسیب بھائی کی شادی جو ہے تو سوچا پہلے جا گھر والوں کی کوئی مدد کر سکوں۔۔"

"صحیح کیا میں بھی تمہیں بہت مس کر رہا تھا۔۔۔۔"

"جی جی ہماری شخصیت ہی ایسی ہے جو سب کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔۔"

"اب میں اس خوش فہمی کہوں یا غلط فہمی؟؟؟"شاہ ویز نے ولی کو دیکھتے ہوئے کہا

"جو آپ سمجھ لیں۔۔۔"

وہ بھی ڈھٹائی سے بولا۔۔۔

"اچھا میں چلتا ہوں کل ملیں گے۔۔۔

"کل بتا دینا جگہ کا۔۔۔"

اس نے شاہ ویز سے کہاں۔اور پھر آفس سے باہر نکل گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس ٹائم حسیب اور ماہ رخ حویلی کے مین گیٹ سے داخل ہوئے تب مغرب کے کے بعد کا ٹائم ہو رہا تھا۔۔۔۔ٹریفک کی وجہ سے انہیں دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔گیٹ سے اندر ساری کوٹھیاں ایک لائن میں تھی اور سامنے ایک وسیع لان اور سائیڈ پر پارکنگ کی جگہ تھی۔۔۔۔ساری کوٹھیوں کی لائٹ آن تھی ہفتہ تھا تو سب حیدر کے گھر میں ہی اکٹھے تھے۔۔۔۔وہ گاڑی سے نکلی اور سب کچھ بہت غور سے دیکھ رہی تھی پانچ

سال گزر جانے کے بعد بھی سب ویسے کا ویسا ہی تھا۔۔۔۔جب لون کی طرف نظر گئی تو وہاں دو مالٹوں کے درخت دیکھ کر اس کو وہ دن یاد آ گیا۔۔۔۔جب حیدر اور اس نے مل کر ان کو لگایا تھا اب وہ دونوں درخت پھل بھی دے رہے تھے۔۔۔۔اس کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھی۔۔۔اپنی آنکھوں کو صاف کیا کیونکہ اسے کمزور نہیں ہونا تھا۔۔۔۔ابھی وہ دونوں حیدر کی کوٹھی کی جانب بڑھ رہے تھے کے پیچھے سے آواز آئی ان دونوں نے پیچھے دیکھا تو ساری ڈرائیور اور گاڈ گھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ سب ماہ رخ کو دیکھ کر اس سے ملنے آئے تھے۔۔۔۔ماہ رخ ان سب سے ملی۔۔۔۔ان سے ملنے کے بعد اب وہ دونوں آگے بڑھ گئے تھے۔۔۔۔

جب گھر کی دہلیز پر پہنچی تو اسے یوں محسوس ہوا کہ وقت پانچ سال پیچھے چلا گیا ہے۔ ابھی اس کو حیدر آواز دے گا اور وہ بھاگتی دوڑتی اپنے بابا کے پاس جائیں گی۔۔۔۔ان سے فرمائشیں کرے گی۔۔۔۔گلہ کرے گی کہ آپ اتنے دنوں بعد کیوں آئے ہیں۔۔۔۔آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے حسیب کی آواز اس کو خیالوں کی دنیا سے واپس لائی۔۔۔جی بھائی حسیب کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔اب وہ گھر کے اندر آگے تھے۔۔۔۔سامنے صوفے پر حنان صاحب اور ذہیم صاحب سعد کو مہمانوں

کے نام لکھوا رہے تھے۔۔۔۔ساتھ کے صوفے پر منان صاحب اور فیصل کھانے کا مینیو ڈیسائڈ کر رہے تھے۔۔۔ولی اور ابتسام ہوٹل کی بکنگ دیکھ رہے تھے۔۔۔۔جبکہ شافع یوسف اور یونس کو سنبھال رہا تھا۔۔۔۔جو بار بار سب کو تنگ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے تھے۔ان سے کچھ دور سب خواتین کپڑے اور جیولری کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔سدرہ پاس ہی اسماعیل کو سلا رہی تھی۔۔۔۔۔

"کیا ہو رہا ہے؟"

حسیب نے اونچا سا بولا تو سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔۔

"برخوردار آپ کی شادی کے کام ہو رہے ہیں۔۔۔۔"منان صاحب بولے اچھا

"تو آپ سب کے لئے ایک سپرائز ہے۔۔۔۔"سب حسیب کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

"بھائی جلدی بتائیں ویسے بھی عرصہ ہو گیا ہے۔۔کوئی سپرائز نہیں ملا"

سعد جلدی سے بولا تو سپرائز یہ ہے وہ آگے سے ہٹا تو سب کی ماہ رخ پر نظر پڑی۔۔۔وہ سب تو حیرانگی سے اس کو دیکھ رہے تھے۔۔۔خود کو یقین دلا رہے تھے۔۔۔وہ واپس آ گئی ہے سب سے پہلے ہوش میں ذہیم صاحب آئے اور اس کے پاس پہنچے اس کا چہرہ

اپنے دونوں ہاتھوں میں لیااور ماتھے پر بوسہ دیااور گلے لگالیاان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے بس کروذہیم ہمیں بھی ملنے دوحنان صاحب بے صبری سے بولے ماہ رخ ان سے الگ ہوئی اور اپنے ابا سے ملی۔۔۔

"کیسے ہیں آپ؟؟"

"تو آج جوان ہو گیا ہوں اپنی بیٹی کو جو دیکھ لیا ہے۔۔۔۔۔"

اس کے بعد وہ اپنے سب بھائیوں سے ملی۔۔۔سب سے ملنے کے بعد جب وہ رانیا صاحبہ سے ملی تو وہ اس کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پہلے بھی خوبصورت تھی۔۔۔۔مگر جوانی میں تو اس پر غضب کا روپ آیا تھا۔۔۔ انہوں نے کافی دیر تک اس کو ساتھ لگائے رکھا۔۔۔۔۔ہوش تب آیا جب یوسف پاس آیااور بولا

"دادو مجھے بھی انی سے ملنے دو۔"وہ رانیا صاحبہ سے الگ ہوئی اور یوسف کو اٹھالیا

"کیسا ہے آنی کا بچہ۔"

"میں ٹھیک آپ کیشی (کیسی) ہو۔"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"سب سے ملنے کے بعد زہیم صاحب کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔سب باتیں کرتے رہے اس کے بعد سب نے مل کر کھانا کھایا بہت عرصے بعد اس گھر میں یوں خوشیاں واپس آئی تھی۔

کھانے کے بات سب نے خوب باتیں کی پھر اس نے سب کو ان کے تحفے دیئے ۔۔۔۔حنان صاحب نے سب بچوں کو کہا کہ اب رات بہت ہو گئی ہے سب سو جاؤ کل صبح پھر شادی کے بہت کام ہیں.... سارے اپنے اپنے گھروں کی طرف چل دیے...اس نے ابھی دروازہ کھولا ہی تھا کے پیچھے سے فیصل نے آواز دی۔۔۔۔۔

"جی بھائی۔۔۔۔۔"

"گڑیا آپ کی امانت پانچ سال سے میں نے سنبھال کے رکھی ہے۔۔۔"

اس نے حیدر کی روم کی چابی ماہ رخ کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔۔اس نے چابی پکڑتے ہوئے فیصل کا شکریہ ادا کیا۔۔فیصل نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور واپس چلا

گیا۔۔۔ماہ رخ کمرے میں داخل ہوئی تو پھر سے یادوں کے جھونکے آنے لگے۔۔۔کہ وہ حیدر کے ساتھ کارٹون بیٹھ کر دیکھ رہی، حیدر اس کو دوائی کھلا رہا ہے۔۔۔اس کے بال بنا رہا ہے۔۔۔آنسو خود بخود بہنے لگ جاتے ہیں۔۔۔اس نے بے دردی سے آنسوں کو صاف کیا۔۔۔کوٹ اتار کر صوفے پر رکھا اور باتھ روم میں چلی گی۔۔۔۔۔۔تھوڑی دیر بعد وضو کر کے باہر نکلی اور جائے نماز بچھا کر نماز پڑھی۔نماز پڑھنے کے بعد بیڈ پر لیٹ گئی اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آج تو میری بیگم بہت خوش لگ رہی ہے۔۔۔"ذہیم صاحب اپنی بیگم کو بولا۔۔

"ہاں نہ بہت ہوں۔۔۔خوش کیسے نہ ہوں۔۔۔آخر میری بیٹی اتنے عرصے بعد واپس آئی ہے۔۔۔۔"

"ہاں بیگم خوشی کا تو میرا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔۔۔مگر اب وہ پہلی جیسی ماہ رخ نہیں

رہی بہت بدل گئی ہے۔۔"

" صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔۔وہ زبردستی کوشش کر رہی تھی مسکرانے کی۔۔۔۔۔اس کی ہنسی کھوکھلی تھی۔۔۔"

"وہ کیسے پہلے جیسی ہو سکتی ہے؟؟کیونکہ اس نے زندگی میں اس شخص کو کھویا ہے جو اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ چاہتا تھا۔۔۔جو مرنے سے پہلے بھی اپنا سب کچھ اسے دے گیا۔۔۔۔یہ دکھ تو اس کے ساتھ کیا ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی رہے گا تاحیات۔"

آج پانچ سال گزرنے کے بعد بھی حیدر سب کے دلوں میں زندہ تھا آج بھی جب اس کا ذکر ہوتا تو سب غمزدہ ہو جاتے۔۔۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی

ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا۔

اس نے بہت سونے کی کوشش کی مگر نیند آ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔رات کے دو بج چکے تھے۔۔آخر تنگ آ کر وہ اٹھ بیٹھی اور سائیڈ ٹیبل سے گلاس اٹھا کر پانی پینے لگی۔۔۔۔ جیسے ہی گلاس واپس رکھا تو چابی پر نظر گئی۔۔۔کچھ سوچتے ہوئے اٹھی جوتے پہنے اپنے ارد گرد شال لیپیٹی اور چابی اٹھا کر باہر کی طرف چل دی۔۔باہر ہر طرف خاموشی تھی ۔۔پہلے والی ماہ رخ ہوتی تو شاید کبھی کمرے سے بھی نہیں نکلتی۔۔مگر یہ تو وہ تھی ہی نہیں۔۔اب حیدر کے گھر میں حنان صاحب اور نیلم صاحبہ رہتی تھی ماہ رخ کے پاس مین گیٹ کی چابی بھی تھی اس نے اس سے مین گیٹ کھولا اور اندر آ گئی اور اب وہ حیدر کے کمرے کی طرف چل دی۔

چابی لگائی اس سب کے دوران اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور دروازہ کھل گیا وہ اندر داخل ہوئی اور کمرے کو دیکھنے لگی۔۔۔آج بھی ہر چیز ویسے ہی تھی جیسے پانچ سال پہلے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہوئی اور حیدر کے پرفیومز کو دیکھنے لگی۔۔۔ایک پرفیوم کی بوتل اٹھائی اور اسے سپرے کرنے لگی۔۔۔اب سارے کمرے میں اس کی خوشبو پھیل گئی تھی اور وہ اس مہک کو

اپنے اندر اتار رہی تھی اسے محسوس ہو رہا تھا کہ حیدر اس کے ارد گرد ہی ہے۔۔۔پھر الماری کھول کر اس کے کپڑوں کو چھونے لگی۔۔۔اس کی یونیفارم پر نظر گئی تو آنسوں کی رفتار تیز ہو گئی۔۔۔۔۔شاید یونیفارم کو دیکھ کر وہ حقیقت کی دنیا میں واپس آئی تھی۔۔

یونیفارم کی شرٹ باہر نکالی اور بیڈ کے ساتھ نیچے کارپٹ پر بیٹھ گئی۔۔۔اس شرٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے نہ جانے کیا کیا کچھ یاد آیا۔۔۔۔

"بابا آپ کدھر چلے گئے ہیں؟؟آپ کا بچہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہے۔آپ سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔"یونیفارم کو ساتھ لگائے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"آپ کو پتہ ہے میں نے آپ کے جانے کے بعد کارٹون بھی نہیں دیکھے وہ تو مجھے آپ کے ساتھ دیکھنے ہی اچھے لگتے تھے۔میں اب بغیر ضد کیے ہوئے دودھ پی لیتی ہوں کیوں کہ ضد اسی لیے کرتی تھی کہ آپ مجھے منائیں گے۔۔۔۔۔اب جب آپ ہی نہیں رہے تو ضد کس سے کرو۔۔۔۔۔۔آپ نے تو کہا تھا نا آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے۔۔۔۔۔تو پھر کیوں گئے چھوڑ کر؟؟ایک دفعہ بس ایک دفعہ آجائیں مجھے پیار کرے مجھے گڑیا،بچہ جو کہہ کر بلاتے تھے بلا یا میں ترس گئی ہوں آپ کی آواز سننے کے

لیے آپ کو دیکھنے کے لیے۔۔۔۔۔سب کہتے ہیں صبر آ ہی جاتا ہے وقت کے ساتھ مگر مجھے تو نہیں آ رہا۔۔۔۔اللہ جی میں کیا کروں میرے زخم آج بھی ہرے ہیں۔۔۔۔نا جانے کیوں میرا درد بڑھتا ہی جا رہا ہے۔۔۔۔"

آج وہ پانچ سال بعد ایسے روئی تھی کہ دور چاند اور ستارے بھی اس کے حال پر ماتم کر رہے تھے۔ہاں شاید اس کی برداشت کی حد ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔۔وہ بہت دیر تک روتی رہی پھر اذان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو وہ اٹھی شرٹ کو الماری میں رکھا اور ان کو دوبارہ سے لوگ کر کے باہر نکل گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لپٹ کر دیر تک در و دیوار سے لوگ روئیں گے

میں ایسی سوگ میں لپٹی جوانی چھوڑ جاؤں گا

اتوار کے دن ہونے کے باعث حیدر کے گھر میں خوب چہل پہل تھی سب وہیں موجود تھے۔۔

"کسی نے ماہ رخ کو اٹھایا؟؟"

سونیا صاحبہ نے پوچھا امی میں آگئی ہوں پیچھے سے ماہ رخ کی آواز آئی۔۔ تو سب نے اس کی طرف دیکھا۔۔ سبز گرم قمیض شلوار میں چادر لپیٹے ہوئے بہت حسین رہی تھی۔۔۔ مگر اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔ جو اپنے اوپر ہوئے ستم کی کہانی بخوبی بیان کر رہی تھی۔۔

"گڑیا آنکھیں کیوں لال ہو رہی ہیں؟؟" حسیب نے پوچھا۔۔

"کچھ نہیں بھائی جگہ تبدیل ہوئی ہے۔۔ اس لیے نیند نہیں آئی پوری رات تو اس وجہ سے یہ حلال ہو رہی ہیں۔۔"

اس کو جواب دیتے ہوئے وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔ رانیہ صاحبہ نے اس کے آگے دودھ کا گلاس رکھا یہ سوچتے ہوئے کہ وہ نخرے کرے گی۔۔۔ مگر اس نے بڑی آسانی سے سارا دودھ ختم کر دیا۔۔ وہاں رانیا صاحبہ تو کیا سب کے سب حیران تھے۔۔ کیونکہ

وہ توحیدر کے کہے بغیر دودھ نہیں پیتی تھی۔۔۔وہ ہر موقع پر سب کو یہ یقین کروا رہی تھی کہ وہ بدل گئی ہے۔۔

"گڑیا ناشتے کے بعد کیا کرنا ہے؟؟"رانیہ صاحبہ نے پوچھا۔

"کچھ نہیں ماما بس آپو کی طرف جاؤں گی۔۔۔"

"اچھا شام کو شادی پر جانا ہے آپ بھی چلو۔۔"انہوں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"میرا جانا ضروری ہے کیا؟؟ماما ویسے بھی عرصہ ہو گیا ہے۔۔کسی کی شادی پر نہیں گی۔۔اس لیے اب میرا دل نہیں کرتا۔"

"بیٹا چلی جائیں۔۔۔آپ کے لیے کچھ مختلف ہو جائے گا۔۔"ذہیم صاحب نے بیٹی کو قائل کرنے کی کوشش کی۔۔

"ٹھیک ہے میں چلی جاؤں گی۔۔۔ابھی میں آپو کی طرف جا رہی ہوں"اور یہ کہتے ہوئے وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔

صبح سب بیٹھے ہوئے تھے جب سکندر صاحب نے پوچھا۔۔۔۔۔

"کس کس نے جانا ہے شادی پر؟؟"

"میں ساتھ میں بڑی بھابھی جائیں گی۔۔۔۔"منزہ صاحبہ نے بتایا۔۔۔

"کیوں شاہ ویز نہیں جارہا؟؟؟"

"نہیں ابو میں نہیں جارہا۔۔۔میں نے کیا کرنا ہے جا کر؟؟"

"بیٹا شادی میں کیا کرتے ہیں؟؟؟آج آپ کسی کی خوشی میں شامل ہوں گے۔۔۔۔۔

تو کل آپ کی خوشی میں بھی لوگ شامل ہوں گے۔۔۔۔۔"

"اچھا کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔۔اگر ولی کے ساتھ کوئی پلین نہ بنا تو چلا جاؤں گا

۔۔۔۔۔۔"

"چھوٹا تایا سنے۔۔۔"

سب شہریار کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔۔

"آپ کو پتہ ہے بھائی کیوں نہیں شادی پر جاتے۔۔۔۔"

اس کی بات سن کر سب حیران ہو گئے سوائے شاہ ویز کے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب اس نے فضول ہی بولنا ہے۔۔۔۔۔۔

"جی کیوں نہیں جاتے؟؟" سکندر صاحب بولے

"دوسروں کی شادی پر جانے سے ان کے ارمان جاگ جاتے ہیں۔۔"

"کیا مطلب اس بات کا؟؟؟" وہ دوبارہ بولے۔۔۔۔۔

"چھوٹا تایا ایک تو آپ کو سب کچھ تفصیل سے بتانا پڑے گا۔۔چلے سنے۔۔۔بھائی جب دوسروں کی شادی پر جاتے ہیں ناتوان کی خود کے شادی کرنے کے سارے ارمان جاگ جاتے ہیں۔۔۔۔تایا ابو بھائی کی شادی کب کرنی ہے؟؟؟ بچارے بوڑھے ہو رہے ہیں۔۔۔۔ان کی کریں تاکہ مجھے بیچارے کا بھی نمبر آئے"

اور بات کرنے کے بعد اور ایسا غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔۔۔۔کیونکہ جانتا تھا شاہ ویز اب اس کو نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔اس کی باتیں سننے کے بعد سب مسکرانے لگے۔۔۔۔سکندر صاحب سے سب بچے ہر بات بہت آسانی سے کر لیتے

تھے۔۔۔۔۔وہ سب کے دوست تھے۔۔۔۔۔۔ہاں اگر یہاں پر زریاب صاحب ہوتے تو شہریار کی آواز تو کیا نظر بھی اوپر نہیں ہونی تھی۔۔۔۔

جب وہ گھر کے اندر داخل ہوئی تو ہر طرف خاموشی تھی اس نے کچن میں جھانکا تو انوشے کی امی کام کروا رہی تھی ملازمہ سے۔۔۔۔۔

"السلام علیکم"

اس نے اونچی آواز میں سلام کیا۔۔۔۔۔

"وعلیکم السلام"

انہوں نے جواب دیا اور اسے کو گلے لگا لیا۔۔۔۔

"کیسی ہو بیٹا کب آئی ہوں۔۔۔۔۔"

"میں ٹھیک ہوں آنٹی اور کل ہی آئی ہوں۔۔۔۔۔"

"بیٹا آپ تو کافی بڑی ہو گئی ہو۔۔۔"

وہ بات سن کر مسکرانے لگی۔۔۔۔۔

"اچھا بتائیں آپو کدھر ہے؟؟"

"وہ کمرے میں ابھی گئی ہے۔۔۔۔"انہوں نے جواب دیا۔۔۔

"اچھا میں مل لوں ان سے۔۔۔۔۔۔"

"ہاں ہاں مل لو۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Urdu

وہ انوشے کی کمرے کی طرف چل دی۔۔۔۔۔۔وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کر بال بنا رہی تھیں۔۔۔۔۔جب ماہ رخ کمرے کے اندر آئی

"کیسی ہیں؟؟"

آپ اس نے پیچھے دیکھا اور اس کے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔۔

"اللہ یہ تم ہو ماہ رخ؟؟۔۔۔۔ کتنی پیاری ہو گئی ہو۔۔۔۔مجھے اپنی آنکھوں پر یقین ہی

نہیں آرہا کہ تم میرے سامنے کھڑی ہو۔"

"کرلے یقین یہ میں ہی ہوں۔۔۔۔۔۔"

"تم کب آئی؟؟ جہاں تک میں جانتی ہوں تم نے تم مہندی سے ایک دن پہلے نہیں آنا تھا؟؟"

"جی جی آنا تو تھا مگر سوچا سرپرائز دے کر آپ لوگوں کے ایکسپریشن دیکھو۔۔۔۔۔"

"اچھا جی تو دیکھ لیے ہمارے ایکسپریشن۔۔۔۔۔۔"

"جی جی دیکھ لیے، آپ سب کے ایکسپریشن بڑے خوفناک تھے۔"

"ہیں واقعی ہی؟؟"

انوشے نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔۔

"اوہو مذاق کر رہی ہوں۔۔۔"

"آپو اچھا اب ساری باتیں یوں کھڑی ہو کر کریں گی یا مجھے بیٹھنے کا بھی کہے گئی؟؟۔۔۔"

"تم سے ملنے کی اتنی خوشی ہے کے کچھ یاد ہی نہیں رہا آؤ بیٹھو۔۔۔۔۔۔"

وہ دونوں بیڈ پر بیٹھ گئی اور باتوں میں مصروف ہو گی اس دوران انہوں نے دن کا کھانا کھایا نماز پڑھی۔۔۔۔۔۔ٹائم کا اندازہ ہی نہیں ہوا دونوں کو اور اب شام کے چار بج رہے تھے۔۔۔۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں۔۔۔"اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

"ابھی تو آئی ہو اتنی جلدی جا رہی ہو؟؟"

"اپو میں ابھی نہیں البتہ سات گھنٹے سے آئی ہوئی ہے اور مجھے شام کو شادی پر بھی جانا ہے تو کپڑے وغیرہ بھی دیکھنے ہیں۔۔"

"ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلا تمہارے ساتھ چلو ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔۔ مگر کل کا پورا دن ادھر ہی گزارنا۔۔۔"

اچھا جی ادھر ہی گزاروں گی۔۔"

یہ کہتے ساتھ وہ چلی گئی۔

وہ گھر آئی تو اس کے کپڑے پہلے سے ہی تیار تھے۔۔۔۔اس نے پھر نماز پڑھی اور تیار ہونے شروع ہو گی۔۔۔ان لوگوں کو جلدی جانا تھا کیونکہ ہوٹل دور تھا۔۔۔۔۔اس کو تیار ہونے میں رامین نے مدد کی تھی۔۔۔۔اس نے کلیوں والا سبز فراک جو کہ پاؤں تک آتا تھا وہ پہنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ نیچے چوڑیدار پجامہ تھا مگر وہ نظر ہی نہیں آرہا تھا کیونکہ فراک پاؤں تک تھا اور اس کے نیچے کھوسے پہنے تھے۔وہ زیادہ تر فلیٹ شوز پہنتی تھی۔ گولڈن بالوں کو جو کمر سے نیچے آتے تھے اس کی سمپل سی بریڈ بنالی۔۔۔۔ ہلکے رنگ کی لپ سٹک کے ساتھ خوبصورت آنکھوں میں کاجل ڈالا اور چھوٹے سی ٹوپس پہن لیے۔۔۔۔۔وہ اتنا تیار نہیں ہوئی تھی مگر پھر بھی موم کی گڑیا لگ رہی تھی۔ جب نیچے آئی تو نیلم صاحبہ نے اس کی نظر اتاری پھر وہ ذہیم صاحب، نیلم اور رانیہ صاحبہ کے ساتھ کار میں روانہ ہو گی۔

وہ نیلم اور رانیا صاحبہ کے ساتھ بیٹھ کر لوگوں کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ آخر وہ کیوں آگئی ہے شادی پر۔۔۔۔۔اتنے میں وہاں منزہ اور سندس صاحبہ ان کی ٹیبل پر آجاتی ہیں۔۔۔۔وہ ان کو کھڑے ہو کر ملتی ہے۔۔۔۔سب بیٹھ جاتے ہیں ادھر ہی ہ صوفوں پر۔۔

"بھابی یہ ماہ رخ ہے نا؟؟"منزہ صاحبہ پوچھتی ہیں۔۔

"جی جی وہی ہے۔۔"

"اور بیٹا آپ کب آئیں واپس وہ بڑے پیار سے اس سے پوچھتی ہیں۔۔"

"آنٹی میں کل واپس آئی ہوں۔۔۔"

"کتنے عرصے کے لئے بیٹا آئی ہے؟؟"

"آنٹی میں دس دن کے لیے آئی ہوں۔۔۔"

وہ پھر سے ان کو جواب دیتی ہے۔نیلم صاحبہ سندس صاحبہ سے پوچھتی ہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ کون کون آیا ہے

"بھابی ہم دونوں کے ساتھ سکندر بھائی آئے ہیں۔۔۔آنا تو شاہ ویز نے بھی تھا مگر پھر اس کو کوئی کام آگیا۔۔۔۔جس کی وجہ سے وہ نا اسکا۔۔"

پھر وہ آپس میں باتیں کرنا شروع کر دیتی ہیں۔۔کھانے کے بعد واپسی کے وقت وہ سکندر صاحب سے ملتی ہے وہ اس کو بہت اچھی طرح ملتے ہیں۔۔۔۔اب یہ سب لوگ باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ سلیم صاحب اور ان کی بیگم وہاں آجاتی ہیں۔۔

"رانیا یہ کون ہے؟؟"

اس وقت جلدی جلدی سے ملی ہوں مصروفیت کی وجہ سے پوچھ نہیں سکی ماہ رخ کو دیکھتے ہوئے بولیں۔۔۔۔۔

"بھابھی یہ میری بیٹی ہے۔۔"

رانیہ صاحبہ نے بتایا۔۔۔

"یہ تمہاری بیٹی ہے ماشااللہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔"

وہ اس کو دیکھتے ہوئے بولیں۔ماہ رخ کو ان کے دیکھنے کا انداز بہت عجیب سا لگا۔اور پھر کچھ دیر بعد سب وہاں سے واپسی کے لیے نکل گے تھے۔۔

اور اگلے دن منزہ صاحبہ کو سلیم صاحب کی بیگم کا فون آیا۔۔۔۔۔انہوں نے ماہ رخ کے بارے میں پوچھا کے کہیں اس کا رشتہ تو نہیں ہوا اور ساتھ ہی یہ بتایا کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے اس کا رشتہ لے کر جانا چاہتی ہیں۔۔۔۔ذریاب صاحب گاؤں سے آئے ہوئے تھے۔۔۔۔اب وہ تینوں بھائی بیٹھ کر گاؤں کے کسی مسئلے پر بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ساتھ ہی شاہ ویز اور شاہ زیب اپنے اپنے موبائل استعمال کر رہے تھے،سندس اور صائقہ صاحبہ سبزی کاٹ رہی تھیں۔۔۔بسمہ سب کو ساتھ ساتھ چائے دے رہی تھی۔۔منزہ صاحبہ وہاں آئی اور سب کو ساری بات بتائی۔۔اب سب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔سوائے شاہ ویز کے جو ابھی بھی موبائل استعمال کرنے میں مصروف تھا۔۔۔

"ان کو پتہ نہیں ہے کہ ماہ رخ شاہ ویز سے منسوب ہے۔۔۔۔"

زریاب صاحب غصے سے بولے۔

"بھائی صاحب ہم نے بھی تو کوئی باقاعدہ رسم نہیں کی ہوئی۔۔یہ بات تو سب بڑوں کے بیچ میں ہے۔۔۔۔میرے خیال سے اب باقاعدہ رسم کر لینی چاہیے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔۔"

دریاب صاحب بولے صحیح کہہ رہے ہو

"آج ہی حنان سے بات کرتا ہوں۔۔"

سب ان کی بات سے متفق تھے مگر جس کے بارے میں بات ہو رہی تھی وہ لاتعلق ہو کر بیٹھا ہوا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زریاب صاحب نے حنان صاحب سے بات کی اور کہا ابھی منگنی کی رسم کر لیتے ہیں تاکہ لوگ بھی جان لے گے کہ ماہ رخ شاہ ویز سے منسلک ہے انہوں نے کچھ وقت

سوچنے کے لیے مانگا۔۔۔حنان صاحب نے جب گھر والوں سے بات کی تو سب نے یہی کہا بہت مشکل ہے کہ ماہ رخ مانے۔۔وہ منع کر دے گی۔۔۔اس کو تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ بچپن سے ہی کسی کے نام کر دی گئی تھی۔

"فیصل تم بات کر کے دیکھو وہ تمہاری بات ضرور مانیں گی۔۔"حنان صاحب بولے

۔۔

"جی ابا میں کوشش کرتا ہوں۔۔"

پھر جب فیصل نے ماہ رخ سے بات کی تو اس نے پڑھائی کا کہا، تو فیصل نے یہ کہہ کر منا لیا کہ صرف منگنی ہی ہو رہی ہے، شادی تب کرے گے جب تمہاری پڑھائی مکمل ہو گی۔ وہ چپ کر گئی ویسے بھی اب وہ ضد نہیں کرتی تھی اور اس نے سوچا منگنی ہی تو ہے شادی تو بہت دور ہے تو خود ہی منع کر دوں گی ویسے بھی میں نے کونسا واپس آنا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی کے اوپر والے نے اس کے لیے اور ہی سوچ کے رکھا ہے۔

منگنی کی رسم مہندی سے ایک دن پہلے رکھی تھی صرف دونوں خاندان کے افراد نے ہی شامل ہونا تھا اور دو دن کیسے گزرے پتہ ہی نہیں چلا اس وقت ماہ رخ کو سدرہ اور ماہین تیار کر رہی تھی اس نے لائٹ پرپل کلر کا شارٹ فراک اور نیچے کیپری پہنی ہوئی تھی پاؤں میں خوبصورت سینڈل پہن رکھے تھے۔ بالوں کو اسٹریٹ کر کے کچھ آگے اور کچھ پیچھے ڈالے ہوئے تھے اور دوپٹہ اچھی طرح سر پر سیٹ ہوا تھا۔

"آج تو ہماری گڑیا بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔۔" سدرہ کی بات سنتے ہی وہ پھیکا سا مسکرائی

پھر ماہین نے اس کی تصویر بنائیں اور انوشے کو بھیج دیں کیونکہ وہ مایوں بیٹھی ہوئی تھی اس لیے نہیں آسکتی تھی۔

سارا انتظام لان میں کیا ہوا تھا۔ شاہ ویز کی فیملی پہنچ چکی تھی۔ اس نے براؤن کلر کی قمیض شلوار جس کے کالر پر کڑھائی ہوئی تھی پاؤں میں سینڈل پہنے ہوئے وہ بہت اچھا

لگ رہا تھا اب سب بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ منزہ صاحب بولی "رانیہ ماہ رخ کو بلا لو تاکہ رسم شروع کی جائے۔۔"

تھوڑی دیر میں ماہ رخ رامین اور سدرہ کے ساتھ وہاں پہنچی اس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھی شاہ ویز نے اس کو ایک نظر دیکھا اور نظروں کا زاویہ بدل لیا ماہ رخ کو شاویز سے کچھ فاصلہ پر بٹھایا گیا اس نے بھی بیٹھتے ہوئے ایک سرسری سی نگاہ شاویز پر ڈالی۔ شاویز کو حنان صاحب نے اور ماہ رخ کو دریاب صاحب نے انگوٹھی پہنائی۔ پھر سب نے ان کے ساتھ بیٹھ کر تصویریں بنوائیں اور یوں ماہ رخ کی زندگی کا ایک نیا باب کھل چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بیڈ پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ سے چوڑیاں اتار رہی تھی۔۔۔ کہ اچانک اس کی نظر انگوٹھی پہ پڑی تو وہ اس کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ ایک خیال اس کے دماغ میں آیا۔۔ جب سب کو یہ بات پتہ تھی کہ میں بچپن سے ہی کسی کے ساتھ منسلک ہوں تو پھر مجھے

کیوں نہیں بتایا گیا۔۔کیا اُن کو بھی یہ بات معلوم تھی پہلے سے، یا پھر ان کو بھی میری طرح ابھی بتایا گیا ہے۔۔۔۔مجھے کیا ہے میں کیوں سوچ رہی ہوں یہ سب۔۔۔۔ ویسے بھی میں نے کون سی شادی کرنی ہے۔۔۔خود کو دلاسہ دینے کے بعد کپڑے بدلنے ڈریسنگ روم کی طرف چل دی۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ویز نے جب سے ماہ رخ کو دیکھا تھا تب سے وہ اس کے سحر میں گرفتار تھا اس نے ماہ رخ پر دوبارہ نگاہ اس لیے نہیں ڈالی اگر دوبارہ دیکھ لیتا تو اس کے لئے ناممکن ہوتا اس سے نظریں ہٹانا۔کافی دیر سوچنے کے بعد وہ اٹھا اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگا نماز سے فارغ ہو کر وہ سونے کے لئے لیٹا تو جیسے ہی آنکھیں بند کیں ایک دلکش چہرہ اس کے سامنے آئے اس نے فوراً سے آنکھیں کھولیں اور اپنے آپ کو دلاسہ دیا کہ آج دیکھا ہے تو اس لیے بھول نہیں رہی جیسے جیسے وقت گزرے گا اور روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہوں گا تو اس کو بھول جاؤں گا یہ تو محض اس کی خام خیالی تھی کہ وہ اس کو

بھول جائے گا۔

مہندی رات کو تھی لیکن صبح سے ہی گھر میں چہل پہل شروع ہو گی سب ناشتے کی ٹیبل پر ہی موجود تھے ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے ماہ رخ بھی ادھر ہی آ گئی وہ بھی سب سے باتیں کرنے لگی اور ساتھ ساتھ چائے پی رہی کہ اچانک رانیہ صاحبہ کی نظر اس کے ہاتھوں پر گی

"ماہ رخ آپ کی رنگ کدھر ہے؟؟"اب سب کی نگاہوں کو وہ اپنے اوپر محسوس کر رہی تھی۔

"ماما رات کو اتار کے رکھی تھی تو دوبارہ پہننا یاد نہیں رہی۔۔۔"جو پہلا بہانہ دماغ میں آیا وہ بنا دیا۔

"بیٹا وہ کوئی بھولنے والی چیز نہیں ہے اور خیال رکھیے گا کہ شادی کے فنکشن میں اس کو

پہن کر رکھیں کیوں کہ آپ کے سسرال والے بھی شامل ہوں گے۔۔۔تو ان کو یہ سب اچھا نہیں لگے گا"

"جی ماں میں خیال رکھوں گی۔۔۔"

اس نے ان کو مطمئن کرنا چاہا جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہو گئی۔اب وہ دوبارہ ناشتے کرنے میں مصروف ہو گی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹا آج چلو گے نہ حسیب کی شادی پر؟"

منزہ صاحبہ نے شاویز سے پوچھا جو ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔

"امی جانے کا تو بہت دل تھا مگر میری لاہور میں میٹنگ ہے تو جانا مشکل ہے۔ولیمے پر کیا پتا آ جاؤ"

"بیٹا پہلے تو تمہاری میٹنگ نہیں تھی یہ اچانک کیسے آ گی ہیں۔۔۔"

"جی بابا مجھے بھی آج صبح ہی میسج آیا ہے ضروری میٹنگ ہے اسی وجہ سے جانا ضروری

ہے۔۔"

"چلو خیر سے جاؤ اور خیر سے آؤ۔۔" منزہ صاحبہ نے دعا دی۔

مہندی ہال میں اکٹھی تھی سب لڑکوں نے آسمانی رنگ کے کُرتے اور اس کے ساتھ وائٹ شلوار پہنی تھی جبکہ حسیب نے سبز رنگ کا کرتا جس کے اوپر بہت خوبصورت کڑھائی ہوئی تھی اور اسی رنگ کا پجامہ بھی پہنا ہوا تھا ماہ رخ سدرہ اور رامین نے پنجابی گیٹ اپ کیا تھا چونٹ والی شلوار اس کے اوپر گول گھیرے دار قمیض بالوں میں پراندہ اور پاؤں میں کونسے پہن رکھے تھے تینوں کے کپڑوں کا رنگ ایک جیسا تھا صرف دوپٹے کا رنگ مختلف تھا۔ ظفر صاحب کی بھی ساری فیملی آئی ہوئی تھی۔ عائشہ بھی اپنی بیٹی فجر کے ساتھ شامل ہوئی جس کی ماہ رخ سے بہت اچھی دوستی ہو گئی۔ حسیب کو جب سٹیج پر لایا گیا تو سب لڑکوں نے ڈوپٹہ پکڑا ہوا تھا جو اس کے سر کے اوپر تھا دوپٹے

کے نیچے حسیب کے ساتھ ماہ رخ کھڑی تھی۔ حسیب کے سٹیج پر بیٹھنے کے کچھ لمحوں بعد انوشے ماہ رخ کے ساتھ آئی اس نے اورینج کلر کا لہنگا شرٹ اور سر پر گرین کلر کا دوپٹہ کیا ہوا تھا۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی اس کو حسیب کے ساتھ بٹھایا گیا۔ پھر سب نے ان کو باری باری مہندی لگائی۔ نوجوان نسل نے خوب ہلا گلا کیا اور یوں مہندی کی رات اختتام کو پہنچی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلا دن بھی بھاگ دوڑ سے ہی شروع ہوا آج سارے لڑکوں نے سفید قمیض شلوار کے ساتھ کالے رنگ کا کوٹ پہنا تھا جبکہ حسیب نے خوبصورت سکن کلر کی شیروانی پہنی تھی۔ ماہ رخ انوشے کے ساتھ پالر گئی ہوئی تھی سدرہ اور رامین نے آج اپنی اپنی شادی کے لہنگے پہنے جس میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی سب اب تیار ہو کر ماہ رخ کا انتظار کر رہے تھے وہ آئے اور سہرے کی رسم کرے دس منٹ بعد وہ آئی اس نے فراک جو کہ ڈاک بلیو کلر کا تھا اس کے نیچے گولڈن رنگ کا شرارہ اور ہم رنگ دوپٹہ لیا

ہوا بالوں کو اسٹریٹ کر کے کھولا گیا اور ماتھے پر لگی بندیا اس کی خوبصورتی کو مزید بڑھا رہی تھی

"گڑیا کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔" سعد بولا

"بھائی بس ٹریفک کی وجہ سے دیر ہو گئی۔"

"اچھا اب باتیں بعد میں کرنا پہلے رسم کر لو۔۔۔" نیلم صاحبہ نے ان سے کہا

پھر اس نے حسیب کو سہرا پہنایا۔ منان صاحب نے اس کو پیسے دیے۔ اور سب گاڑیوں میں بیٹھ کر بارات لے کر ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ جس گاڑی میں تھی وہ باقی گاڑیوں سے آگے تھی کیوں کہ اس کو پہلے پہنچنا تھا تاکہ انوشے کی بہن بن کر بارات کا استقبال کر سکے پھر اس نے برات کا استقبال کیا اور رستہ رکوائی کے پیسے بھی لیے

"ویسے بھائی ماہ رخ کے تو مزے ہیں۔۔۔ خوب لوٹ رہی ہے" سعد نے ولی سے کہا

"ہاں تو سب کے اپنے اپنے نصیب ہیں۔۔۔" وہ ادا سے بولی

"اچھا اب باتیں کم کریں اب صحیح طرح تصویریں بنائیں۔۔۔ یہ مت سمجھے کہ آپ گھر

کے ہیں تو کوئی کچھ بولے گا نہیں۔۔"اس نے سعد کو کہا۔۔۔۔

"واہ واہ تم پر تو وہی محاورہ آتا ہے۔۔۔مال مفت دل بے رحم۔۔۔"سعد کی بات سننے کے بعد سب مسکرانے لگے۔۔

کچھ دیر بعد انوشے ماہ رخ کے ساتھ آتی ہے اس نے ریڈ لہنگے کے اوپر سکن کلر کا دوپٹہ لیا تھا آج تو وہ کل سے بھی زیادہ حسین لگ رہی ہوتی ہے اسٹیج کے پاس پہنچتی ہے تو حسیب اس کا ہاتھ تھام کر اسٹیج پر لاتا ہے۔پھر دونوں کا فوٹو شوٹ کیا جاتا ہے کھانے کے بعد رخصتی کا شور اٹھتا ہے تو ہر آنکھ نم ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ماں باپ کہ آنگن کو اداس چھوڑ کر حسیب کے سانگ اس کے گھر روانہ ہو جاتی ہے۔

انوشے کا بہت اچھی طرح استقبال کیا گیا اس کے بعد رامین اس کو حسیب کے کمرے میں چھوڑ آتی ہے حسیب جیسے ہی کمرے کی طرف آیا تو سب کو دیکھ کر حیران ہو گیا کیا ہوا یہاں کیوں کھڑے ہو

"تم سب نے سونا نہیں ہے؟؟"

"سونا تو ہے مگر نیند تب ہی اچھی آئے گی جب آپ پیسے دیں گے۔۔"شافع نے جواب دیا۔

"یار تم سب تو مجھے بھکاری بنانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہو۔"

بس کریں بھائی اب آپ اتنے بھی غریب نہیں ہیں۔۔۔"سعد نے فوراً جواب دیا

اور آخر حسیب نے اپنا کارڈ اس کے حوالے کیا کیوں کہ وہ جانتا تھا ان لوگوں نے اس کی جان نہیں بخشنی جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو انوشے اس کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی وہ آہستہ آہستہ بیڈ کی طرف بڑھا اور جا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا انوشے کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھی حسیب نے اس کا ہاتھ تھام لیا

"کیسی ہیں؟"سوال کیا گیا

"ٹھیک ہوں۔۔۔"دھیمی آواز میں جواب دیا۔

"سب سے پہلے معذرت کے میں نے آپ کو اتنے سال انتظار کروایا۔۔۔اس نے حسیب کی طرف ناسمجھی سے دیکھا میرے لئے میری کوئی خوشی بھی میری بہن کے بغیر ادھوری ہے۔بے شک وہ سگی بہن نہیں ہے لیکن یقین جانو وہ ہم سب کو۔۔۔

سب لوگوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ہم پہلے بھی اس سے پیار کرتے تھے مگر اتنی فکر نہ تھی کیونکہ حیدر چاچو تھے تو ہم سب بے فکر ہی رہتے۔۔۔لیکن ان کے جانے کے بعد اب ہمیں اس کی بہت فکر ہوتی ہے۔۔۔انوشے تمہارا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اس کا پچھلے پانچ سالوں سے بہت خیال رکھا ہے۔"

"وہ میری بھی بہن ہے میں اس کا خیال نہ رکھتی تو کون رکھتا۔۔"

اس کی بات سننے کے بعد وہ مسکرایا اور پر سکون سا ہو گیا۔

"آج میری بیگم بہت حسین لگ رہی ہے۔۔۔"انوشے کی نظر بے ساختہ جھک گی

"اوہو۔۔۔ان سب باتوں میں میں آپ کو منہ دکھائی دینا تو بھول گیا"

پھر حسیب سائیڈ ٹیبل سے ایک خوبصورت سی ڈبی اٹھاتا ہے اور اس کو کھول کر انگوٹھی باہر نکال کر انوشے کے ہاتھ کی زینت بنا دیتا ہے۔

"اچھا ایسے کریں کہ اب چینج کر لے ویسے بھی اتنے بھاری کپڑے پہنے ہوئے تھک گئی ہو گی۔"

وہ سر ہلاتے ہوئے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ جاتی ہے۔

سب ولیمے کے وینیو پر پہنچ چکے تھے سوائے ماہ رخ، حسیب اور انوشے کے۔ان دونوں کو حسیب نے پالر سے لینے جانا تھا تو وہ ان کو لینے گیا ہوا تھا حسیب نے آج بلیک پینٹ کوٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ اور گرے کلر کی ٹائی پہنی جو کہ انوشے کی میکسی کے ہم رنگ تھی۔انوشے نے آج گرے کلر کی میکسی پہنی اور بالوں کو اچھی طرح سٹیٹ کر کے دونوں طرف ڈالا ہوا اور دوپٹہ سر پر اچھی طرح سیٹ کیے ہوئے تھا۔ماہ رخ نے آج شارٹ فراک کے ساتھ کیپری پہنی ہوئی تھی دوپٹا ایک طرف کیے ہوئے جبکہ بالوں کا سائیڈ جوڑا بنایا ہوا تھا وہ بالکل گڑیا لگ رہی تھی۔

حسیب اور انوشے جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے تو تمام لائٹیں بند کر دی گئی اور اب وہ دونوں سب کی نگاہوں کا مرکز تھے۔دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے سٹیج تک پہنچے فوٹو گرافرز ہر پل کی تصویریں لے رہے تھے۔جب وہ دونوں اسٹیج پر پہنچے تو سب نے باری باری ان کو مبارکباد دی۔

شاہ ویز ولی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا وہ آج ہی واپس آیا تھا لاہور سے۔اس کی

نگاہیں کب سے ارد گرد کسی کی تلاش میں تھی۔ مگر وہ دشمنِ جاں نظر ہی نہیں آ رہی تھی اچانک اس کی نظر ماہ رخ پر پڑی تو نظروں نے پلٹنے سے انکار کر دیا۔ ولی کی آواز نے اس کو ماہ رخ کے سحر سے باہر نکالا۔ اس نے اپنے آپ کو جھٹکا اور خود کو ملامت کی کہ کیسے وہ بے خود ہو جاتا ہے اس کو دیکھنے کے بعد۔ پھر سارے فنکشن میں شاہ ویز نے خود کو بہت مشکل سے روکی رکھا جبکہ دل بار بار بغاوت پر اکسا رہا تھا۔ جبکہ دوسری طرف ماہ رخ نے غور ہی نہیں کیا کہ وہ آیا بھی ہے یا نہیں وہ اپنی بھابی اور بھتیجوں میں اتنی مصروف رہی کہ جان ہی نہیں سکی کہ اس کے روپ نے آج کسی کی دنیا میں زلزلہ برپا کر دیے ہیں۔ اور یوں حسیب کی شادی اختتام کو پہنچی اور ماہ رخ کی واپسی کا وقت بھی قریب آ گیا۔

سب آج لان میں ناشتہ کر رہے تھے۔ رامین اپنے بچوں کو کھانا کھلانے کی کوششوں میں تھی، مگر وہ دونوں کھیلنے میں مصروف تھے۔ ماہ رخ نے وہاں آ کر سب کو سلام کیا اور ناشتہ کرنے بیٹھ گئی۔ ناشتہ کرتے ہوئے اس نے فیصل کو مخاطب کیا،

"بھائی میری سیٹ کنفرم کروا دیں۔" سب ناشتے کو چھوڑتے ہوئے اس کی جانب

متوجہ ہو گئے۔

"کیا مطلب سیٹ کا گڑ یا؟" زہیم صاحب نے بیٹی سے پوچھا۔

"بابا میں شادی کے لیے آئی تھی۔۔اب جب کہ وہ ہو گئی ہے، تو میں واپس جانا چاہتی ہوں۔"

سب اس کی باتیں سننے کے بعد پریشان ہو گے۔

"بیٹا ویسے بھی آپ کا سمسٹر دو مہینے بعد شروع ہونا ہے تو آپ تب چلی جایئے گا ۔۔"حنان صاحب نے اس کو منانے کی کوشش کی۔

"ابا میرے لئے مشکل ہیں۔۔اتنے دن پاکستان میں رہنا۔۔۔"اس نے روٹی کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ایسے کرو۔۔۔دو ہفتے بعد چلی جانا۔۔۔"ابتسام نے اپنی رائے سے آگاہ کیا۔

سب کے اتنے اصرار کرنے پر وہ مان گئی۔سب دوبارہ ناشتہ کرنے لگے۔۔۔اور وہ اپنے آپ کو دلاسہ دینے لگی، دل ہی دل میں کہ دو ہی تو ہفتے ہیں۔اب یہ تو آنے والا وقت بتائے گا کہ کتنا وقت رہنا ہے اس کو پاکستان میں۔اس کے چہرے کے تاثرات جو کے

پل پل بدل رہے تھے،انوشے کی آنکھوں سے پوشیدہ نہ رہ سکے۔بعد میں ماہ رخ سے پوچھنے کا فیصلہ کرنے کے بعد وہ بھی ناشتہ کرنے لگی۔

اس گزرتے ایک ہفتے میں وہ ماہ رخ کے خیالات سے باہر ہی نہ آسکا۔وہ جو سوچتا تھا کہ آفس کے کاموں میں مصروف ہو کر اس کو بھول جائے گا تو یہ صرف اس کی خام خیالی ثابت ہوئی۔آفس میں بھی وہ اس کے خیالات میں ڈوبا رہتا اور رات جب آنکھیں بند کرتا تو ولیمے والا اس کا روپ سامنے آجاتا۔بہت کوشش کے بعد بھی جب وہ اس کے خیالات سے باہر نہ آسکا تو وہ فیصلہ کرتے ہوئے اٹھا اور زریاب صاحب کے پاس پہنچا جو کہ کتاب پڑھنے میں مصروف تھے۔سلام تایا سر کار انہوں نے کتاب سے نظریں ہٹا کر شاہ ویز کو دیکھا اور سلام کا جواب دیتے ہوئے کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھی۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔"اس نے نظریں زمین پر رکھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو۔۔۔"زریاب صاحب نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تایا سرکار میں چاہتا ہوں کے آپ میری شادی کی بات کریں۔"جتنے آرام سے اس نے یہ بولا تھا،وہ تو اس کی بات سن کر دنگ رہ گئے۔

جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو شاہ ویز نے نگاہیں اوپر کر کے دیکھا وہ بھی اسی کو دیکھ رہے تھے۔

"وجہ جان سکتا ہوں میں؟؟"سوال پوچھا گیا۔

"تایا سرکار منگنی کی شرعی کوئی حیثیت نہیں ہے۔میں ماہ رخ کے ساتھ شرعی رشتہ قائم کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں تو نکاح کر دیتے ہیں۔"

وہ بھی اس کے ہی تایا تھے،خوب جانتے تھے بھتیجے کو۔

"نہیں نہ تایا سرکار آپ نہیں سمجھ رہے۔"اس نے بے صبری سے کہا۔

"آپ صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ آپ نے عشق کی سرزمین پر قدم رکھ دیا ہے یا یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ شاہ ویز سکندر مریضِ عشق ہے۔"

اس نے حیرانگی سے انہیں دیکھا جو کہ مسکرا رہے تھے۔اب وہ ان کے پاس آیا اور ان کے ہاتھ تھام لیے،

"آپ جان گئے ہیں تو بات کریں نا۔"

"شاہ ویز وہ پڑھ رہی ہیں اور میں نے صرف منگنی کی بات کی تھی تب اور کہا تھا کہ شادی پڑھائی کے بعد ہو گی۔اب اچانک میں کیسے شادی کی بات کر لوں؟؟"

"تایا سر کار اگر پڑھائی کی بات ہے تو یہاں بھی بہت سی یونیورسٹیز ہیں، وہ شادی کے بعد پڑھائی کر سکتی ہیں۔آپ بات کر کے تو دیکھیں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جانتے تھے کہ شاہ ویز نے جو سوچ لیا ہے، جب تک وہ کام نہیں ہو گا تو اسے سکون نہیں ملے گا، اسی لیے انھوں نے ہار مانتے ہوئے کہا،

"میں صرف بات کروں گا، باقی جو ان کا فیصلہ ہو گا ہمیں ماننا ہو گا۔۔"

"شکریہ تایا سر کار۔۔۔"ان کو گلے لگاتے ہوئے وہ بولا۔

ماہ رخ انوشے کی گود میں سر رکھ کر اس سے باتیں کر رہی تھی۔انوشے کو جو بات پریشان کر رہی تھی،آخر اس نے پوچھ ہی لی۔

"گڑیا ایک بات بتاو۔"

"جی آپو پوچھیں۔آپ منگنی کے لیے اتنی جلدی کیسے راضی ہو گئیں۔اور شاویز کیسے لگے آپ کو؟؟؟"

وہ اٹھ کر بیٹھی اور بولی

"آپو میرا کوئی ارادہ نہیں تھا منگنی کرنے کا،مگر فیصل بھائی نے اتنا اصرار کیا تو میں ان کو منع نہیں کر سکی۔ویسے بھی مجھے کون سی شادی کرنی ہے۔اس دفعہ گی،تو واپس نہیں آؤں گی۔"

انوشے تو اس کی باتیں سن کر حیرانگی کے سمندر میں غوطے کھا رہی تھی۔

"اور آپ نے شاہ ویز کی بات کی تو میں نے ان کو صحیح طرح دیکھا تک نہیں،جس کے ساتھ میں نے رہنا ہی نہیں،وہ جیسا بھی ہوں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔"

وہ آج اپنے دل کی تمام باتیں انوشے کو بتا رہی تھی، یہ جانے بغیر کی کمرے کے باہر حنان صاحب اس کی باتیں سن چکے ہیں، جو دریاب صاحب کا فون سننے کے بعد اس دفعہ سب سے پہلے ماہ رخ کے پاس آئے تھے۔ تاکہ اس سے اس کی رائے جان سکے۔ اور تب ہی کوئی فیصلہ کر کے، دریاب صاحب کو جواب دیں۔ مگر اس کی باتیں سننے کے بعد وہ خود ہی فیصلے کر چکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب کو حنان صاحب نے اپنے کمرے میں اکٹھا کیا اور اپنا فیصلہ سنایا سب ایک دوسرے کو حیرانگی سے دیکھنے لگے۔

"بھائی وہ ابھی پڑھ رہی ہے۔ اس فیصلے کی وجہ جان سکتا ہوں؟" منان صاحب بولے۔

"اُن کو یہاں روکنے کا یہی واحد ذریعہ یا یوں کہہ لیں کہ یہی ایک وجہ ہے۔ اگر اس دفعہ وہ واپس گیں تو پھر نہیں آئیں گی۔ اگر آپ سب ان کو کھونا نہیں چاہتے تو یہ فیصلہ

بہترین رہے گا۔"

"مگر بابا آپ ماہ رخ کے بارے میں سوچیں،اس کو منگنی کے لیے بہت مشکل سے راضی کیا تھا اور اس شرط پر کہ شادی پڑھائی ختم ہونے کے بعد کریں گے۔"

فیصل نے اپنے باپ کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"میرا فیصلہ اٹل ہے تین ہفتے بعد شادی کی تاریخ رکھ دی ہے میں نے۔اب سب جا سکتے ہیں۔"

اس کا مطلب تھا کہ وہ اب کسی کی بات نہیں سنیں گے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ویز آفس میں تھا جب اس کو خبر ملی کہ وہ لوگ راضی ہیں تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔اتنے میں حرا آفس میں داخل ہوئی۔

"کتنی مرتبہ سمجھا چکا ہوں کہ تم ایسے داخل نہیں ہو سکتی میرے آفس میں۔"

"شاہ ویز تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ تم جانتے ہو میں تم سے پیار کرتی ہوں۔ پھر تم نے کیوں منگنی کر لی۔ تم اس منگنی کو توڑ دو۔"

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا؟ میں اس سے کبھی بھی منگنی نہیں دوں گا۔"

"شاہ ویز تم اس لڑکی کے لئے مجھے ٹھکرا رہے ہو جو اتنے سال اکیلی باہر رہی کیا معلوم اس کا کردار کیسا ہے؟ اور کتنے ریلیشن ہو اس کے وہاں پر؟"

غصے کی وجہ سے شاویز کا چہرا سرخ ہو چکا تھا اور ماتھے پر لاتعداد بل پڑ چکے۔ اب اس کی ہمّت جواب دے چکی تھی جب بولا تو اس قدر طیش میں کہ حرا خود بخود شاہ ویز سے دو قدم دور کھڑی ہو گی۔

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو اور اچھی طرح سمجھ لو۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ با کردار ہے اس کو میرے رب نے میرے لئے بنایا ہے۔ مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ وہ کبھی اپنے کردار کی خود بھی گواہی دے۔"

حرا نے ہمت کر کے بولا "تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ با کردار ہے؟"

شاہ ویز بات سننے کے بعد مسکرانے لگا اور کہا

"کہ تم یقین کی بات کرتی ہو؟ مجھے تو اس بات پر ایمان ہے کہ اس کا کردار پاک ہے۔ تم وجہ جاننا چاہتی ہو تو سنو، میں نے خود کبھی کسی لڑکی کو اس نگاہ سے نہیں دیکھا، اپنی کردار کی پاکیزگی کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور میرے رب نے مجھے کامیاب بھی کی۔ جب میں ایسا ہوں تو میری زندگی میں جو محرم بن کر آئے گی وہ بھی ایسی ہی ہو گی۔۔۔ قرآن میں ہے جیسے آپ خود ہوتے ہیں آپ کو ہمسفر بھی ویسا ہی ملتا ہے۔"

حرا تو شاہ ویز کے یقین پر جتنی حیران ہوتی وہ کم تھا۔ امید ہے تمہیں تمام سوالوں کے جواب مل گئے ہوں گے۔

"اس لیے اب تم جا سکتی ہو اور ہاں ایک اور بات شادی کا کارڈ تمہارے گھر بھیج دوں گا۔" حرا جس طرح آئی تھی اسی طرح چلی گئی۔ اور شاہ ویز دوبارہ ماہ رخ کے خیالات میں کھو گیا۔

تین ہفتے بعد شادی کی تاریخ رکھی گئی۔دونوں گھروں میں تیاری شروع کر دی گئی۔ لیکن جس کی شادی تھی،وہ اب تک بے خبر تھی۔

"مبارک ہو باجی۔۔۔"

ان کے گھر کام کرنے والی نے ماہ رخ کو مبارکباد دی۔ماہ رخ نے نا سمجھی سے دیکھا اسے۔

"کس بات کی مبارکباد؟؟"ماہ رخ نے پوچھا

"باجی آپ کی تاریخ طے ہو گئی ہے۔۔۔اس کی مبارک باد۔"

"کس چیز کی تاریخ؟؟"اس نے پھر سے پوچھا

"باجی آپ کی شادی کی تاریخ۔"اس کی بات سننے کے بعد ماہ رخ کا دماغ گھوم گیا۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا؟؟تم کیا کہہ رہی ہو؟؟"

"باجی میں نے تو کچھ غلط نہیں کہا۔۔"رانی بیچارگی سے بولی۔

"تمہیں کس نے بتایا؟"ماہ رخ نے ایک اور سوال پوچھا

"باجی سب کو پتہ ہے اب تو تیاریاں بھی شروع ہو گئی ہیں۔سب حیدر صاحب کے گھر میں جمع ہیں۔"

رانی کو وہی چھوڑتی وہ حیدر کے گھر کی طرف بڑھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"السلام علیکم! ہونے والے بہنوئی صاحب کیسے ہیں؟"ولی کی بات سننے کے بعد وہ مسکرا اٹھا۔

"وعلیکم السلام! ہونے والے سالے صاحب۔"شاہ ویز نے بھی ولی کی طرح ہی جواب دیا۔

"میں تو ٹھیک ہوں تم سناؤ۔۔"ولی نے پوچھا

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ویسے تمہارے آنے کا کیا فائدہ ہے؟؟تم ملنے تو آتے ہی نہیں ہو۔"جواب کے ساتھ شکوہ کیا گیا۔"آنا تو تھا مگر ٹائم اب بہت کم ہے اور کام بہت

زیادہ۔تم تو دولہے میاں ہو،آرام سے مزے کر رہے ہو۔میں تو لڑکی کا بھائی ہوں بہت سے کام ہیں سر پر۔"ولی نے پوری تفصیل سے آگاہ کیا۔

"بس بس تم میرے دوست بھی ہو اور میری طرف سے شامل ہو گے۔۔۔"

شاویز نے حکم دیا۔

"جو حکم جہاں پناہ مگر میری اکلوتی بہن ہے۔تو اس کی طرف سے بھی شامل ہونا ضروری ہے۔"

"اچھا تم ایسا کرنا کہ دونوں کی طرف سے شامل ہو جانا۔۔"شاہ ویز نے ولی کو مشورہ دیا۔

"ہاں یہ صحیح ہے۔اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ کب آرہے ہو ملنے؟؟"

"یار شام کو ملتے ہیں۔میں تمہیں کیفے کا نام سینڈ کر دوں گا۔۔"ولی نے شاہ ویز کو کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔پھر ملتے ہیں شام کو"شاہ ویز نے خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا۔

سب لانچ میں بیٹھ کر کام کر رہے تھے۔جب ماہ رخ وہاں پہنچی۔

"ابّا یہ سچ ہے کہ آپ نے میری شادی کی تاریخ رکھ دی ہے؟؟"

اس نے حنان صاحب سے پوچھا۔

"یہ سچ ہے۔۔۔"

انہوں نے اطمینان سے جواب دیا۔ماہ رخ تو ان کی تصدیق کے بعد حیرت کے سمندر میں پوری طرح ڈوب ہی گئی۔باقی سب اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگے،جو پل پل بدل رہے تھے۔مجھے یہ شادی نہیں کرنی اس نے صاف الفاظوں میں انکار کیا ۔سب پہلے سے ہی واقف تھے اس کے جواب سے۔3 ہفتے بعد آپ کی شادی ہے۔ آپ تب تک خود کو تیار کر لیں۔حنان صاحب نے ماہ رخ کو کہا۔وہ ان کی بات سن کر دنگ رہے گی۔اسے لگا کہ وہ پانچ سال پیچھے چلی گئی جب ظفر صاحب نے اس کو باہر جانے کا فیصلہ،نہیں نہیں بلکہ حکم دیا تھا۔

"آپ سب نے مجھے کیا سمجھا ہوا ہے؟؟"

اس کے اس سوال کے پیچھے نہ جانے کیا کچھ تھا درد، غصہ بے چینی، بے بسی۔ جب دل کیا باہر بھیج دیا، جب دل کیا منگنی کروادی اور اب شادی۔ میری زندگی میں میرے فیصلے کی کوئی اہمیت ہے بھی یا نہیں؟؟ مجھے تو آپ لوگوں نے یہ بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ میں کسی کے ساتھ منسلک ہوں بچپن سے۔ آپ سب نے مجھے کٹ پتلی سمجھ لیا ہے۔" سب حیرانگی سے اس کو دیکھ رہے تھے کیونکہ وہ کبھی یوں نہیں بولی۔

"آپ سب پر اتنی بھاری پڑ گئی ہوں کہ دو ہفتے بھی مجھے گھر میں نہیں رکھ سکتے، جو دوسروں کے گھر بھیجنا چاہا رہے ہیں۔ میں خود تو نہیں ٹھہری تھی۔ آپ لوگوں نے روکا تھا مجھے۔ نہ ہی میں باہر سے آنا چاہتی تھی، آپ لوگوں نے ہی اصرار کیا تھا۔"

اس نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے۔ سب اس کو دیکھ کر افسردہ تھے، مگر حنان صاحب کے فیصلے کے آگے کوئی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

"گڑیا ایسی بات نہیں ہے، سنو تو سہی۔۔۔" فیصل نے اس کے پاس آنا چاہا۔

"بس بھائی۔۔۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو روکا۔

"جو سمجھنا تھا سمجھ چکی ہوں اور آپ نے ہی تو مجھے راضی کیا تھا نا منگنی کے لیے؟ آپ

نے کہا تھا ابھی شادی نہیں کریں گے تو پھر کیوں ہونے دیا آپ نے یہ سب؟اب مجھے احساس ہو رہا ہے، کہ میں نے آپ پر بھروسا کر کے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔"اس کے الفاظ فیصل کو چھلنی کر رہے تھے۔ مگر وہ پھر بھی بولا۔۔۔

"نہیں گڑیا ایسی کوئی بات نہیں ہے سب آپ سے بہت پیار کرتے ہیں آپ بات تو سنو ہماری۔۔"

"نہیں سنی کوئی بات آپ لوگوں کی۔ کوئی پیار نہیں کرتے آپ لوگ۔ جو ہستی پیار کرتی تھی اس کو پانچ سال پہلے دفنا چکی ہوں۔ آپ سب نے میرے مان کو جو آپ سب پر تھا آج اس کا بے دردی سے قتل کر ڈالا۔ اور بھائی آپ۔۔"

اس نے فیصل کو دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"آپ تو بابا کی آخری بات کا پاس بھی نہ رکھ سکے۔" بات مکمل کرنے کے بعد وہ گھر سے نکل گئی، لیکن اس کی آخری بات نے فیصل کے دل کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔

وہاں سے آنے کے بعد وہ کمرے میں بند ہو گی۔ سب کے کہنے کے باوجود اس نے دروازہ نہیں کھولا۔ مسلسل رونے اور کچھ نہ کھانے کی وجہ سے اس کو بخار ہو گیا، مگر اس کے دل کو سکون نہیں مل رہا تھا۔ ہمت کر کے اٹھی شال لی اور باہر کی جانب چل دی۔ سب حیدر کے گھر میں تھے تو اسے کوئی دیکھ نہ سکا۔ وہ گھر سے باہر نکلی اور قبرستان کی طرف چل دی۔ گھر سے پانچ منٹ کے فاصلے پر قبرستان تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے حیدر کی قبر تلاش کی۔ اور قریب ہی جا کر بیٹھ گئی مٹی پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھرنے لگی یوں جیسے حیدر کو محسوس کر رہی ہو۔

آنکھوں سے آنسو روانگی سے بہہ رہے تھے۔ بابا آپ کے بچے کو کوئی پیار نہیں کرتا۔ آج میں بھری دنیا میں اکیلی ہوں۔ کوئی نہیں ہے میرے ساتھ۔ اللہ جی جو مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتا تھا اس کو ہی مجھ سے کیوں لے لیا؟؟ بابا اٹھے نا آپ سب سے بات کریں سب کو منائے نہ کہ آپ کا بچہ نہیں شادی کرنا چاہتا۔ وہ ایسے بول رہی تھی جیسے وہ مرا نہیں بلکہ سویا ہوں اور ابھی اپنی گڑیا کی آواز سن کر اٹھ جائے گا۔ کافی دیر بیٹھنے کے بعد وہ اٹھی ایک نظر قبر کو دیکھا اور گھر کی طرف چل دی۔

اس نے بہت مشکل یہ سفر طے کیا تھا کیونکہ بخار کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔جب گھر پہنچی تو سب پریشان کھڑے تھے۔سعد کی جیسے ہی نظر پڑی تو اس کے پاس پہنچا گڑیا کدھر تھی؟ہم سب کب سے پریشان ہو رہے تھے۔اس نے ایک نظر سعد کو دیکھا اور آگے بڑھ گئی ابھی دو قدم ہی چلی تھی کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا آیا اور ادھر ہی گر گئی۔سب بھاگتے ہوئے ماہ رخ کے پاس آئے،احتشام گاڑی نکالو،ذہیم صاحب چیخے۔انہوں نے بیٹی کو اٹھایا گاڑی میں ڈالا اور ہاسپٹل لے گئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاویز اور ولی باتوں میں مصروف تھے کہ ولی کا فون بجا۔ولی نے کپ ٹیبل پر رکھا اور فون اٹھایا جیسے جیسے وہ فون سن رہا تھا اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے رہے تھے۔فون بند کیا اور فورا اٹھا کیا ہوا ولی اتنی گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟شاہ ویز نے پوچھا یار ماہ رخ بے ہوش ہو گئی ہے ابھی آئی سی یو میں ہے۔اس نے جلدی جلدی بتایا بات سننے کے بعد شاویز پریشان ہو گیا۔اچھا رکو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور وہ دونوں

ہوسپیٹل کی طرف نکل پڑے۔

سب ایمرجنسی کے باہر پریشان کھڑے تھے جیسے ہی ڈاکٹر باہر آیے تو سب ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ڈاکٹر اب میری بیٹی کیسی ہے؟ذہیم صاحب نے بے تابی سے پوچھا ہمت رکھے وہ اب خطرے سے باہر ہیں۔انہیں کسی چیز کی بہت ٹینشن ہے، جس کی وجہ سے ان کو مائنر نروس بریک ڈاؤن کا اٹیک ہوا ہے۔کوشش کریں کہ ان کو ٹینشن سے دور رکھا جائے۔ابھی ان کو نیند کا انجکشن دیا ہوا ہے۔دو گھنٹے میں ہوش آجائے گا۔ڈاکٹر بتانے کے بعد چلا گیا۔جب کہ سب پریشان ہو گے انہیں امید نہ تھی کہ وہ شادی کی بات پر اتنا سخت رد عمل دکھائے گی۔

سب کو ولی نے واپس بھیج دیا تھا۔ ویسے بھی ہوسپٹل میں زیادہ بندوں کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں تھی۔ انوشے بھی ادھر ہی تھی۔ وہ حسیب کے آفس میں نماز پڑھنے گئی تھی۔

"ولی آخر ماہ رخ کو کیا ہوا؟ ایسی کونسی ٹینشن ہے جس کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہو گئی ہے؟" شاہ ویز نے ولی سے پوچھا۔ وہ خاموش رہا۔

"بولو ولی مجھے وجہ جاننی ہے اور وہ بھی سچ۔"

"یار وہ شادی نہیں کرنا چاہتی" آئی سی یو کے دروازے کو دیکھتے ہوئے جواب دیا گیا۔

شاہ ویز نے ایک لمبا سانس لیا اور بولا۔۔ "وجہ؟"

"فیصل بھائی نے اس کو اس شرط پر منایا تھا کہ شادی پڑھائی کے بعد ہو گی۔" اور پھر ولی نے اس کو ایک ایک بات بتائی۔ ایک طویل خاموشی کے بعد شاویز بولا میں ماہ رخ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ولی نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان سے کچھ بات کر لوں۔"

شاویز نے اجازت مانگی۔ ولی نے حامی بھری اور شاہ ویز اجازت ملنے کے بعد کمرے کی طرف چل دیا۔

وہ جیسے ہی اندر آیا تو نظر سیدھی بیڈ پر لیٹی ماہ رخ پر پڑی، جو شاید ابھی ہی ہوش میں آئی تھی۔ اس کو دیکھ کر شاہ ویز کے دل میں درد اٹھا, وہ اس کی حالت کا خود کو ذمہ دار ٹھہرا رہا تھا۔ وہ واضح فرق محسوس کر سکتا تھا اس ماہ رخ میں جس کو آخری دفعہ ولیمے پر دیکھا تھا۔ وہ خوش تھی، اس کے چہرے پر رونق تھی تب، جبکہ اب والی ماہ رخ کے چہرے پہ رونق نا تھی، بلکہ ایک ویرانی سی تھی۔ ماہ رخ نے جب اپنے اوپر نظروں کی تپش محسوس کی تو دروازے کی طرف دیکھا، وہاں شاہ ویز کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے تو حیران ہو گئی، اگلے لمحے اس نے نظروں کا زاویہ بدل دیا۔ وہ آگے آیا اور ماہ رخ کے بیڈ کے پیچھے کچھ فاصلے پر جو کھڑکی تھی، اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ کمرے میں اب مکمل خاموشی تھی اور اس خاموشی کو شاہ ویز کی آواز نے توڑا۔

"میں یہ بالکل بھی نہیں پوچھوں گا کہ آپ کا کیا حال ہے، کیوں کہ آپ کی حالت اس

بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ آپ کیسی ہیں۔۔"

ماہ رخ تک صرف شاہ ویز کی آواز جا رہی تھی۔ وہ باہر سڑکوں پر گزرتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھتے ہوئے دوبارہ بولا

"آپ کی اس حالت کا میں ذمہ دار ہوں اور تہہ دل سے معافی چاہتا ہوں اس بات کے لئے۔ مگر میری شادی کرنے کی ضد کے پیچھے کچھ وجوہات ہیں۔ جن میں سے اول یہ کہ، میں نے جب سے آپ کو دیکھا ہے، آپ کے دیدار کی بار بار طلب ہوتی ہے مجھے۔ میں ایک سیدھا سادہ سا بشر ہوں، سب جاننے کے باوجود بھی کہ آپ میرے لیے نا محرم ہے، دیکھنا جائز نہیں ہے۔ مگر دل جب بار بار بغاوت کرتا ہے، تو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں اس گناہ سے بچنے کے لیے آپ سے شرعی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں۔۔"

آج اس نے ڈھکے چھپے الفاظوں میں اپنی محبت کا اقرار کر لیا تھا۔ وہ تھوڑی دیر سانس لینے کے لئے رکا اور دوبارہ بولا

"میں شریعت کے اصولوں پر چل کر آپ کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ میری غلطی ہے کہ ان سب چیزوں میں, میں نے اپنے بارے میں سوچا، آپ کا خیال نہیں کیا، کہ آپ کیا چاہتی ہیں۔ مگر میں ان تین گھنٹوں میں جب سے آپ بیہوش ہوئی ہے۔ میں ایک فیصلہ پر پہنچا ہوں۔ اب جیسا آپ چاہیں گی ویسا ہی ہو گا۔ آپ کی مرضی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں ہو گا۔ آپ کے فیصلے کا انتظار رہے گا۔ اپنا خیال رکھیے گا۔۔ اللہ حافظ"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ دروازے کے بند ہونے کی آواز سے ماہ رخ شاہ ویز کے سحر سے نکلی جو کہ اس کے الفاظوں نے قائم کیا تھا۔

وہاں سے نکلنے کے بعد وہ سڑکوں پر بے سبب ہی گاڑی چلاتا رہا۔دل میں کئ حد تک سکون بھی تھا اور بے چینی بھی سکون اس لیے، کیوں کہ وہ ماہ رخ کی اذیت کم کرنا چاہتا تھا اور اسے یہ لگتا تھا کہ وہ اس کی اذیت کئ حد تک کم کر کے آیا ہے۔اور بے چینی اس لئے کہ نہ جانے اب ماہ رخ کیا فیصلہ کرے گی۔اس نے گاڑی ایک مسجد کے سامنے روکی اور اندر داخل ہو گیا۔وضو کرنے کے بعد نماز پڑھی اور اللہ سے اپنے حق میں بہترین فیصلے کی دعا مانگی۔اب وہ کافی حد تک پر سکون ہو گیا تھا اور گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے دن ماہ رخ گھر آ گئ تھی۔سب اس کے پاس آئے، مگر اس نے کسی سے بھی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ہاں انوشے سے تھوڑی بہت بات کر لیتی۔سب گھر والے پریشان تھے اس کے لیے۔دونوں گھروں میں یہ بات سب کو معلوم ہو گئ تھی، کہ اب سب کچھ ماہ رخ کے فیصلے پر منحصر ہے۔کسی نے بھی اس کو سمجھانا ضروری نہیں

سمجھا۔ویسے سمجھانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہونا تھا، کیونکہ وہ اس وقت اپنے کان اور آنکھیں بند کئے ہوئے بیٹھی تھی۔اس کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کرے۔بہت سوچنے کے بعد اس فیصلے پر پہنچی کہ کل انکار کر دے گی اور یہاں سے واپس چلی جائیں گی۔فیصلہ کرنے کے بعد وہ پر سکون ہو کر لیٹ گی سونے کیلئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رامین کمرے میں آتی ہے اور فیصل کے پاس جا کر بیڈ پر بیٹھ جاتی ہے، جو کہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوتا ہے۔جب کافی دیر نہیں بولتا تو وہ خود سے ہی اس کو مخاطب کرتی ہے۔

"کیا ہوا ہے فیصل کیا سوچ رہے ہیں؟اور آپ ماہ رخ سے ملنے بھی نہیں گئے"

وہ جو کہ کسی گہری سوچ میں تھا رامین کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں۔۔۔میں کیسے جاؤں اس کے پاس رامین۔۔"رامین کا ہاتھ تھامتے ہوئے کرب سے جواب دیا۔

"کیا مطلب کیسے جاؤں؟" حیرانگی سے پوچھا گیا۔

"وہ میری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔ وہ مجھ سے بہت ناراض ہے۔ اس کا ناراض ہونا جائز بھی ہے۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ جو کہ میں پورا نہیں کر سکا۔۔۔۔ رامین یقین جانو میں نے ابا کو منانے کی بہت کوشش کی مگر انہوں نے میری ایک بات نہ مانی۔۔۔۔ میں ناکام ہو گیا۔ میں وعدہ وفا نہ کر سکا حیدر چاچو کا۔ میں ہار گیا۔ گڑیا اور چاچو دونوں میرے سے ناراض ہو گئے۔ میں ہار گیا۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رامین نے فیصل کو آج حیدر کی بعد پہلی دفعہ روتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر رو رہا تھا۔ کون کہتا ہے کہ مرد روتے نہیں ہیں۔ وہ روتے ہیں، تب تب روتے ہیں جب جب ان کے قریبی رشتے تکلیف، درد، اذیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آج رامین نے فیصل کو چپ نہیں کروایا۔ وہ چاہتی تھی وہ رو لے آج، تاکہ اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔

انوشے نماز پڑھ کر فارغ ہوئی، تو حسیب ہو سپٹل سے آچکا تھا۔اس نے حسیب کو پانی دیااور اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"کیسا رہا آپ کا دن؟"

"بہت بیزی تھا آج کا دن۔ تین آپریشن کیے ہیں تو بہت تھک گیا ہوں۔۔"

"اچھا ایسا کریں آپ فریش ہو جائیں، میں کھانا لاتی ہوں۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن پہلے بتائے گڑیا ٹھیک ہے؟"

"ہاں پہلے سے بہتر ہے مگر نہ بولتی ہے اور جو بھی سوال کروں تو مختصر سا جواب دیتی ہے۔وہ حیدر چاچو کے بعد ویسے ہی کم بولتی تھی۔اب تو بالکل ہی بولنا چھوڑ دیا ہے۔وہ ابھی تک شادی والی بات کو تسلیم ہی نہیں کر سکیں۔۔"

"ہاں آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، مگر تایا ابو اپنی جگہ بالکل ٹھیک ہے۔اگر وہ چلی گئی تو

دوبارہ نہیں آئے گی،ابھی بہت مشکل سے آئی ہے۔"

"کوئی اور حل بھی تو نکل سکتا ہے نااس کا حسیب؟"

"میرے خیال میں تو شادی سے بہتر اور کوئی جواز نہیں ہے،اس کو یہاں روکنے کا۔۔"

"آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔مگر سب اتنا جلدی ہوا کہ گڑیا کو سوچنے کا وقت ہی نہیں ملا۔اس نے ان سب کی بہت ٹینشن لی ہے۔۔"

"یہ بات تو ہے۔خیر اب دیکھنا ہے کہ وہ کیا فیصلہ کرتی ہیں۔۔"

"حسیب مجھے لگتا ہے،وہ چلی جائینگی۔وہ نہیں مانیں گی شادی کے لیے۔۔"

"انوشے ہم دعا ہی کر سکتے ہیں،کہ سب ٹھیک ہو۔۔"

"امین۔۔۔اچھا اب آپ جائیں فریش ہوں،میں کھانا لاتی ہوں۔"

رات کے دو بج چکے تھے، مگر نیند کسی کی آنکھوں سے بہت دور تھی۔ شاویز کروٹیں بدل بدل کر تھک چکا تھا، مگر نیند، جو کے آنے کو تیار نہ تھی۔ اس کے دل میں خوف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا، کہ نا جانے ماہ رخ کا کیا فیصلہ ہو گا۔ دل تھا جو کہتا تھا مان جائے گی ،بیک وقت ،دماغ دل کی بات کی نفی کر دیتا۔ دل و دماغ کی جنگ نے ایک محشر برپا کیا ہوا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہی تھی آخر کیا ہو گا۔ تنگ آ کر شاہ ویز تہجد پڑھنے کی غرض سے اٹھا اور وضو کر کے تہجد پڑھنے لگا۔ جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو بے ساختہ زبان سے یہی الفاظ ادا ہوئے کہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اللہ اس کو میرے نصیب میں لکھ دے۔ میری کوئی تو ایسی نیکی، ایسا عمل ہو گا جو تیرے نزدیک قبول ہوا ہو گا، تجھے پسند آیا ہو گا۔ تو اس کے صدقے میرا کر دے اس کو۔۔۔"

آج ایک مرد نے تہجد کی نماز میں اپنے محبوب کو مانگا تھا۔ اس وقت مانگا تھا، جس وقت صرف اللہ کے خاص بندے اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، جھکتے ہیں۔ سب سے

لاڈلی نماز میں اس کو مانگا تھا۔ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ اللہ اپنے بندے کو خالی ہاتھ واپس بھیجتا۔دعا مانگنے کے بعد وہ اٹھا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔اب دیکھنا تھا کہ، کل کا سورج امیدوں کی روشنی کے ساتھ طلوع ہو گا یا پھر نہ امیدی کے بادل برسے گے۔

اچانک اس کی آنکھ کسی احساس کے تحت کھلی، گھڑی کی طرف دیکھا جو رات تین کا ٹائم بتا رہی تھی۔وہ اٹھی اور واش روم کی طرف چل دی وہاں سے وضو کر کے واپس لوٹی اور نماز بچھا کر تہجد پڑھنے لگی۔جب دعا مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھائے، تو خواب آنکھوں کے پردوں پر نمودار ہوا۔دعا کیے بغیر ہی اٹھ گئی۔بیڈ پر لیٹ کر سوچنے لگی کہ بابا آخر اس سے کیوں ناراض تھے خواب میں۔جیسے ہی وہ خواب کے بارے میں سوچتی ساتھ ہی اس کی بے چینی بڑھتی جاتی۔بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی اس کا ذہن نہ بھٹکا ۔اس کا دھیان بار بار حیدر کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔جب بے چینی حد سے زیادہ بڑھ گئی تو وہ تنگ آ کر اٹھی، الماری سے چابیاں نکال کر حیدر کے گھر کی طرف چل

دی۔

کمرے کے اندر داخل ہوئی اور الماری کو کھول حیدر کی چیزوں کو دیکھنے لگی، اچانک اس کی نظر ڈائری پر پڑی۔ یہ تو میں نے کبھی نہیں دیکھی آج سے پہلے، وہ سوچنے لگی۔ پھر اس ڈائری کو اٹھایا اور بیڈ پر لے کر بیٹھ گئی۔ جیسے جیسے وہ پڑھ رہی تھی آنکھوں سے آنسو اتنی ہی روانی سے بہہ رہے تھے۔ اس ڈائری میں ماہ رخ کا سارا بچپن بڑی خوبصورتی سے درج تھا۔ ماہ رخ کی نظر ڈائری کے اندر ایک خط پر پڑی اس نے ڈائری سائیڈ پر رکھی اور خط پڑھنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جب میرا بچہ یہ پڑھ رہا ہو گ، اتب میں اس کے پاس نہیں ہوں گا۔ یہ نہیں سمجھنا کہ میں دور چلا گیا ہوں۔ میں ہر پل ہر قدم پر آپ کے ساتھ ہوں۔ بے شک نظر نہیں آؤں گا، مگر آس پاس ہی موجود رہوں گا۔ اچھا اب رونا نہیں ہے چلو شاباش آنسو صاف کرو۔ ماہ رخ نے فرمابرداری کا ثبوت دیتے ہوئے فوراً سے آنسو صاف کیے، جیسے کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہو۔ آپ کو یاد ہو گا میں کہتا تھا, کہ میں اپنے بچے کے ساتھ ہمیشہ رہوں گا، اس نے پڑھتے ہوئے اپنا سر ہاں میں ہلایا۔ مجھے ہمیشہ سے یہی ڈر لگا رہتا تھا کہ میرے

بعد میرا بچہ کیسے رہے گا۔بے شک آپ کے پاس بہت سے رشتے ہیں، مگر میں جانتا تھا میرا بچہ میرے بعد بکھر جائے گا۔

مانتا ہوں میں ظالم ہوں۔مجھے سوچنا چاہیے تھا کہ میری جوب ایسی ہے، جہاں اگلے منٹ کی کوئی خبر نہیں۔مجھے آپ کو اپنے ساتھ اٹیچ نہیں کرنا چاہیے تھا۔یہ فکر کہ آپ میرے بعد کیسے رہوں گی، مجھے بہت پریشان کرتی ہے۔لیکن جس دن سے مجھے معلوم ہوا ہے، کہ آپ شاہ ویز سے منسلک ہو، میں بہت پر سکون ہو گیا ہوں۔گڑیا میں ان سے ملا ہوں، وہ بہت اچھے ہیں۔اس کی نگاہوں سے شرم و حیا ٹپکتی ہے۔میں نہیں جانتا کہ کب آپ پڑھو گی اس خط کو، کیا پتا اس وقت میں آپ کے ساتھ ہوں گا بھی یا نہیں، مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان جیسا کوئی نہیں ہے۔آپ کے حوالے سے میں دو لوگوں پر یقین آنکھیں بند کر کر سکتا ہوں۔ایک فیصل جو آپ کا تب تک خیال رکھیے گے، جب تک آپ شاہ ویز کی سرپرستی میں نہیں جاتی۔اور دوسرے شاہ ویز۔مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو عزت، مان، محبت سب کچھ دیں گے۔وہ جیسے جیسے خط پڑھ رہی تھی حیرانگی تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اگر نہ زندہ ہوا تو آپ کو اس خط کے ذریعے بتا رہا ہوں، کہ میں چاہتا ہوں،

"میری گڑیا کا نکاح شاہ ویز سے فجر کی نماز کے بعد ہو۔آپ سوچ رہی ہو گی کہ فجر کے بعد ہی کیوں، تو اس وقت فضا منافقوں کی سانسوں سے پاک ہوتی ہے۔ہواوں میں ایک عجب سا نور ہوتا ہے۔روح میں ایک دلفریب سا سکون اتر رہا ہوتا ہے۔فجر کا وقت دن کا سب سے خوبصورت وقت ہوتا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ کائنات کا سب سے خوبصورت اور پاک تعلق تب قائم ہو"۔

"آپ نے رونا نہیں ہے بابا ہمیشہ اپنے بچے کے ساتھ ہوں گے۔ماہ رخ کے بابا"

آخری لفظ پڑھ کر خط کو آنکھوں کے ساتھ لگا کر رونے لگی۔بابا یہ آپ کیا لکھ کر چلے گئے؟؟آپ نے اپنے بچے کو کیسی آزمائش میں ڈال دیا ہے۔وہ روتے روتے کمرے سے باہر نکلی ساتھ میں ڈائری اور خط بھی لے آئی۔

سورج آج اپنی آب وتاب سے چمک رہا تھا۔ شاہ ویز اپنے کمرے سے دیکھ تو لان کو رہا تھا ، مگر اس کی سوچوں کا مرکز ایک ہی ہستی تھی۔ بار بار ایک ہی خیال ذہن میں آرہا تھا ، کہ نہ جانے آج کیا فیصلہ ہو گا۔ یا تو اس کی بے چینی اور بے قراری کو سکون مل جائے گا یا پھر عمر بھر کے لئے بے سکونی اس کا مقدر بنے گی۔ اپنے تمام تر خیالات کو جھٹک کر اس نے کمرے سے باہر قدم رکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ جب ناشتے کی ٹیبل پر پہنچی تو سب ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ سب کو سلام کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کو دیکھ کر سب کو خوشگوار حیرت ہوئی۔ سب کی نگاہوں کو اپنے اوپر محسوس کرنے کے باوجود اس نے نظریں نہ اٹھائیں۔ باقی سب بھی دوبارہ ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ وہ ناشتہ کر کے جیسے ہی اٹھی تو سب اس کو دیکھنے لگے۔

"ماہ رخ آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟؟"

حنان صاحب نے ماہ رخ سے پوچھا۔۔

"میری طرف سے ہاں ہے مجھے شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔"

اس کے جواب نے سب کو بیک وقت حیران اور خوش کیا۔ بات مکمل کرنے کے بعد وہ وہاں رکی نہیں۔ سب حیران تھے کہ نہ جانے ایسا کیا ہوا جو وہ مان گئی۔ اس وقت حنان صاحب کافی حد تک پر سکون ہو گئے تھے، ہوتے بھی کیوں نہ آخر اپنے باپ کا وعدہ جو پورا کرنے جا رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ویز جب نیچے آیا تو سب موجود تھے سب کو سلام کر کے بیٹھا۔ اسی وقت دریاب صاحب کا فون بجا۔ انہوں نے کال رسیو کی

"وعلیکم السلام! حنان صاحب کیسے ہیں آپ" حنان صاحب کا نام سنتے ہی شاہ ویز کا دل زور و شور سے دھڑکنے لگا۔

"کیا یہ ماہ رخ کا آخری فیصلہ ہے؟"سب خاموشی سے ان کو سن رہے تھے۔

"چلے جیسی اس کی مرضی اللہ حافظ "شاہ ویز کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے۔اتنا تو وہ انٹرویو کے ٹائم نہیں گھبرایا جتنا آج گھبرا رہا تھا۔

"کیا فیصلہ کیا ہے ماہ رخ نے؟"جیسے دریاب صاحب نے فون بند کیا،تو سکندر صاحب بولے۔وہ سانس روکے ان کو سننے کے لیے تیار تھا۔

"ماہ رخ راضی ہے۔۔۔شادی کے لیے۔"

شاہ ویز کو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اس نے صحیح سنا ہے بھی یا نہیں۔یقین تب آیا جب شاہ زیب اس کے پاس آیا اور اس کو گلے لگا کر مبارکباد دی۔شاہ ویز نے بھی گرمجوشی سے اس کو گلے لگایا۔اب وہ دل ہی دل میں اللہ پاک کا شکر ادا کر رہا تھا۔اللہ نے اس کی تہجد میں مانگی ہوئی دعا کو رد نہیں کیا تھا۔وہ پر سکون سا ہو گیا۔

دونوں گھروں میں زور و شور سے تیاری جاری تھیں۔وقت بہت تیزی سے گزر رہا تھا۔ماہ رخ سب خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔اس نے سب کچھ انوشے پر چھوڑا ہوا تھا۔ زیادہ نہیں لیکن تھوڑی بہت بات کر لیتی تھی گھر والوں سے۔ہاں مگر فیصل سے نہ تو اس کا سامنا ہوا اور نہ ہی بات۔حارب کی کوئی خبر نہ تھی وہ مشن پر گیا ہوا تھا۔ماہ رخ کی اداسی گھر کے بچے کافی حد تک دور کر دیتے تھے۔اس نے نانو سے بھی بات کی تھی۔وہ بھی بہت خوش تھیں کے ماہ رخ کو اتنے اچھے لوگ مل رہے ہیں۔وقت اپنی رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا اور گزرتے وقت کے ساتھ ماہ رخ ہر لمحے اپنے دل کو سمجھانے کی جدوجہد میں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شادی کے فنکشن کچھ اس طرح سے رکھے گئے تھے، کہ نکاح نہ ہونے کے باعث مہندی کے فنکشنز دونوں کے الگ تھے۔جمعے کی نماز کے بعد نکاح پھر شام کو رخصتی اور اگلے دن ولیمہ۔منزہ صاحبہ آئی تھی عائشہ کے ساتھ ماہ رخ کو ملنے۔تب انہوں نے

اپنی کچھ رسموں کے بارے میں بتایا تھا۔ جیسے کہ نکاح کے بعد اور دلہن بننے کے بعد ماہ رخ کو سب سے پہلے شاہ ویز دیکھے گا۔ شاہ ویز سے پہلے کوئی بھی دیکھ نہیں سکتا ماہ رخ کو، یہ ان کی خاندانی رسم تھی۔

ماہ رخ کو جب نکاح کا پتہ چلا تو اسے حیدر کی خط والی بات یاد آئی۔ خط والی بات اس نے گھر میں انوشے کے علاوہ کسی کو بھی نہیں بتائی تھی۔ اس نے انوشے سے بات کی، تو اس نے یہی مشورہ دیا کہ اب تو ڈیٹ فکس ہو گئی ہے، کوئی کچھ نہیں کر سکتا، ہاں اگر شاہ ویز سے بات کی جائے تو کیا پتا کچھ ہو جائے۔ ماہ رخ نے انوشے سے کہا کہ وہ بات کرے، مگر انوشے نے بات کرنے سے انکار کر دیا اور کہا خود بات کریں۔ وہ اس لیے ماہ رخ کو بات کرنے کو کہہ رہی تھی تاکہ وہ بات کریں شاہ ویز سے۔

اب ماہ رخ بیڈ پر بیٹھ کر موبائل پر شاہ ویز کا نمبر کو دیکھ رہی تھی جو کہ انوشے سیف کر کے گئی تھی۔آخر ہمت کر کے کال کر ڈالی۔شاویز جو کی نماز پڑھ ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا،فون کی بیل سن کر کر بیڈ کی طرف آیا۔نام دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی۔ماہ رخ کا نمبر اس نے عائشہ سے ولیمے والے دن لیا تھا۔خود تو کال کرنے کی نوبت نہ آئی،ہاں البتہ دشمنِ جاں نے کال کر ڈالی۔شاہ ویز نے کال پس کی

"السلام علیکم"دوسری طرف سے سلام کیا گیا۔

"وعلیکم السلام"

اب دونوں طرف خاموشی تھی۔۔۔جس کو ماہ رخ کی آواز نے توڑا۔

"میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"ہمت کر کے وہ بولی

"جی کریں میں سن رہا ہوں۔۔۔"

"وہ میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ ہمارا نکاح جو جمعہ کو ظہر کے بعد ہونا ہے،وہ فجر کے بعد ہو۔۔"

ایک ہی سانس میں ساری بات کہنے کے بعد کال کاٹ دی۔شاہ ویز نے فون کان سے

ہٹایا اور مسکرانے لگا جبکہ دوسری طرف وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی جیسے کوئی بہت مشکل کام سرانجام دیا ہو۔ ویسے اس کے لئے یہ بات کرنا بھی کسی محاذ کو سر کرنے سے کم نہ تھا۔ وہ یہ سوچ کر ہی رہ گئی، جس سے بات کرنا اتنا مشکل ہے، اس کے ساتھ زندگی کیسے گزارے گی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ویز نے سب کو منا لیا تھا، کہ نکاح فجر کے بعد کیا جائے۔ تیاریوں میں وقت گزرنے کا کسی کو پتہ ہی نہیں چلا۔ شاہ ویز کے لیے تو وقت کچھوے کی رفتار سے چل رہا تھا۔ جب کہ دوسری طرف ماہ رخ کو یوں محسوس ہو رہا تھا، جیسے کہ وقت اڑ رہا ہے۔ دونوں گھروں میں تیاریاں تقریباً مکمل ہو چکی تھی۔ ماہ رخ کو ایک ہفتے پہلے شاہ ویز کے گھر والے مایوں بٹھا گئے تھے۔ ماہ رخ کے رویے میں زیادہ نہیں، لیکن پہلے سے کافی حد تک بہتری آگئی تھی۔ ایک ڈر اس کے اندر گھر کر چکا تھا کہ وہ کیسے نبھائیں گی اس رشتے کو۔ دل و دماغ اس سوال کے آگے خاموش ہو جاتے ہمیشہ۔

"بیٹا کوئی کام تو نہیں کر رہے تھے؟ ذریاب صاحب نے کمرے میں آتے شاہ ویز سے پوچھا۔

"نہیں تایا سرکار اور آپ نے کیوں تکلیف کی آنے کی، مجھے بلا لیتے" شاہ ویز نے بیڈ سے اترتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں بس یہ نکاح کا فارم فل کرنا تھا تو اسی لیے آ گیا" انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے آگاہ کیا۔

وہ بھی انہی کے ساتھ سوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ نکاح نامے کو فل کر رہے تھے، جب حق مہر کی باری آئی تو انہوں نے شاہ ویز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"کتنا حق مہر دیں گیا آپ ماہ رخ کو؟"

"تایا سرکار میں چاہتا ہوں ماہ رخ اپنا حق مہر خود مختص کرے۔۔۔" نکاح کے فارم کو

دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے، میں ابھی منان کو فون کرتا ہوں، وہ ماہ رخ سے پوچھ کر بتا دیں گے۔۔"

"نہیں تایا سر کار میں چاہتا ہوں کہ آپ خود ان کے روبرو ہو کر پوچھیں۔۔"

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔۔۔"

ویسے بھتیجے کا تو مرض دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

"نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے تایا سر کار۔۔۔"

بالوں پر ہاتھ پھیرتے جواب دیا۔جی ہم خوب جانتے ہیں، کہ کیسی بات ہے۔دونوں مسکرانے لگے۔

ماہ رخ کی مہندی شاہ ویز کی مہندی سے ایک دن پہلے رکھی گئی تھی۔

اس وقت وہ تیار ہو کر اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔اس نے گرین کلر کا خوبصورت فراک جو کہ پاؤں تک تھا، پہنا ہوا تھا۔ پھولوں کے زیورات اس کی خوبصورتی کو مزید نکھار رہے تھے۔وہ کچھ بھی محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔ مہندی کا فنکشن نیچے لون میں ہی رکھا گیا تھا۔شاہ ویز کے گھر والے مہندی لے کر آ چکے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ماہ رخ ابتسام، ولی، سعد شافعی, حسیب کہ ہمراہ وہاں آئی سب لڑکوں نے آج سفید قمیض شلوار جب کہ گلے میں یلوڈوبٹے ڈال رکھے تھے۔حارب ایئر بیس سے ابھی تک واپس نہیں آیا تھا اور فیصل نے ماہ رخ کا سامنا ہی نہیں کیا تھا اس دن کے بعد۔وہ ان سب کے لئے خود کو قصوروار سمجھتا تھا۔جب کہ ماہ رخ انتظار میں تھی، کہ فیصل اس کے پاس آئے۔

وہ خود فیصل سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔۔۔جب سے انوشے نے اس کو بتایا تھا کہ فیصل بھائی نے بہت کوشش کی تھی کہ شادی کو روک سکے، لیکن ابا نے ان کی ایک بات بھی نہیں مانی۔۔۔اس دن سے ماہ رخ اپنے بھائی کے انتظار میں تھی کہ وہ کب آئے اور ماہ رخ ان سے اپنے رویئے کی معافی مانگ لے۔

ماہ رخ کے سٹیج پر بیٹھنے کے بعد باقاعدگی سے مہندی کی رسم کا آغاز کیا گیا۔سب سے پہلے سندس صاحبہ نے ماہ رخ کو مہندی لگائی تھی۔اس کے بعد سب نے باری باری رسم کی رامین نے اکیلے، جبکہ حسیب،انوشے اور ابتسام سدرہ نے اکٹھے رسم کی۔اب سب مہمان کھانے میں مصروف تھے۔۔۔

جب انوشے ماہ رخ کے پاس آئی

"گڑیا کچھ کھانا ہے؟"

"نہیں آپو ذرا بھی دل نہیں ہے۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"حارب بھائی نہیں آئے؟"اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"آجائیں گے وہ۔۔"تسلی دی گئی۔

"کب آئیں گے وہ؟"

"اچھا موڈ ٹھیک کرے آجائیں گے وہ۔۔۔"

اتنے میں کسی نے ماہ رخ کی آنکھوں کے اوپر ہاتھ رکھا۔

"حارب بھائی"فوراسے اس نے پہچان لیا۔

"یار کیا۔سارے سپرائس کا ستیاناس کر دیا۔۔"

"ہاں تو بھائی کو پہچانو گی نہیں،تو کس کو پہچانو گی؟"بھائی کے گلے لگتے ہوئے بولی۔

حارب مسکرانے لگا۔اچھا اب بیٹھو میں مہندی لگالو اپنی بہن کو۔سب اس کو دیکھ کر خوش تھے آخر اس کو اتنے عرصے بعد مسکراتے ہوئے جو دیکھ رہے تھے۔دور فیصل ماہ رخ کی مسکراہٹ کو دیکھ کر اس کی خوشی کی دعا مانگنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب چلے گئے تھے،اب صرف گھر والے ہی موجود تھے۔ماہ رخ اپنے روم میں چلی گئی تھی۔تھوڑی دیر بعد لانچ میں آئی تو سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔فیصل جو وہاں سے جانے کی تیاری میں تھا ماہ رخ کی بات سن کر گیا۔

"اتنے ناراض ہیں کہ بہن کا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتے؟"سب ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔۔۔"فیصل نے مڑے بغیر جواب دیا۔

"ہاں تو کیسی بات ہے۔۔"اب وہ فیصل کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

فیصل نے ماہ رخ کی طرف نہیں دیکھا۔

"بتائیں نا بھائی اتنی بری ہوں میں کہ ایک دفعہ بھی دیکھنے نہ آئے،ایک دفعہ بھی میرا حال نہیں پوچھا۔یہاں تک کہ مہندی لگانے میں بھی نہیں آئے۔۔۔"

وہ خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔اور ماہ رخ شکوے کرتے ہوئے رو رہی تھی۔

"بولیں نا بھائی۔۔۔جانتی ہوں غلطی کی ہے میں نے مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔اگر میں نہیں بول رہی تھی،تو آپ تو آتے،میرے سے بات کرتے۔آپ کہتے ہیں تو ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔"اس نے دونوں ہاتھ جوڑ لئے

"یا کہتے ہیں تو پاؤں پکڑ لیتی ہوں۔۔۔"

اس نے جیسے ہی پاؤں پکڑنا چاہے تو فیصل نے لمحہ ضائع کیے بغیر اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟"فیصل نے تڑپ کر کہا۔

"تو کیا کروں آپ بول ہی نہیں رہے۔میں معافی مانگ رہی ہوں نا۔۔۔"وہ روتے

روتے زمین پر بیٹھ گئی۔فیصل بھی اس کے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا

"گڑیا ناراض نہیں ہوں،بس شرمندہ ہوئے کچھ کر نہیں سکا،اسی وجہ سے آپ سے سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی۔۔"

آج فیصل نے بھی وہ بات کر دی جو اس کے دل میں تھی۔

"اپنے بھائی کو معاف کر دو۔۔۔"

فیصل نے دونوں ہاتھ جوڑ لیے ماہ رخ نے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"ناکرے ایسا؟؟ پلیز ایسا مت کریں۔۔۔"کہتے ساتھ فیصل کے گلے لگ گئی۔

دونوں بہن بھائی خوب روئے اور دل کا بوجھ ہلکا کیا۔سب ان دونوں کو دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرا رہے تھے۔جب دونوں کا دل ہلکا ہوا تو زمین سے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ماہ رخ نے پیچھے ٹیبل سے مہندی کی پلیٹ اٹھائی اور اپنی ہتھیلی فیصل کے سامنے کر دی۔فیصل نے ماہ رخ کو مہندی لگائی اور رامین نے پھر سے سارے گھر والوں کا منہ میٹھا کروایا۔منہ میٹھا کروانا تو بنتا ہی تھا آخر کافی عرصے بعد گھر کی خوشیاں جو لوٹی تھیں۔

مہندی والی ماہ رخ کو صبح ہی مہندی لگا کر جا چکی تھی۔اس نے اپنی مایوں کا پیلا جوڑا پہنا ہوا تھا۔

"گڑیا آپ کو نیچے بلا رہے ہیں"۔انوشے نے پیغام دیا۔

"کیوں خیریت ہے۔مجھے کون بلا رہا ہے؟۔۔۔"

"وہ زریاب تایا سرکار آئے ہیں وہ بلا نہیں ہیں۔۔۔"انوشے نے مزید بتایا۔

"مجھے کیوں بلا رہے ہیں؟"حیرانگی سے پوچھا گیا۔

"یہ تو نہیں پتا،آپ نیچے چلو خود ہی پتہ چل جائے گا۔۔۔"

"اچھا مجھے یہ دوپٹہ کروادیں مہندی ابھی بھی صحیح سوکھی نہیں ہے۔۔"

"اچھا رکے میں کروادیتی ہوں۔۔۔"

انوشے نے ماہ رخ کو دوپٹہ کروایا اور نیچے لے آئی۔ماہ رخ نے ڈرائنگ روم میں قدم

رکھتے ساتھ سب کو سلام کیا۔اس وقت زریاب صاحب، سکندر صاحب، سندس صاحبہ اور ماہ رخ کے گھر والے تقریباً سب ہی موجود تھے۔

"آو بیٹا ادھر بیٹھو۔۔۔"

سندس صاحبہ کے کہنے پر وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"ماہ رخ بیٹا آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔۔۔"

زریاب صاحب نے ماہ رخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

"جی"اس نے حیرانگی سے کہا۔

"بیٹا آپ کا کتنا حق مہر لکھا جائے؟"وہ تو ان کی باتوں سے حیران ہو رہی تھی۔

"میں کیسے بتاؤں آپ ابا سے پوچھ لیں"اس نے منان صاحب کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"بیٹا شاہ ویز چاہتے ہیں کہ آپ اپنا حق مہر خود مختص کریں"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد جب بولی تو اتنا ہی کہ

"جتنا بھی شرعی حق مہر ہوتا ہے، وہ لکھ دیں۔۔"

اس کے جواب نے سب کو سرشار کر دیا۔ کیوں کہ کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ ماہ رخ یہ حق مہر مختص کرنے کا کہے گی۔

شاہ ویز کی مہندی بھی گھر کے لون میں رکھی گئی تھی۔ اس نے آج سبز رنگ کا کرتا پہنا ہوا تھا۔ ماہ رخ کے گھر والے شاہ ویز کی مہندی لے کر آ گئے تھے۔ شاہ ویز اپنی بہنوں اور بسمہ کے ہمراہ اسٹیج تک آیا۔ سب لڑکیوں نے آج خوبصورت لہنگے پہنے ہوئے تھے۔ چھوٹی سی فجر نے بھی اپنے ماموں کی شادی پر لہنگا پہنا ہوا تھا، وہ تو ایک پل بھی شاہ ویز سے دور نہیں ہوئی۔ سندس صاحبہ نے رسم کا آغاز کیا اس کے بعد سب نے باری باری رسم کی، تصویریں بنائی گئی۔ کھانا کھانے کے بعد سب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ ویسے بھی صبح فجر کے وقت نکاح تھا تو فنکشن جلدی ہی ختم کر دیا گیا۔

آج رات کسی کو بھی نیند نہ آئی۔ جہاں کسی کو خوشی کی وجہ سے اور کسی کو کسی سے جدا ہونے کی وجہ سے۔ سب اپنے اپنے کمرے میں ماہ رخ کا بچپن یاد کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف شاہ ویز کو تو خوشی کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی تھی۔ ویسے آتی بھی کیسے آخر اللہ پاک نے اس کی دعا قبول کی تھی۔

تہجد کا ٹائم ہو گیا تھا وہ اٹھا اس نے اپنے نکاح کے کپڑے پہنے وضو کیا اور تہجد کی نماز ادا کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسری طرف ماہ رخ نے نکاح کا جوڑا پہنا جو کہ سفید رنگ کی قمیض اور اس کے ساتھ کیپری تھی۔ اچھی طرح دوپٹا کر کہ اس نے بھی تہجد کی کی نماز پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ تیار ہوئی۔ وہ بالکل سادہ سی تیار ہوئی تھی۔ چہرہ میک اپ سے پاک تھا۔ بال کھلے رکھے تھے۔ سر کے اوپر لال چنری لی ہوئی تھی اور مہندی والے ہاتھوں میں لال رنگ کی چوڑیاں پہنی ہوئی تھی۔

جب کہ دوسری طرف شاہ ویز نے بھی سفید قمیض شلوار اور پاؤں میں پشاوری چپل پہنے ہوئے تھے۔دونوں اپنی اپنی جگہ حسین لگ رہے تھے۔

ماہ رخ کو رامین نیچے لے کر آئی، جیسے ہی سب کی نگاہ اس پر پڑی تو ماشاءاللہ کہیں بغیر نہ رہ سکے، کیوں کہ وہ سادگی میں بھی حسن کا پیکر لگ رہی تھی۔ذہیم صاحب نے جیسے ہی آگے بڑھ کر ماہ رخ کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ تڑپ کر ان کے گلے لگ گئی۔سب آج رو رہے تھے، کیونکہ وہ پرائی جو ہونے والی تھی۔انہوں نے ماہ رخ کو اپنے سے الگ کر کے اس کے ماتھے پر پیار دیا۔رانیا صاحبہ بہت ضبط کرنے کے باوجود بھی رو پڑی جیسے ہی ماں کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھاگتی ہوئی اُن کے گلے لگی۔آج سب کے لئے ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

"اچھا بس کریں آپ سب ایسے ہی میری بہنا کو رلا رہے ہیں۔اب جلدی سے چلے فجر کا

ٹائم قریب ہے۔۔"

حسیب نے سب کو وقت کا احساس دلایا۔سب گھر والے فیصل مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔

سب فیصل مسجد پہنچ چکے تھے۔فجر کی نماز پڑھی گئی۔فضا اتنی پر سکون تھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے روح میں سکون سا اتر رہا ہو۔پرندوں کی آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی۔واقعی ہی فجر کا وقت دن کا سب سے خوبصورت ترین وقت ہوتا ہے۔ماہ رخ جو کہ اتنے دن سے بے چین و بے قرار تھی،آج اس کا دل پر سکون سا تھا۔اضطرب کا نام و نشان نہیں تھا۔نکاح شروع ہوا ماہ رخ کہ اوپر لال رنگ کا دوپٹہ اس طرح اٹھایا گیا کہ اس کا چہرہ پوری طرح چھپ گیا تھا۔منزہ صاحبہ نے اس کے ہاتھوں میں لال رنگ کے گجرے بھی پہنا دیے تھے۔

ماہ رخ کا وکیل (یعنی جو نکاح کی اجازت طلب کرنا آتا ہے) وہ حسیب اور اس کے ہمراہ حارب تھا۔ فیصل کو کہا گیا تھا۔۔۔ مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہی میرا دل اتنا بڑا ہے اور نہ ہی میرے میں ہمت ہے اپنی بہن کو پرے ہوتے ہوئے دیکھنے کی۔ حارب ماہ رخ کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔

حسیب نے بولنا شروع کیا۔

"ماہ رخ ذہیم بنتِ ذہیم ظفر آپ کا نکاح شاہ ویز سکندر ولد سکندر ہارون سے باعوض شرعی حق مہر کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کو قبول ہے؟" (گڑیا میں اس سے ملا ہو وہ بہت اچھا ہے۔ حیدر کی خط میں لکھی گئی بات یاد آئی)

"قبول ہے۔۔۔"

"ماہ رخ ذہیم بنتِ ذہیم ظفر آپ کا نکاح شاہ ویز سکندر ولد سکندر ہارون سے باعوض شرعی حق مہر کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کو قبول ہے؟" (اس کی نگاہوں سے شرم و حیا ٹپکتی ہے)

"قبول ہے۔۔۔"

"ماہ رخ ذہیم بنتِ ذہیم ظفر آپ کا نکاح شاہ ویز سکندر ولد سکندر ہارون سے باعوض شرعی حق مہر کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کو قبول ہے؟"(مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو عزت مان اور محبت دینگے)

"قبول ہے۔۔"

بابا آپ کی ماہ رخ نے آپ کا کہنا مان لیا۔ آنسو تھے کہ رک ہی نہیں رہے تھے۔ کانپتے ہاتھوں سے سائن کئے اور اپنے تمام حقوق شاہ ویز کے سپرد کر دیے۔ حارب نے سر پر پیار دیا اور اٹھ کے چلا گیا۔ اور پھر شاہ ویز سے رضامندی لینے کے بعد نکاح کا خطبہ دیا گیا۔ اور کائنات کا سب سے پاک رشتہ فجر کے وقت جڑا۔

سب سے مبارکباد وصول کرنے کے بعد ماہ رخ کو شاہ ویز کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ جب اس نے گھونگھٹ اٹھایا تو ساکن ہو گیا۔ سادگی میں بھی کوئی اتنا خوبصورت لگتا ہے وہ سوچنے لگا۔ ماہ رخ میں تو ہمت ہی نہیں تھی اوپر دیکھنے کی۔ سب لوگوں کی موجودگی میں شاہ ویز کو موقع ہی نہیں مل سکا ماہ رخ سے بات کرنے کا۔

نکاح کے بعد سب لوگ منال ہوٹل پہنچے وہاں ناشتے کا انتظام کیا گیا تھا۔سب لوگ وہاں بیٹھ چکے تھے ماہ رخ ابھی بیٹھی ہی تھی کہ انوشے اس کو بلانے آ گئی۔

"کیا بات ہے آپو؟"

"گڑیا آپ کا فوٹو شوٹ کرنا ہے۔۔"

"کیا ضرورت ہے ان سب کی؟"اس نے بیزار ہوتے ہوئے کہا۔

"چپ کر کے میرے ساتھ چلیں۔۔"

پھر انوشے ماہ رخ کو ایک سائیڈ پر لے آئی جہاں شاہ ویز کو دیکھتے ساتھ ہی ماہ رخ گرتی گرتی بچی۔

"کیا بات ہے گڑیا سہی سے چلے۔۔"

"آپو یہ یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟"ماہ رخ نے انوشے کے کان میں گھس کے کہا۔

"ہاں تو کپل فوٹو شوٹ کیا اکیلے کروانا ہے آپ نے؟"انوشے نے ہنس کر ماہ رخ کی طرف دیکھا۔

"کپل فوٹو شوٹ۔۔۔"ماہ رخ بولی

"جی کپل فوٹو شوٹ۔۔۔"انوشے کو لگا جیسے ماہ رخ نے صحیح سنا نہیں تو اس نے دوبارہ کہا۔

"اچھا اب آپ جائیں وہ کب سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔"

وہ مشکل سے قدم بڑھاتے شاہ ویز کے روبرو کھڑی ہوئی۔فوٹو گرافر ان کی منتظر تھی۔ ویسے تو شافع اور سعد تھے مگر انوشے جانتی تھی، کہ ماہ رخ بھائیوں کے سامنے فوٹو شوٹ کروانے سے ہچکچائے گی تو اس نے فیمیل فوٹو گرافر ہائر کی شادی کے لئے۔

"سر آپ میڈم کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے اور آپ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھے۔۔"

"جی۔۔"ماہ رخ نے حیرانگی سے فوٹو گرافر کی طرف دیکھا(اصل میں تو پہلا پوز سنتے ساتھ ہی ماہ رخ کے طوطے اڑ گئے تھے)۔

جس حیرانگی سے ماہ رخ نے جی کہا تھا فوٹو گرافر بھی اپنی جگہ کنفیوز ہو گئی تھی۔ شاہ ویز ماہ رخ کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ آگے بڑھ کے شاہ ویز نے ماہ رخ کے ہاتھ تھام لیے ماہ رخ کو ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی یہی گر جائے گی۔

"میم سر کی آنکھوں میں دیکھیں فوٹو گرافر کی دوبارہ آواز آئی۔"

ماہ رخ نے ہمت کر کے نظریں اٹھائیں لیکن شاہ ویز کی آنکھوں میں زیادہ دیر تک نہ دیکھ سکی، کیونکہ وہاں عزت، مان، پیار کا گہرا سمندر موجود تھا۔ آدھے گھنٹے بعد جب ان کا فوٹو شوٹ ختم ہوا تو ان کو ناشتے کے لیے بلا لیا گیا۔ ماہ رخ کا بس چلتا تو اڑ کے یہاں سے دور چلی جاتی۔ ابھی ماہ رخ نے پہلا قدم ہی اٹھایا تھا کہ شاہ ویز کی آواز نے دوسرا قدم اٹھانے سے روک دیا۔ وہ رک گی تھی، مگر مڑی نہیں۔ شاہ ویز چلتا ہوا آیا اور ماہ رخ کے روبرو کھڑا ہو گیا۔

"نکاح مبارک ہو۔۔۔" ماہ رخ نے محض سر ہاں میں ہلایا۔

"مجھے نہیں دیں گی۔۔"

"کیا دو۔۔۔" نا سمجھی سے پوچھا گیا۔

"نکاح کی مبارکباد۔۔۔"شاہ ویز نے مسکرا کر آگاہ کیا۔

ماہ رخ سے تو بولا ہی نہیں جا رہا تھا

"اتنا مشکل کام تو نہیں ہے۔۔۔"شاہ ویز پھر بولا۔شاہ ویز کی باتیں اسی مزید کنفیوز کر رہی تھی۔کہا اس نے کبھی شاہ ویز سے اس طرح بات کی تھی۔بہت ہی ہمت جمع کر کے بولی بھی تو اتنا ہی کے

"مبارک ہو۔۔۔"یہ کہتے تھے ساتھ ہی وہاں سے بھاگ گئی۔شاہ ویز نے ماہ رخ کی تیزی دیکھ کر قہقہ لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جمعہ کی نماز پڑھ کر وہ بیڈ پر بیٹھی تو رامین کمرے میں آئی

"گڑیا"

"جی بھابھی۔۔۔"اس نے نظریں اٹھا کر جواب دیا۔

"نیچے آجاؤں کھانے کے لیے۔۔۔"

"اچھا بھابھی میں آتی ہوں۔۔۔"

رامین کے جانے کے بعد وہ بیڈ سے اٹھی،اس نے آئینے کے سامنے جا کر اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا۔وہ ابھی بھی نکاح کے جوڑے میں تھی۔جب نیچے آئی تو ٹیبل پر سب موجود تھے۔ وہ بھی کرسی پر جا کر بیٹھ گئی اور کھانا کھانے لگی۔سب اپنی آنسو چھپا رہے تھے۔۔۔۔ چھپانے کے باوجود وہ دیکھ چکی تھی، نمی سب کی آنکھوں میں۔۔۔۔کھانا کھانے کے بعد جب اٹھنے لگی تو ولی بولا۔۔

"گڑیا آؤ آج سب مل کر چائے پیتے ہیں لاؤنج میں۔۔۔"ماہ رخ نے سر ہلا کر اپنی رضامندی ظاہر کی۔

باتوں کے ساتھ ساتھ سب چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔حیدر کی کمی آج بہت محسوس ہو رہی تھی وہ ہوتا تو آج خود اپنی گڑیا کو رخصت کرتا۔جب حسیب نے دیکھا کہ ماہ رخ کی آنکھیں اور چہرہ لال ہو رہا ہے،رونے کی وجہ سے،تو ماہ رخ سے کہا

"گڑیا تیار ہو جائیں آپ کو پالر چھوڑ دو۔۔۔"

ماہ رخ نے دوپٹے سے چہرہ صاف کیا اور کہا

"بھائی میں نماز پڑھ لوں عصر کی پھر چلتے ہیں۔۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے آپ نماز پڑھ لیں۔۔" باقی سب بھی اب اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ تیار ہو کر حال میں پہنچ چکی تھی۔ وہ کیسی لگ رہی تھی یہ تو شاہ ویز کی دیکھنے کے بعد معلوم ہونا تھا۔ کیونکہ اس کو شاہ ویز سے پہلے کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ لال چادر سے اس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ انوشے اس کے پاس ہی برائیڈل روم میں تھی، پر ابھی وہ برات کے استقبال کے لیے باہر گئی تھی۔

سفید پھولوں سے سجی کالی پراڈو جب ہال کے دروازے کے سامنے رکی تو سب کی نگاہوں کا مرکز بن گئی۔ شاہ ویز شہزادوں جیسی آن بان لیے گاڑی سے باہر نکلا۔

خوبصورت ہاف وائٹ شیروانی، پاؤں میں کوسہ بائیں ہاتھ میں مہنگی گھڑی، انگلی میں منگنی والی انگوٹھی اور سر پر خوبصورت دستار، اس کے ساتھ چہرے پر دلفریب مسکراہٹ اس کے حسن کو چار چاند لگا رہی تھی۔ کہتے ہیں کہ لڑکیوں کو شادی پر روپ آتا ہے۔۔

لیکن اس کے روپ نے تو آج لڑکیوں کے روپ کو بھی مات دے دی تھی۔ جس کی بھی نگاہ اس پر پڑی، ماشاءاللہ کہے بغیر نہ رہ سکا۔ شاہ ویز کے ایک طرف شاہ زیب، جبکہ دوسری طرف شہریار کھڑا تھا۔ ولی نے آگے بڑھ کر شاہ ویز کو پھولوں کا ہار ڈالا اور گلے لگا لیا۔ سب سے ملنے کے بعد اس کو سٹیج پر لایا گیا۔

تھوڑی دیر بعد شافع شاہ ویز کو فوٹو شوٹ کے لیے لے گیا۔ ماہ رخ کے ساتھ اس وقت سدرہ بیٹھی ہوئی تھی۔ جیسے ہی شاہ ویز نے برائیڈل روم میں قدم رکھا، سدرہ سلام کرنے کے بعد باہر نکل گئی۔ ماہ رخ صوفے سے بہت مشکل سے کھڑی ہوئی۔ ایک تو لہنگا بھاری تھا، دوسرا گھونگھٹ کی وجہ سے مشکل ہو رہی تھی۔

ماہ رخ کو صرف شاہ ویز کا کھوسے نظر آ رہا تھا۔ وہ قدم اٹھاتے ہوئے ماہ رخ کے سامنے

کھڑا ہوا۔شاہ ویز نے جیسے ہی ماہ رخ کا گھونگھٹ اٹھایا،تو محسوس ہوا جیسے کہ وقت اور نظریں دونوں تھم سی گئی ہیں، تھمتی بھی کیسے نہ آخر وہ لگ جو اتنی پیاری رہی تھی۔

آج تو اس پر بھی شاہ ویز کی طرح خُوب روپ آیا تھا۔لال رنگ کا لہنگا، مہندی لگے ہاتھوں میں چوڑیاں، خوبصورت زیورات اور ناک میں نتھ پہنے اپنے روپ سے شاہ ویز کو گھائل کرنے کے لئے تیار تھی۔آج تو شاہ ویز کے پاس الفاظ ہی ختم ہو گئے،ماہ رخ کی تعریف کرنے کے لیے۔بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ شاید اس کے تو ہوش ہی اڑ گئے اپنی بیگم کا ایسا روپ دیکھ کر۔زبان سے صرف ماشاللہ ہی نکلا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میسیج کی ٹون شاہ ویز کو حقیقت کی دنیا میں لائی۔شاہ ویز نے موبائل دیکھا تو وہاں شہریار کا میسیج موجود تھا۔۔۔کچھ اس طرح سے

"بھائی اگر دیدار یار۔۔۔اوو سوری۔۔۔دیدار بھابھی ہو گیا ہے۔تو فوٹو گرافر کو بھیجو؟ یا ابھی بھی دیدار رہتا ہے۔۔"

میسیج پڑھ کر وہ مسکرانے لگا۔ میسیج کا جواب دینے کے بعد موبائل جیب میں رکھا اور ماہ رخ کو دیکھنے لگا جو ابھی بھی زمین پر کچھ تلاش کر رہی تھی۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔ ویسے آپ بہت تیز ہیں۔۔"

ماہ رخ نے نہ سمجھی سے شاہ ویز کی طرف دیکھا اور دیکھتی ہی رہ گئی۔ اس نے کبھی غور نہیں کیا تھا پر آج جب دیکھا تو وہ بھی اقرار کئے بغیر نہ رہ سکی کہ واقع ہی وہ ایک خوبرو جوان ہے۔ ماہ رخ نے نظروں کا زاویہ بدل دیا۔ شاہ ویز کی آنکھوں سے یہ منظر پوشیدہ نہ رہ سکا۔ وہ ابھی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فوٹو گرافر اندر آ گی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ سارے بھائیوں کے ساتھ ہال میں داخل ہوئی۔ آج سب لڑکوں نے کالے رنگ کی قمیض شلوار پہن رکھی تھی۔ اس وقت سب کی نگاہوں کا مرکز وہ بہن بھائی تھے۔ ماہ رخ نے نکاح کے دوپٹے سے گھونگھٹ نکالا ہوا تھا۔ جالی کے دوپٹے سے اس

کا چہرہ واضح ہو رہا تھا۔جب وہ سٹیج کے پاس پہنچی تو ذہیم صاحب نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ شاہ ویز کے ہاتھ میں دیا۔پھر جب شاہ ویز نے گھونگھٹ اٹھایا تو سب نے ہوٹنگ کی۔ماہ رخ کی تو نظریں ہی نہیں اٹھ رہی تھی۔کھانا کھا کھایا گیا اور رسموں کے بعد رخصتی کا جب وقت آیا تو سب کی آنکھیں نم ہو گئیں۔سب سے ملنے کے بعد وہ سب کو اداس چھوڑ کر،شاہ ویز کے سنگ زندگی کے نئے سفر پر نکل پڑی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ ویز کی مدد سے ماہ رخ گاڑی سے باہر نکلی۔گلاب کے پھولوں سے اس کا استقبال کیا گیا۔پھر رسموں کے بعد بسمہ اور عائشہ ماہ رخ کو شاہ ویز کے کمرے میں لی آئی۔کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ دونوں چلی گئی تھی۔ماہ رخ نے کمرے کو دیکھا،وہ مانے بغیر رہ نہیں سکی کہ واقع ہی کمرہ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھی۔ڈریسنگ ٹیبل جس پر دونوں کی چیزیں سیٹ کی گئی تھی۔

اس کے ساتھ میں صوفہ، جس کے آگے ٹیبل پڑا ہوا تھا، ٹیبل کو موم بتیوں اور پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔ بڑی سی کھڑکی جس کے آگے خوبصورت پردے لگے ہوئے تھے۔ کمرے کے فرش پر پھول ہی پھول تھے۔ پورا کمرا پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔

وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی، جب شاہ ویز کمرے میں داخل ہوا۔ وہ قدم بڑھاتا ماہ رخ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جیسے جیسے وہ قدم بڑھا رہا تھا، ویسے ماہ رخ کے دل کی دھڑکنیں تھم رہی تھی۔ شاہ ویز ماہ رخ کی سامنے بیڈ پر جا کر بیٹھا۔

"السلام وعلیکم!" پیار سے سلام کیا گیا۔

"وعلیکم اسلام!" دھیمی سی آواز میں جواب دیا گیا۔

"کیسی ہیں آپ؟" پھر سے سوال پوچھا گیا۔

"میں ٹھیک ہوں" پہلے کی طرح ہی جواب آیا، دھیمی سی آواز میں۔

عاشق چہرے کی زیارت کرتے ہوئے سوال پوچھ رہا تھا، جب کہ محبوب نظریں جھکائے جواب دے رہا تھا۔

شاہ ویز نے ماہ رخ کا مہندی لگا چوڑیوں والا ہاتھ تھام لیا۔

"بہت بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔جب سے ہوش سنبھالا ہے،تب سے معلوم تھا کہ آپ کے ساتھ منسلک ہوں۔اس کے بعد نہ کسی کے بارے میں سوچا اور نہ ہی دل میں جگہ دی۔وقت گزرنے کے ساتھ معلوم ہی نہیں ہوا کہ کب محبت ہوئی اور کب اس محبت نے عشق تک کا سفر تہہ کیا۔۔۔"

ماہ رخ کی نظریں اپنے اس ہاتھ پر تھی جو شاہ ویز نے تھام رکھا تھا۔

"آپ کو کبھی دیکھا نہیں تھا،شاید اسی لئے اتنے سال صبر میں تھا۔لیکن آپ کے پہلے دیدار نے دل کی دنیا میں ہلچل مچادی۔پھر دل نے صبر کرنے سے انکار کر دیا۔۔"

وہ ماہ رخ کے ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئے اظہار کر رہا تھا۔

"میں کبھی بھی وہ باتیں نہ کرتا،خصوصاً جب آپ میرے لیے نامحرم تھی مگر آپ کی حالت نے مجبور کر دیا وہ سب کہنے کے لئے۔ہمیشہ سے سوچ رکھا تھا،کہ جب آپ میری محرم بنے گی،میری زندگی میں آئیں گی،تب اظہار کروں گا۔"

ماہ رخ دل ہی دل میں اعتراف کر چکی تھی۔کہ واقعی ہی یہ بندہ جو آج اس کے سامنے اس کے محرم کے روپ میں بیٹھا ہوا ہے،نا صرف خوبصورت ہے بلکہ اپنی باتوں سے

سامنے والے پر سحر طاری کرنا کا ہنر بھی جانتا ہے۔

شاہ ویز دوبارہ بولا

"میں نے آپ کے لئے کوئی منہ دکھائی کا تحفہ نہیں لیا۔۔"

بات سنتے ساتھ ہی ماہ رخ نے بے ساختہ شاہ ویز کو دیکھا

"منہ دکھائی آپ کی ہے تو میں چاہتا ہوں آپ خود بتائیں کہ کیا لینا چاہتی ہیں۔۔"

جب ماہ رخ کچھ نہ بولی تو شاہ ویز نے خود ہی کہا

"اچھا آپ اچھی طرح سوچ لیں پھر کبھی بتا دیجئے گا۔۔"

ماہ رخ نے محض سر ہاں میں ہلا دیا۔

"اچھا آپ چینج کر لے تھک گئی ہو گی۔۔۔"

وہ سر ہلاتی ڈریسنگ روم کی طرف چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد سادا سا جوڑا پہنے باہر آئی۔

اس کے بعد شاہ ویز کپڑے بدلنے چلا گیا۔ جب وہ واپس آیا تو ماہ رخ کو کھڑا پایا۔

"کیوں کیا ہوا؟"،

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔"

"اچھا پھر لیٹ جائیں" شاہ ویز سمجھ گیا تھا، کہ وہ ہچکچا رہی ہے۔۔۔ مگر ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ جان گیا ہے۔

وہ بیڈ کے کونے پر سمٹ کر لیٹ گئی۔ شاہ ویز بھی دوسری سائٹ پر آ کر لیٹ گی۔ اور تھوڑی دیر بعد دونوں پر نیند کی دیوی مہربان ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نماز پڑھنے کے بعد ماہ رخ دوبارہ سو گئی، جب کہ شاہ ویز واک کرنے چلا گیا۔ سات بجے شاہ ویز کی کمرے میں واپسی ہوئی۔ ماہ رخ کو سوتے ہوئے پایا۔ ایک خیال شاہ ویز کے دل میں آیا کہ آج سے پہلے یہ کمرہ اتنا حسین نہیں لگتا تھا، جتنا آج لگ رہا ہے۔ پھر خود ہی اپنی سوچ پر مسکرانے لگا۔ شاہ ویز فریش ہونے کے بعد ماہ رخ کی طرف آیا، جو کہ کمبل کو منہ تک کیے سو رہی تھی۔

"ماہ رخ۔۔۔ماہ رخ"

نام لے کر اٹھایا، مگر وہ اتنی گہری نیند میں تھی، کے اٹھی ہی نہیں۔شاہ ویز نے کندھا ہلا کر اٹھانے کی کوشش کی تو ماہ رخ کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ماہ رخ نے کمبل منہ سے ہٹایا اور مندھی مندھی آنکھوں سے شاہ ویز کی طرف دیکھا، جو اس وقت اس پر جھکا ہوا تھا۔ماہ رخ شاہ ویز کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی جیسے ہی ذہن بیدار ہوا تو جھٹکے سے اٹھی، تب تک شاہ ویز پیچھے ہٹ چکا تھا۔

"فریش ہو کر تیار ہو جائیں، آٹھ بجے ناشتہ کرنے نیچے جانا ہے۔۔

"شاہ ویز نے آگاہ کیا اور موبائل لے کر سوفے پر بیٹھ گیا۔

ماہ رخ پندرہ منٹ بعد خوبصورت نفیس کام والی اورنج رنگ کی قمیض شلوار پہنے باہر آئی۔وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بال باندھ رہی تھی، جب شاہ ویز پیچھے آکر کھڑا ہوا۔ ماہ رخ نے جب شاہ ویز کا عکس آئینے میں دیکھا تو اس کے ہاتھ سے برش چھوٹ کر زمین

پر گر گیا۔ شاویز نے جھک کر برش اٹھایا اور ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا۔

اب شاہ ویز نے ماہ رخ کے بال جو ابھی بھی گیلے تھے ایک طرف کیے۔۔۔۔۔ماہ رخ کے تو ہاتھ پاؤں پھولنا شروع ہو گئے۔۔۔شاہ ویز کی قربت میں۔ شاہ ویز ماہ رخ کی حالت سے واقف ہونے کے باوجود بھی انجان بنا رہا اور اپنا کام جاری رکھا۔اس نے ایک خوبصورت لوکیٹ جس پر اردو زبان میں خوبصورتی سے "جانِ شاہ ویز" لکھا ہوا تھا ماہ رخ کی گردن کی زینت بنایا۔ جہاں پہلے ہی حیدر والا لاکٹ موجود تھا۔پہنانے کے بعد وہ جھکا ماہ رخ نے اپنی سانس روک لی

"یہ میری شریک حیات کو میری طرف سے شادی کا تحفہ۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر پل اس تحفے کو اپنے ساتھ اور پاس رکھیں۔ اگر کوئی منہ دکھائی کا پوچھے تو یہ ہی دکھا دیجئے گا۔ میں چاہتا ہوں، جو آپ مجھ سے منہ دکھائی مانگیں وہ ہم دونوں کے بیچ ہی رہے۔۔۔"

اپنی بات مکمل ہونے کے بعد جیسے ہی شاہ ویز پیچھے ہوا، ماہ رخ نے لمبے لمبے سانس لیے۔ماہ رخ کا اس طرح گھبرانا شاہ ویز کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا۔

"اگر آپ تیار ہیں تو چلے نیچے۔۔۔"شاہ ویز نے ماہ رخ سے پوچھا۔

"جی چلے۔۔"ماہ رخ نے سر پر دوپٹہ لیتے ہوئے جواب دیا۔

پھر دونوں نیچے ٹیبل پر ناشتے کے لیے پہنچے تو سب موجود تھے۔سب کو سلام کرنے کے بعد ماہ رخ شاہ ویز کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔سندس صاحبہ نے دونوں کی نظر اتاری، کیوں کہ وہ ایک ساتھ، ایک دوسرے کو مکمل کر رہے تھے۔ماہ رخ کے گھر والے صبح 6 ہی ناشتہ دے گے تھے۔سب ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے ،جبکہ ماہ رخ خاموشی سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ولیمے پر سارے مہمان پہنچ گئے تھے۔اب صرف ماہ رخ اور شاہ ویز کا انتظار ہو رہا تھا۔ اتنے میں ساری لائٹس بند ہوئیں اور سپوٹ لائٹ کی روشنی میں وہ دونوں ہال میں داخل ہوئے۔ماہ رخ نے پستہ رنگ کی میکسی، اس کے ساتھ اونچی ہیل، بالوں کا سائیڈ

)بنایا ہوا تھا۔خوبصورت زیورات پہنے وہ گڑیا لگ رہی تھی۔جب کہ شاہ bun جُوڑا(
ویز سوٹ پہنے،ہاتھوں میں مہنگی گھڑی,خوبصورت شوز اور بالوں کو اچھی طرح سیٹ
کیے کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔جب گڑیا اتنی خوبصورت تھی،تو گڈا بھی اس کی ٹکر کا تھا۔
سب ان کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھام
کر سٹیج تک پہنچے۔فوٹو گرافر ہر لمحے کو قید کر رہے تھے۔اب سب ان کو سٹیج پر آکر باری
باری مبارکباد دے رہے تھے۔ماہ رخ جب گھر والوں سے ملی تو پھر آنکھیں نم ہو
گئیں۔جب کہ سب گھر والے ماہ رخ کے چہرے کو پر سکون دیکھنے کے بعد اب خوش
تھے۔ولیمے کے فنکشن کے ساتھ شادی بھی اپنے اختتام کو پہنچی۔اب دیکھنا ہے کہ ماہ
رخ اور شاہ ویز کیسے زندگی کا یہ نیا سفر تہہ کریں گے۔

صبح ناشتے کے بعد ولی ماہ رخ کو لے آیا تھا اب وہ سب کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی
تھی۔منزہ صاحبہ نے اپنی بہو کو صحیح سجا کر بھیجا تھا۔کام والا مہرون سوٹ،کانوں میں

سونے کے جھمکے، ہاتھوں میں چوڑیاں، گلے میں شاہ ویز اور حیدر کے دیے ہوئے لاکٹ۔ وہ سجی سوری بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ چائے پینے کے بعد اپنے کمرے میں آگئی تھی۔ ابھی دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر ہی رکھا تھا کہ تینوں بھابیاں اندر آگئی تھی۔ اب وہ تینوں بیڈ پر اپنی اپنی جگہ بنا کر بیٹھ گی۔

"اور گڑیا بتاؤ پھر شاہ ویز کیسا لگا؟" رامین نے شوخ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اچھے ہیں وہ۔۔" چوڑیوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بتایا۔

"اوہو۔۔۔۔اچھے ہیں وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" سدرہ نے "وہ۔۔۔" کو لمبا کیا۔

ماہ رخ کچھ کہتی کہ انوشے نے منہ دکھائی کا پوچھا تو ماہ رخ کو شاہ ویز کی بات یاد آگی۔

"یہ لو کٹ دیا ہے۔" اشارہ کر کہ بتایا گیا۔

"اوہو۔۔۔۔جانِ شاہ ویز" انوشے کی بات سن کر وہ مسکرانے لگی۔

"ہائے دیکھنے تو دو یہ ہماری ماہ رخ ہے نا؟ جو آج اتنا شرما رہی ہے۔۔" رامین نے ماہ رخ کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں جی یہ تو شاہ ویز کی جان ہے۔۔ جانِ شاہ ویز۔۔۔"

سدرہ نے ماہ رخ کی جگہ جواب دیا۔وہ جھینپ گی سدرہ کی بات سن کر۔

"نہ کرئے نہ بھابھی۔۔"اس نے خفگی سے کہا۔وہ تینوں ہسنے لگی۔

"اچھااب تم دونوں میری گڑیا کو تنگ نہ کرو۔۔۔"رامین نے دونوں کو سختی سے کہااور آخر میں شرارت کرتے ہوئے بولی کہ

"اس کو تنگ کرنے کا حق صرف شاہ ویز کے پاس ہے۔۔۔"

"بھابی۔۔۔۔۔۔۔"ماہ رخ نے ناراضگی سے رامین کی طرف دیکھا۔

"اچھا بابا نہیں کرتی تنگ۔۔۔"رامین نے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آرام کرو ہم کھانے کا انتظام کر لیں۔۔۔"

انوشے نے اس کے گال پر پیار کرتے ہوئے کہا۔ماہ رخ نے محض سر ہلایا۔وہ تینوں چلی گئی تھی ماہ رخ بھی بیڈ پر لیٹ گی۔اسے معلوم ہی نہیں ہوا کہ کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

ماہ رخ کی آنکھ رانیہ صاحبہ کی آواز سے کھلی اس نے اپنا سر ان کی گود میں رکھ لیا رانیہ صاحبہ نے جھک کر اس کے ماتھے پر پیار دیا۔

"میرا بیٹا خوش تو ہے نا؟" انہوں نے تسلی کرنا چاہی۔

"جی خوش ہوں" اس نے ہاتھ تھام کر جواب دیا۔ماہ رخ کے جواب نے ان کو پر سکون کر دیا۔

"اچھا اب اٹھے اور نماز پڑھ کر نیچے آئے شاہ ویز آپ کو لینے آئے ہیں۔۔" ماہ رخ ان کی بات سن کر اٹھ کر بیٹھ گئی

"انہوں نے تو کل آنا تھا نہ مجھے لینے۔۔" رانیہ صاحبہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں آنا تو کل ہی تھا مگر آپ لوگوں کو کل گاؤں جانا ہے اس لیے وہ آج لینے آ گئے ہیں۔۔" انہوں نے ماہ رخ کو تفصیل سے بتایا۔

"اچھا میں جا رہی ہوں آپ نیچے آئے اور کھانا بھی کھا لیں دن کا کھانا بھی نہیں کھایا آپ نے۔۔"

"اچھا میں نماز پڑھ کر آتی ہوں۔۔"

ماہ رخ نے نماز پڑھی پھر ہلکا سا تیار ہو کر نیچے کچن میں آگئی جہاں سدرہ اور انوشے موجود تھی۔رامین اندر چائے دینے گئی ہوئی تھی۔ماہ رخ کرسی کھینچ کر ادھر ہی بیٹھ گئی۔

"گڑیا کیا لوگی چاول یا پھر تازی روٹی بنادو؟"سدرہ نے پیار سے پوچھا۔

"بھابھی بس تھوڑے سے چاول دے دیں اور ساتھ میں چائے۔۔"

"اچھا ابھی دیتی ہوں"

کھانا کھانے کے بعد اب وہ چائے پی رہی تھی جب رامین نے آکر پیغام دیا کے اندر بلا رہے ہیں۔ماہ رخ نے کپ میز پر رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ڈرائنگ روم میں جانے سے پہلے اس نے ڈوپٹہ سر پر اچھی طرح سیٹ کیا اور اندر داخل ہو گئی۔سلام کرنے کے بعد شاہ ویز کے ساتھ سوفے پر بیٹھ گی۔تھوڑی سی باتیں کرنے کے بعد وہ لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

ماہ رخ جب گھر میں داخل ہوئی تو خاموشی تھی کوئی بندہ بھی نظر نہیں آرہا تھا تو وہیں کھڑی ہو گئی۔

"ادھر کیوں کھڑی ہو گئی ہیں"

پیچھے سے آتے شاہ ویز نے پوچھا۔"وہ کوئی نظر نہیں آرہا سب کدھر ہیں"ماہ رخ نے شاہ ویز کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ آپ کو بتانا بھول گیا کہ وہ سب آج ہی گاؤں کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔کل ہماری شادی کی دعوت ہے وہاں پر تو اس کی تیاریاں کرنی تھی اس لیے وہ پہلے چلے گئے ہیں۔۔۔"

شاہ ویز نے گاڑی کی چابیاں ٹیبل پر رکھتے ہوئے ماہ رخ کو بتایا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔"ماہ رخ نے آہستہ سے کہا۔

"اچھا میں کلثوم باجی کو سرونٹ کوارٹر سے بلاتا ہوں وہ کھانا لگا دیتی ہیں تب تک آپ ڈائننگ ایریا میں جائیں۔۔"

ماہ رخ ماہ رخ سر ہلاتی ڈائننگ ایریا کی طرف چل دی۔ تھوڑی دیر بعد کلثوم نے کھانا لگا دیا تھا دونوں نے کھانا کھایا اور روم میں چلے گے۔

"آپ کی پیکنگ عائشہ کر کے گئی ہے پھر بھی دیکھ لے اگر کوئی چیز رکھنی ہے تو رکھ لیں۔۔"شاہ ویز نے ماہ رخ کو بتایا۔

"جی میں دیکھ لیتی ہوں۔۔"

ماہ رخ کہتے ساتھ چیزوں کو دیکھنے لگی۔ پیکنگ سے فارغ ہو کر دونوں نے عشاء کی نماز پڑھی اور سو گے کیوں کہ صبح فجر کے بعد جانا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فجر کے بعد دونوں نے سفر شروع کیا گاڑی کی خاموشی کو شاہ ویز کی آواز ہی توڑتی ماہ رخ بھی جواب دے دیتی بیچ میں۔ہاں لیکن اب ماہ رخ کے جواب پہلے کی نسبت مختصر نہیں ہوتے تھے۔اس نے آج پرپل رنگ کا کام دار فراک پہنا ہوا تھا۔ جس کے نیچے سٹریٹ

کیپری تھی۔ بالوں کو اچھی طرح بند کر کے ڈوپٹہ سر پر لیا ہوا تھا۔ اور اس کے اوپر سر پر چادر لی ہوئی تھی۔ جو زیور کل پہنے ہوئے تھے آج بھی وہی پہن لیے تھے۔ شاہ ویز نے نیلی رنگ کی قمیض شلوار پہنی ہوئی تھی۔ ایک بجے وہ حویلی پہنچے تھے۔ شاہ ویز نے گاڑی سے باہر نکلنے کے بعد سب سے پہلے کوٹ پہنا تب تک ماہ رخ کا دروازہ سکندر صاف کھول چکے تھے۔ انہوں نے شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور ماہ رخ کے سلام کا جواب دیا۔ تب تک شاہ ویز ماہ رخ کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ماہ رخ سے ملنے کے بعد سکندر صاحب شاہ ویز سے ملے۔ پوری حویلی کو سجا رکھا تھا اور بے شمار بندے اس وقت حویلی میں موجود تھے۔ جہاں عورتیں بیٹھی ہوئی تھی ملازمہ ماہ رخ کو وہاں لے گئی۔

جبکہ شاہ ویز سکندر صاحب کے ساتھ جہاں مردوں کا انتظام کیا ہوا تھا وہاں چل دیا۔ جیسے ہی ماہ رخ نے اندر قدم رکھا تو سب عورتیں اس کے استقبال کے لیے پہلے ہی کھڑی ہوئی تھی۔ منزہ صاحبہ نے آگے بڑھ کر ماہ رخ کو پیار کیا اور پہلی فرصت میں اس کی نظر اتاری کیوں کے وہ بالکل موم کی گڑیا لگ رہی تھی۔ سب اس کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ ڈھائی بجے جب سب کھانے میں مصروف ہوئے تو ماہ رخ نے بسمہ کو

بلایا

"بھابھی مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔"

"اچھا آپ آؤ میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھا دیتی ہوں۔۔"

پھر بسمہ ماہ رخ کو اپنے ساتھ اس کی کمرے کی طرف لے گئی۔بسمہ ماہ رخ کو کمرے میں چھوڑ کر واپس نیچے چلی گئی تھی۔ماہ رخ نے نے کمرے کو ایک نگاہ دیکھا کمرہ بہت اچھی طرح سجا ہوا تھا۔کمرے کی ہر چیز اپنی خوبصورتی کی ایک الگ مثال تھی۔

ماہ رخ نے پھر وضو کر کے نماز پڑھی اور نیچے آ گئی مہمانوں کے پاس۔مہمانوں کا سلسلہ رات 8 بجے اختتام پذیر ہوا۔اس دوران وہ مسلسل ادھر ہی بیٹھی رہی صرف نماز پڑھنے کے لئے کمرے میں جاتی اور پھر واپس آ جاتی۔جب سے وہ حویلی آئی تھی اس نے شاہ ویز کو ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا تھا۔

آٹھ بجے وہ کمرے میں آئی بیگ سے کپڑے نکالنے کے بعد ڈریسنگ روم کی طرف چل دی۔وہاں سے چینج کرنے کے بعد اس نے تمام زیور اتار کر الماری میں رکھے اور وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھی پھر بیڈ پر آ کر لیٹ گئی اس کی کمر جواب دے چکی تھی۔۔۔

ایک تو اتنا لمبا سفر اوپر سے مہمانوں کے پاس مسلسل بیٹھنے سے اس کی کمر میں شدید درد ہونے شروع ہو گیا تھا۔ لیٹنے کی تھوڑی دیر بعد ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ کچھ دیر بعد بسمہ رات کے کھانے کیلئے بلانے آئی جب ماہ رخ کو سوتا دیکھا تو واپس چلی گئی۔

سب ٹیبل پر موجود تھے سوائے شاہ ویز شہریار اور شاہ زیب کے۔

"بیٹا ماہ رخ کو نہیں بلا کر لائیں۔۔" منزہ صاحبہ نے بسمہ سے پوچھا

"چچی میں گئی تھی بلانے مگر وہ سو رہی ہیں۔ تو میں نے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔۔"

کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے منزہ صاحبہ کو بتایا۔

"چلو اچھا کیا ہے تھک گئی ہو گی کافی۔۔۔ پہلے سفر کیا پھر مہمانوں میں بیٹھی رہی ہے"

سندس صاحبہ نے پانی کا گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا بسمہ بیٹا آپ بھی کھانا کھا لو شاہ زیب آج لیٹ آئیں گے تو ان کا انتظار نہ کریں"

سکندر صاحب نے بسمہ کو بتایا۔ان تینوں بھائیوں کی آج دعوت تھی تو وہ تینوں وہاں گئے ہوئے تھے۔سب دوبارہ سے کھانے میں مصروف ہو گئے تھے۔

رات کے 2 بجے شاہ ویز کی واپسی ہوئی۔کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا جب موڑا تو نظر سامنے بیڈ پر لیٹی دشمنِ جاں پر پڑتی جو کمبل کو منہ تک لپیٹ کر نیند کے مزے لے رہی تھی۔شاہ ویز ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا پانچ منٹ بعد ٹراؤزر اور شرٹ پہن کر واپس آیا اور بیڈ کی دوسری طرف آکر لیٹ گیا۔ پورے دن کی اتنی تھکاوٹ تھی کہ تکیے پر سر رکھتے ہی وہ نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا۔

رات کے تیسرے پہر بھوک کے احساس کی وجہ سے ماہ رخ کی آنکھ کھلی۔گھڑی کی طرف دیکھا وہاں دو بج رہے تھے۔وہ اٹھ کر بیٹھی ساتھ دیکھا تو شاہ ویز کو گہری نیند میں پایا۔سائڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر پانی پیا کے شاید بھوک کا احساس کم ہو جائے مگر وہ

تواور بڑھ گیا۔

اب وہ اس کشمکش میں تھی کیا کرے دروازہ کھول کے باہر دیکھا تو خاموشی تھی۔ماہ رخ نے فوراً دروازہ بند کیا اور صوفے پر بیٹھ گئی۔اب اس کو سمجھ نہیں آرہی تھیں ایک تو بھوک جو کہ بڑھتی جارہی تھی اور دوسرا اتنی بڑی حویلی میں اس کو کچن کا بھی نہیں پتا تھا۔

جب بھوک برداشت سے باہر ہوئی تو اس نے شاہ ویز کو اٹھانے کا سوچا۔ماہ رخ، شاہ ویز کے پاس کھڑے ہو کر سوچ رہی تھی کہ اب ان کو کیسے اٹھاو۔

"شاہ ویز اٹھے" دایاں ہاتھ ہلا کر اٹھایا گیا۔

وہ جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سویا تھا ہاتھ پر کسی کا لمس محسوس کرتے ہی اٹھ گیا۔

"کیا ہوا؟" مشکل سے آنکھیں کھولتے پوچھا۔

"وہ۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے۔"

ماہ رخ نے گھبراتے ہوئے بتایا۔شاہ ویز نے موبائل پر ٹائم دیکھا وہاں 30۔2 ہو رہے تھے۔

"آپ نے کھانا نہیں کھایا تھا؟" پاؤں میں سلیپرز پہنتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

"نہیں وہ میں سو گئی تھی۔۔" نظریں جھکائے کسی گنہگار کی طرح جواب دیا۔

"اچھا کوئی بات نہیں آئی چلیں فریج میں کچھ ضرور موجود ہو گا۔۔"

بیڈ سے اٹھتے ہوئے ماہ رخ کی طرف دیکھ کر کہا۔ماہ رخ سر ہلاتی شاہ ویز کے پیچھے چلنے لگی۔ باہر ہر طرف خاموشی اور اندھیرے کا راج تھا۔ شاہ ویز نے کچن کی لائٹ جلائی اور فریج کی طرف بڑھ گیا جبکہ ماہ رخ وہی ٹیبل کے پاس کھڑی ہو گئی۔

"چاول کھالیں گی؟

روٹی تو نہیں آتی مجھے بنانے" شاہ ویز نے شیلف پر چاول اور سالن کا باؤل رکھتے ہوئے ماہ رخ کی طرف دیکھ کے پوچھا۔

"میں۔۔۔۔۔۔میں کھالو گی چاول"

ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئے بتایا۔

"اچھا پھر آپ ادھر کرسی پر بیٹھے میں آپ چاول گرم کر کے لاتا ہوں۔۔"

ماہ رخ اُدھر رکھی کرسی پر بیٹھ گی۔ پانچ منٹ بعد شاہ ویز نے چکن پلاؤ کی پلیٹ ماہ رخ

کے سامنے ٹیبل پر رکھی۔خود بھی اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔اب وہ آہستہ آہستہ کھانے میں مصروف تھی کہ اچانک اوپر دیکھا تو شاہ ویز کو خود کو دیکھتے ہوئے پایا۔

"آپ بھی کھانا کھائیں؟"

شاہ ویز کی نظروں سے کنفیوز ہوتے ہوئے جو سمجھ آئی بول دیا۔

"نہیں آپ کھائے مجھے بھوک نہیں ہے۔"

سر ہلاتے وہ دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گی۔کھانے سے فارغ ہو کر اس نے برتن اٹھائیں دھو کر ان کو ان کی جگہ پر رکھا۔شاہ ویز خاموشی سے ماہ رخ کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔

"چلیں؟؟"

ماہ رخ کے فارغ ہونے کے بعد شاہ ویز نے پوچھا

"جی چلے"وہ دونوں کمرہ کی طرف چل دیے۔

دو دن گزرنے کے بعد تایا سرکار نے گاؤں کے کچھ قریبی لوگوں کی دعوت کی تھی رسم کے مطابق سارا کھانا خاندان کی نئی بہو یعنی ماہ رخ کو تیار کرنا تھا۔ماہ رخ کی مدد کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہ تھی۔اب منزہ صاحبہ پریشانی میں چکر کاٹ رہی تھی کمرے کے۔ جب وہ کافی دیر ایسا کرتی رہی تو تنگ آ کر عائشہ نے ماں سے پوچھ ہی لیا۔۔

"امی آپ کو کس چیز کی پریشانی ہے اتنی؟"

انہوں نے بیٹی کو ایسے دیکھا جیسے کہ کہہ رہی ہو آپ کو تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔

"عائشہ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ ماہ رخ کو کھانا بنانا نہیں آتا۔رانیہ بھابھی نے بتایا تھا کہ انہیں چائے تک بنانا نہیں آتی۔اب مجھے بتائیں وہ اتنے لوگوں کا کھانا کیسے بنائی گئی؟ "

"امی اب تو تایا سرکار نے سب کو ناشتہ کی دعوت دے دی ہے۔۔"

"یہی تو پریشانی ہے مجھے کہ اب کیا ہو گا۔۔" یہ کہتے ساتھ وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"امی آپ شاہ ویز سے بات کریں وہ ضرور کوئی حل نکال لے گے یا پھر تایا سرکار کو منا

لیں گے۔۔۔"عائشہ نے اپنی تجویز دی۔

"انھی کا انتظار کر رہی ہوں شام سے نکلے ہوے ہیں نہ جانے کب لوٹے گے۔۔"

"کس کا انتظار کیا جا رہا ہے؟"

شاہ ویز نے منزہ صاحبہ کی آخری بات سنتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا۔"عائشہ نے جواب دیا۔

"کیوں خیر تو ہے نا،؟"شاہ ویز نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

پھر منزہ صاحبہ نے ساری بات شاہ ویز کو بتائی جس کو سن کر وہ بھی پریشان ہو گیا تھا کیوں کہ تایا سرکار اس وقت سو گئے تھے،اب وہ ان سے صبح ہی بات کر سکتا تھا جب کہ مہمانوں کی ناشتے کی دعوت تھی۔

"امی آپ پریشان نہ ہوں صبح فجر کے وقت میں بات کر لوں گا"

انہیں حوصلہ دینے کے بعد وہ اپنے کمرے کی طرف آ گیا جہاں ماہ رخ ہمیشہ کی طرح منہ تک کمبل کیے سو رہی تھی۔شاہ ویز بھی کپڑے بدل کر دوسری سائیڈ پر آ کر یہ سوچ کر لیٹ گیا کہ صبح جلدی بات کر لے گا۔

ماہ رخ کی آنکھ تین بجے کھلی شاہ ویز کو گہری نیند میں پائے۔وہ بیڈ سے اتر کر باتھ روم چلی گئی تھوڑی دیر بعد وضو کر کے واپس آئی اور تہجد کی نماز ادا کی۔نماز ادا کرنے کے بعد کچن کی طرف چل دی۔سب سے پہلے ساری چیزیں اکٹھی کر کے شلف پر رکھیں۔پھر سفید چنے ابالنے کے لیے رکھے۔ساتھ میں ساری چیزوں کی کٹنگ شروع کر دی۔کٹنگ سے فارغ ہونے کے بعد پہلے پراٹھوں کے لئے،پھر پوریوں کے لئے آٹا گوندا۔اس کے بعد حلوے کی تیاری شروع کر دی۔

زریاب صاحب جو تہجد کے لیے اٹھے تھے کچن میں سے برتنوں کی آوازیں سن کر اس طرف آ گئے۔ماہ رخ کو کام کرتے دیکھ کر مسکرانے لگے اور پھر واپس کمرے کی طرف چل دیے۔فجر کی اذان ہوئی تو ماہ رخ نے نیچے گیسٹ روم میں نماز ادا کی اور پھر دوبارہ کام پر لگ گئی۔ابھی اسے نہاری بھی تیار کرنی تھی۔منزہ صاحبہ سکون سے کمرے میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں۔وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ شاہ ویز نے بھائی صاحب

سے بات کرلی ہو گی۔جب کہ وہ اس بات سے لاعلم تھی کہ شاہ ویز تو اٹھے ہی نہیں نماز کے لیے۔

ماہ رخ نے تقریباً سب کچھ بنالیا تھا وہ کچن سے باہر نکل رہی تھی جب شہریار وہاں آیا۔

"السلام علیکم بھابھی" سلام کیا

"وعلیکم السلام بھائی" ماہ رخ نے مسکرا کر جواب دیا۔

"بھابھی بھائی کدھر ہے؟"

شہریار نے شاہ ویز کا پوچھا۔

"بھائی آپ روم میں جا کر دیکھ لیں۔میں نے تو آج نیچے ہی گیسٹ روم میں نماز پڑھی ہے۔"

"اچھا پھر میں دیکھتا ہوں"

یہ کہتے ساتھ شہریار نے شاہ ویز کے کمرہ کی طرف قدم بڑھایے۔ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو شاہ ویز کو بے خبر سوتا ہوا پایا۔

"بھائی اٹھے" شہریار نے شاہ ویز کا کندھا ہلایا۔

"کیا۔۔۔۔۔ کیا ہوا؟" شاہ ویز ہڑ بڑی میں اٹھا۔

"بھائی تایا سر کار بلا رہے ہیں۔ ناشتے کا وقت ہو گیا ہے۔"

جب ناشتے کا شہریار کے منہ سے سنا تو شاہ ویز کے سوئے ہوئے اعصاب بیدار ہوئے اور منزہ صاحبہ کی رات کی کہی ہوئی بات یاد آئی۔

"کیا ٹائم ہوا ہے؟" پاؤں میں سلیپرز پہنتے ہوئے شہریار سے ٹائم کا پوچھا

"بھائی سات بج چکے ہیں" شاہ ویز بھاگتا ہوا باتھ روم چلا گیا۔

"بھائی آرام سے" شہریار نے شاہ ویز کی تیزی دیکھ کر فکر مندی سے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

شاہ ویز پانچ منٹ میں تیار ہو کر نیچے آیا تو سب سے پہلے سامنے منزہ صاحبہ سے ہوا۔

"امی مہمان آ گئے ہیں؟"

"جی بیٹا وہ تو کب کے آ گے ہیں۔"

"کیوں آپ ان سے نہیں ملے؟" منزہ صاحبہ نے بیٹے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں امی میری تو آنکھ ابھی کھلی ہے"۔

"کیا مطلب آپ ابھی جاگے ہیں؟ تو کیا آپ نے بھائی صاحب سے بات نہیں کی؟"

انہوں نے پریشانی کے عالم میں بیٹے سے پوچھا۔

شاہ ویز نے گردن دائیں بائیں ہلائی۔ ابھی منزہ صاحبہ کچھ کہنے والی تھی کہ دوبارہ شاہ ویز کو تایا سرکار کا بلاوا آ گیا۔۔۔ اور وہ پریشانی کے عالم میں مردان خانے کی طرف چل دیا۔ منزہ صاحبہ بھی زنان خانے کی طرف چل دی۔

شاہ ویز جیسے ہی مردان خانے میں داخل ہوا تو مہمان ناشتہ شروع کر چکے تھے۔ وہ سب کو سلام کرتا تایا سرکار کے بغل میں بیٹھ گیا۔ وہ حیرانگی سے ناشتے کے سارے لوازمات دیکھ رہا تھا۔ پھر ایک خیال اس کی دماغ میں آیا کہ خانسامے نے یہ سب تیار کیا ہو گا۔

"شاہ ویز بیٹا آپ بھی ناشتہ شروع کریں" سکندر صاحب اپنے بیٹے کو ناشتہ کرنے کو کہا

جو کب سے کسی سوچ میں گم تھا۔"جی بابا"

کہتے ساتھ وہ بھی ناشتہ کرنا لگا۔شاہ ویز نے پلیٹ میں تھوڑی سی نہاری ڈالی اور پراٹھے کے ساتھ کھانا شروع کیا جیسے ہی پہلا نوالہ لیا تو حیران ہو گیا اتنی لذیذ نہاری اس نے آج سے پہلے کبھی نہیں کھائی تھی۔پھر تو ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین تین پراٹھے شاہ ویز نے کھائے۔وہ جو سمجھ رہا تھا کہ خانسامے نے بنایا ہے سب اس کی غلط فہمی کو تایا سرکار نے دور کیا جب کسی مہمان نے کھانے کی تعریف کی تو انہوں نے فخر سے کہا

"ہماری بہو یعنی کے شاہ ویز کی بیوی نے یہ سب کچھ بنایا ہے۔"

یہ سب سن کر شاہ ویز تو حیرانگی کے سمندر میں غوطے کھا رہا تھا۔

دوسری طرف منزہ صاحبہ کی حالت بھی شاہ ویز جیسی تھی۔ماہ رخ تیار سی سب کو کھانے کے لوازمات پیش کر رہی تھی۔مہمان ماہ رخ کے کھانوں کی تعریف کرتے

تھک نہیں رہے تھے۔منزہ صاحب کا سر فخر سے بلند ہو گیا جب کسی خاتون نے کہا کہ

"منزہ کی بہو صرف خوبصورت ہی نہیں بلکہ کھانا بھی بہت اچھا اور ذائقے دار بناتی ہے۔"

سب نے ماہ رخ کو اتنا لذیذ کھانا بنانے پر تحائف دیے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب لانچ میں بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے جب شہریار نے ماہ رخ سے کہا

"بھابھی ہمیں نہیں معلوم تھا کہ آپ اتنا اچھا کھانا بنا لیتی ہیں۔"

اس کی بات سن کر ماہ رخ مسکرانے لگی۔

"ہاں ماہ رخ رانیہ بھابھی نے بھی مجھے یہی بتایا تھا کہ آپ نہیں جانتی کھانا بنانا۔۔"

منزہ صاحبہ نے اپنے دل کی بات کہہ ڈالی۔اب سب ماہ رخ کی طرف متوجہ تھے کہ وہ

کیا بولے گی

"کھانا بنانا مجھے نانو نے سکھایا ہے۔جب بھی چھٹیاں ہوتی تو وہ مجھے سکھاتی تھی۔۔"

چائے کے کپ کو دیکھتے ہوئے بتایا

"یہاں پر کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ میں کھانا بنانا جانتی ہوں۔۔"

چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے پھر سے بولی۔

"ماہ رخ آپ تو اپنے میاں جی کا دل آسانی سے جیت لو گی بلکہ جیت لیا ہو گا۔۔"

بسمہ نے شوخی سے کہا۔

"جی۔۔۔"

ماہ رخ کو سمجھ نہ آئی تو نا سمجھی سے بول کر بسمہ کو دیکھنے لگی۔

"وہ سنی نہیں ہے بات کہ مردوں کے دل کا راستہ پیٹ سے ہو کر جاتا ہے۔اب آپ اتنے اچھے کھانے بناؤ گی تو شاہ ویز کا دل تو جیت ہی لوں گی"

بسمہ نے تفصیل سے ماہ رخ کو بتایا جسے سن کر ماہ رخ سب کی موجودگی میں جھینپ گی۔

"بسمہ بھابھی یہ تو شاہ ویز بھائی ہی بتائیں گے کہ ماہ رخ بھابھی نے ان کا دل جیت لیا ہے یا نہیں"

شہریار نے شوخ نظروں سے شاہ ویز کو دیکھا۔

"جی تو بھائی پھر بتائیں کہ میری دیورانی آپ کی دل کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئی ہے یا نہیں؟۔۔"

بسمہ نے شاہ ویز سے پوچھا۔ماہ رخ تو ان سب کی گفتگو سنے کے بعد اوپر دیکھنے کی ہمت ہی نہیں کر پا رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بسمہ بھابھی آپ کی دیورانی آج سے دس سال پہلے ہی۔۔۔ہمارے دل کو فتح کر کہ وہاں اپنے نام کا جھنڈا لہرا چکی ہے۔۔"

شاہ ویز نے ماہ رخ کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے سب کے سامنے اظہار کر ڈالا۔شاہ ویز کا کھلے عام اظہار۔۔ماہ رخ کہ اعصاب کو سن کر چکا تھا۔وہ سب کی نظریں اپنے اوپر محسوس کر رہی تھی۔

"میں نماز پڑھ کر آتی ہوں۔۔"

یہ کہتے ساتھ وہ وہاں سے کسی بوتل کے جن کی طرح غائب ہو گئی۔ جبکہ باقی سب اس کی تیزی پر مسکرانے لگے۔

ایک ہفتے بعد سب واپس شہر آ گئے تھے کیوں کہ سب کی چھٹیاں اب ختم ہو چکی تھی۔ دعوتوں کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری تھا۔ شاہ ویز نے ماہ رخ کا داخلہ یونیورسٹی میں کروا دیا تھا۔ وہ بھی اپنی پڑھائی جاری رکھنا چاہتی تھی۔

کبھی کبھی وہ شاہ ویز کے خیال رکھنے اور پیار کرنے کے طریقوں سے حیران ہو جاتی تھی۔ وہ شخص اس کی ہر ضرورت، ہر بات بغیر کہے جان لیتا تھا۔ ہر گزرتے لمحے وہ اس شخص کی عادی ہو رہی تھی۔ وہ صبح نماز کیلئے خود اٹھتا پھر ماہ رخ اٹھاتا اس کے بعد دونوں مل کر ناشتہ کرتے پھر وہ ماہ رخ کو یونیورسٹی ڈراپ کرتا۔ ماہ رخ بھی آہستہ آہستہ شاہ ویز کی چیزوں کا خیال رکھنا شروع ہو گی۔ جیسے کہ اس کے کپڑے تیار رکھنا۔ آفس سے

واپسی پر پہلے ہی کافی تیار کر دیتی تاکہ انتظار نہ کرنا پڑے شاہ ویز کو۔زندگی بہت خوبصورت اور اچھے طریقے سے گزر رہی تھی۔جب جب وہ شاہ ویز کی طرف دیکھتی تو اس کو حیدر کی خط میں لکھی ہوئی بات یاد آتی "گڑیا مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو عزت مان اور محبت دینگے" وہ اس بات کو سوچ کر مسکرانے لگتی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ 6 ستمبر کی بات تھی جب شاہ ویز نے ماہ رخ کو تیار ہونے کو کہا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

یہ سوال ماہ رخ تقریباً ہر پانچ منٹ بعد شاہ ویز سے پوچھتی اور وہ ایک ہی جواب دیتا

"پتہ چل جائے گا"

اور وہ چھپ کر کے باہر گزرتی گاڑیوں کو دیکھنے لگ جاتی۔شاہ ویز نے گاڑی جناح کنونشن سینٹر کے باہر روکی تو ماہ رخ نے حیرانگی سے شاہ ویز کی طرف دیکھا جو گاڑی سے

باہر نکل کر اب اس کی سائیڈ کا دروازہ کھول رہا تھا۔

"ہم ادھر کیوں آئے ہیں؟"

شاہ ویز جواب دینے والا تھا ہی کہ حارب یونیفارم پہنے ماہ رخ کے سامنے آیا۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ حارب سے ملی۔

"چلیں شاہ ویز بھائی ٹائم ہو گیا ہے"

حارب نے ان کو ٹائم کا احساس دلایا۔ شاہ ویز نے سر ہلایا اور ماہ رخ کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنے لگا۔ وہ دل میں مسلسل ایک ہی دعا کر رہی تھی۔۔۔ کہ جیسا وہ سوچ رہی ہیں ویسا نہ ہو۔ جب اندر قدم رکھا تو نیلی سفید اور خاکی وردیوں میں جوان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ماہ رخ کا شک آہستہ آہستہ یقین میں تبدیل ہو رہا تھا۔ اس کی گرفت شاہ ویز کے ہاتھ میں اور مضبوط ہو گی۔ وہ تینوں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گے۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ پھر جیسے جیسے شہدا کے تمغہ ان کے گھر والوں کو دیے جا رہے تھے ماہ رخ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔

"شاہ ویز چلیں یہاں سے" ماہ رخ نے شاہ ویز کے کان میں گھس کر کہا

ابھی وہ کچھ کہتا کہ ماہ رخ کا نام لیا گیا۔

"شاہ ویز میں نہیں جاوں گی"

شاہ ویز کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر کہا۔

"ماہ رخ آپ کو جانا ہے۔حیدر چاچو انتظار کر رہے ہیں اپنے میڈل کا۔۔"

وہ بے جان ہوتی ٹانگوں کے ساتھ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی سٹیج پر پہنچی اور حیدر کا تمغہ لیا۔ابھی وہ نیچے اتر ہی رہی تھی کہ کمپئر نے اس کو چند الفاظ کہنے کو کہا۔کانپتے ہاتھوں سے مائیک کو تھاما۔۔

"آپ سب حیران ہوں گے کہ بھائیوں کی جگہ ایک بھتیجی نے میڈل ریسیو کیا۔۔۔ میرے بابا کی خواہش تھی کہ میں ان کا یہ میڈم ریسیو کرو۔ایک شخص ایک فوجی صرف شہید نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ اس کا پورا خاندان شہید ہوتا ہے۔بے شک یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔اور قرآن میں خود اللہ پاک نے فرمادیا ہے کہ شہید کبھی مرتے نہیں ہے۔مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ان کے جانے سے ہماری زندگیوں میں جو خلا آیا ہے۔۔۔ناوہ آج چھ سال بعد بھی بھر نہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سکا۔زندگی کی ہر موقع پر ان کی یاد ستاتی ہے۔پر ایک بات کی خوشی بھی ہے کہ اللہ پاک نے ان کو سب سے اعلی مقام عطا فرمایا ہے۔اور میں فخر سے کہتی ہوں کہ میں شہید حیدر ظفر کی بھتیجی بھی اور بیٹی بھی ہوں۔" یہ کہتے ساتھ وہ تالیوں کی گونج میں اسٹیج سے نیچے اتری۔۔

آج نہ صرف وہ خود روئی بلکہ وہاں بیٹھے ہر شخص کو رولا ڈالا۔اس نے واپسی پر شاہ ویز سے کوئی بات نہیں کی یہ اس کی نارضگی کا اظہار تھا۔کمرے میں آکر میڈل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا اور خود بیڈ پر بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔شاہ ویز جب کمرہ میں آیا تو ماہ رخ کو روتے ہوئے پایا۔

"ماہ رخ کیا ہوا؟"

بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بے تابی سے پوچھا۔

"نہیں کرنی آپ سے کوئی بھی بات آپ نے کیوں نہیں بتایا تھا"

ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔

"اگر بتا دیتا تو کیا آپ جاتی؟" سوال کیا گیا۔

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں نے چاچو کے تابوت میں آخری کیل ٹھوک دی ہے"۔

بولتے ساتھ اور شدت سے رونے لگی۔

"ایسی بات نہیں ہے ماہ رخ" اس کو روتے ہوئے دیکھ کر بے بسی سے کہا۔

"میرا دل پھٹ جائے گا۔ میرے بابا کی جدائی کا زخم پھر ہرا ہو گیا ہے۔"

اس کے گلے لگتے آج اسے اپنا غم بتا رہی تھی۔ شاہ ویز نے اس کے گرد حصار باندھا اور ماہ رخ کو رونے دیے تا کہ اس کا غم ہلکا ہو سکے۔ آج شاہ ویز نے سمیٹ لیا تھا ماہ رخ کو۔ آج ماہ رخ پھر سے نہیں بکھری تھی۔

سات سال بعد

"شاہ ویز حوریہ کو مجھے دے میں اس کے کپڑے تبدیل کر دو آپ تھوڑی دیر موسی کو اٹھا لے"۔

ماہ رخ نے تین سال کے موسی کو جو کہ کاربن کوپی تھا اپنے باپ کی شاہ ویز کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ شاہ ویز نے آٹھ ماہ کی حوریہ کو زمین پر بٹھایا اور موسی کو ماہ رخ سے لینا چاہا مگر موسی صاحب نے اپنی ممی کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ جہاں ماہ رخ موسی کی حرکت دیکھ کر ہنسنے لگی وہی شاہ ویز نے دونوں ماں بیٹے کو گھورا۔

"جب آپ جانتی ہیں کہ یہ نہیں آئے گا تو بولتی ہی کیوں ہیں؟" شاہ ویز کی شکل دیکھ کر ماہ رخ کا جاندار قہقہ گونجا۔

جی تو بات یہ ہے کہ موسی ماہ رخ کے علاوہ کسی کے پاس بھی نہیں جاتا اور نہ ہی اپنی ممی کے پاس کسی کو آنے دیتا تھا۔ حوریہ بھی پورے دن منزہ صاحبہ کے پاس ہوتی تھی۔ موسی بھی باپ کی طرح اپنی ماں کا دیوانہ تھا۔

"اچھا آپ امی کو کہہ دیں وہ حوریہ کے کپڑے بدل دے گئی" ماہ رخ نے شاہ ویز کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

شاہ ویز نے بیڈ سے کپڑے اٹھائے اور حوریہ کو زمین سے اٹھا کر منزہ صاحبہ کے پاس چلا گیا۔آج ولی کے بیٹے کی برتھ ڈے تھی تو ان سب کو وہاں جانا تھا۔

گزرتے وقت کے ساتھ بہت سی تبدیلیاں آگئی تھی۔شافع اور انوشے کے دو بیٹے تھے۔ولی کی شادی عظمی سے ہوئی تھی اور اس کے بھی دو بیٹے تھے۔حارب کی شادی صبا سے ہوئی جو کہ ایئر فورس میں حارب کی طرح ہی پائلٹ تھی ان کا بھی ایک چھوٹا سا بیٹا تھا۔شافع اور سعد کی شادی کو بھی دو سال ہو گے تھے۔دونوں کو اللہ پاک نے ایک ایک بیٹے سے نوازا تھا۔شاہ زیب کو شادی کے دس سال بعد پچھلے مہینے اللہ نے نعمت سے نوازا تھا۔شہریار کی بھی شادی ہو گی تھی۔ماہ رخ سائکیٹرسٹ بن چکی تھی۔ جس طرح ماہ رخ اکلوتی تھی اسی طرح حوریہ بھی اپنی ماں کی طرح اکلوتی تھی اور دونوں گھروں کی لاڈلی گڑیا تھی۔

سب سے ملنے کے بعد ماہ رخ صوفے پر بیٹھی تو انوشے اس کے پاس آ کر بیٹھ گی۔

"گڑیا آپ ہم سب کو بھول ہی گئیں ہیں۔ایک ہی شہر میں رہنے کے باوجود ملنے نہیں آتی جب تک ہم بلائیں نہ۔۔"

"آپو ایسی بات نہیں ہے۔ہوسپیٹل اور گھر کے کاموں میں اتنی مصروف ہوتی ہوں کہ ٹائم ہی نہیں ملتا۔اوپر سے آپ موسی کی حرکتیں تو جانتی ہیں۔یہاں پر آ بھی جاؤ تو اس نے کسی سے بات کرنے نہیں دینی مجھے۔ایک دفعہ ان کا اسکول میں ایڈمیشن کروالوں پھر آیا کروگی"

ماہ رخ سامنے موسی کو دیکھتے ہوئے جواب دے رہی تھی جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا مگر جیسے ہی انوشے کو ماہ رخ کے پاس دیکھا تو بھاگ کر ماں کی گود میں بیٹھ گیا۔

"اسی لیے نہیں آتی" ماہ رخ نے اشارہ کر کے بتایا۔انوشے ماہ رخ کی بات سن کر مسکرانے لگی۔

"شاہ ویز اٹھے۔۔۔۔"وہ شاید گہری نیند میں تھا کہ ماہ رخ کی آواز سننے کے بعد بھی شاہ ویز کے جسم میں حرکت نہ ہوئی۔

"شاہ ویز اٹھے نہ "اب کی بار کندھا ہلا کر اٹھایا

"کیا ہوا ہے ماہ رخ؟"بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اٹھ کر بیٹھیں گے تو تب بھی بتاؤں گی"

وہ نیند کی خماری لیے بمشکل اٹھ کر بیٹھا اور گھڑی کی طرف دیکھا جہاں تین کا ٹائم ہو رہا تھا۔اب ماہ رخ بھی بیڈ پر بیٹھ چکی تھی۔

"جی بتائیں کیا بات ہے؟"نیند میں جھولتے ہوئے پوچھا۔

"آپ نے منہ دکھائی کا تحفہ نہیں دیا مجھے وہ چاہیے"۔

"کیا"

رات کے تین بجے ماہ رخ کی منہ دکھائی کی بات سن کر وہ بے حوش ہونے کو تھا۔

"ہاں تو آپ نے منہ دکھائی کا پوچھا تھا تو اب دے مجھے"

"بالکل پوچھا تھا مگر آج سے سات سال پہلے شادی کی رات۔" شاہ ویز نے ماہ رخ کو یاد دلانا چاہا۔

"مجھے بالکل یاد ہے۔ سات سال ہو گئے ہیں تو کیا مطلب آپ اب نہیں دیں گے؟" روہانسی ہوتے پوچھا

"ایسی بات نہیں ہے جانِ شاہ ویز لیکن اس وقت تمام بازار بند ہیں صبح جو کہیں گی میں لا دوں گا"

ماہ رخ کی روہانسی شکل دیکھ کر فوراً سے منانے کی کوشش کی۔

"مجھے بازار سے کچھ بھی نہیں چاہیے"

"تو پھر کیا چاہیے؟"

"مجھے آپ کی امامت میں تہجد کی نماز ادا کرنی ہے۔ اور یہی میری منہ دکھائی بھی ہے۔ کیا آپ میری منہ دکھائی دیں گے؟"۔ اپنی خواہش کا اظہار کرنے کے بعد اب وہ شاہ

ویز کے جواب کی منتظر تھی۔

وہ تو ماہ رخ کی بات سننے کے بعد حیران ہو گیا۔

"بتائیں ناپوری کریں گے نہ میری یہ خواہش؟" جب وہ کافی دیر کچھ نہ بولا تو ماہ رخ نے دوبارہ سے پوچھا۔

"میں وضو کر کے آتا ہوں" پاؤں میں سلیپرز اڑستے ہوئے جواب دیا اور باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

"جو سوٹ میں نے آپ کا نکالا ہے وہی پہن کر آیئے گا"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ رخ نے پیچھے سے ہلکی آواز میں کہا کیوں کہ موسی اور حوریہ گہری نیند میں تھے۔ پانچ منٹ بعد شاہ ویز نکاح کا جوڑا پہنے اور وضو کیے باتھ روم سے باہر آیا۔ شاہ ویز نے ماہ رخ کی طرف دیکھا تو اس نے بھی نکاح کا جوڑا پہنا ہوا تھا۔ وہ آج بھی ویسی ہی تھی جیسے سات سال پہلے تھی آج بھی اس کو دیکھ کر کوئی یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ دو بچوں کی ماں ہے۔ بلکہ اس کے حسن میں وقت کے ساتھ اضافہ ہی ہوا تھا۔ شاہ ویز نے ماہ رخ کی جائے ِ نماز سے دو قدم آگے جائے ِ نماز بچھائی۔ پھر اس نے امامت شروع کروائی۔

اس وقت ماہ رخ اپنے آپ کو دنیا کی سب سے خوش نصیب لڑکی تصور کر رہی تھی۔ جو سب سے لاڈلی نماز اپنے محرم کی امامت میں پڑھ رہی تھی۔ آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔ آج یہ آنسو شکر کے اور خوشی کے تھے۔ نماز پڑھنے کے بعد دونوں نے دعا مانگی اس کے بعد شاہ ویز نے اپنی جائے ِ نماز ماہ رخ کے قریب بچھائی۔ اس نے اپنا سر شاہ ویز کے کندھے پر رکھا اور شاہ ویز کا دایاں ہاتھ تھام کر اس کی انگلیوں کے پوروں پر تسبیح کرنے لگی۔ وہ ماہ رخ کے اس طرح کرنے پر مسکرا اٹھا۔ کمرے کی خاموشی کو ماہ رخ کی آواز نے توڑا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شاہ ویز۔۔۔۔۔۔"

"جی جانِ شاہ ویز"

"میں اظہار کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

آج تو وہ ہر قدم پر شاہ ویز کو حیران کر رہی تھی۔

"میں منتظر ہوں آپ کے اظہار کا"

"جب بھی آپ کو دیکھتی ہوں نہ۔۔۔ تو سوچتی ہوں نہ جانے ایسی کون سی نیکی یا پھر

میرا ایسا کون سا عمل اللہ پاک کو اتنا پسند آیا کہ انعام کے طور پر اس نے آپ کو میری زندگی میں میرا محرم بنا کر بھیجا۔آپ میرے لئے بہترین تحفہ ہیں اس رب کی طرف سے۔"

یہ کہتے ساتھ اس نے شاہ ویز کی دونوں ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگا لیا۔

شاہ ویز نے ماہ رخ کے گرد حصار باندھ لیا۔اور اس کے سر پر پیار دیا۔

"آج آپ کے اظہار نے مجھے مکمل کر دیا"

ماہ رخ نے دوبارہ شاہ ویز کے ہاتھ ہونٹوں سے لگا لیے

موسی کی رونے کی آواز سے دونوں کا سحر ٹوٹا۔

"یہ آپ کا بیٹا کبھی جو ماں باپ کو ساتھ دیکھ لے" شاہ ویز جل کر بولا۔

شاویز کی بات سن کر ماہ رخ کا جاندار قہقہ کمرے میں گونجا۔

اللہ نے اگر حیدر کو ماہ رخ سے لیا تو شاہ ویز کو اس کی زندگی میں بھیجا۔ماہ رخ کا ہمیشہ ایک ہی شکوہ ہوتا تھا اللہ سے کہ جو مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہے آپ نے اسی کو کیوں لیا۔ مگر دیکھ لے اللہ نے شاہ ویز کو اس کی زندگی میں بھیجا جس نے اس کے ہر زخم پر مرہم رکھا۔اگر اللہ تعالی آپ سے کچھ لے رہا ہے تو یقین رکھئے کہ وہ آپ کو بہترین سے نوازے گا۔

ختم شدہ

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین